تفہیم السنۃ
17

کتاب احوال القبر

قبر کا بیان

محمد اقبال کیلانی

مكتبة بيت السلام الرياض

ح محمد اقبال كيلاني، ١٤٢٢هـ
فهرسة مكتبة الملك فهد الوطنية أثناء النشر
كيلاني، محمد اقبال
كتاب احوال القبر.- الرياض.
... ص ؛ .. سم
ردمك : ٨ – ٩٤٧ – ٣٩ – ٩٩٦٠
(النص باللغة الاردية)
١- الحوت ٢- الحياة الاخرى ٣- الجنة والنار أ- العنوان
ديوي ٢٤٣ ٢٢/٤١٩٥

رقم الإيداع : ٢٢/٤١٩٥
ردمك : ٨- ٩٤٧- ٣٩- ٩٩٦٠

تقسیم کننده

مکتبہ بیت السلام۔ پوسٹ بکس نمبر: 16737۔ ریاض 11474 سعودی عرب
فون: 4460129

فہرست

يَا اِخْوَانِىْ ! لِمِثْلِ هٰذَا فَاَعِدُّوْا

''اے میرے بھائیو!
اس جیسی جگہ (یعنی قبر) کے لئے تیاری کرلو''

اے سرسبز وشاداب دنیا میں عیش وعشرت کی زندگی بسر کرنے والو!
اے شیریں اور میٹھی دنیا کے ناز ونعم میں منہمک رہنے والو!
اے رنگین و دلفریب دنیا کے سراب میں جذب رہنے والو!
اے حسین وجمیل دنیا کے حسن و جمال میں کھونے والو!
اے دار البقاء کو چھوڑ کر دار الفنا کا تعاقب کرنے والو!
عنقریب ہم ایک کٹھن گھاٹی......موت...... سے گزر کر ایک طویل وادی پُر خطر کا سفر اختیار کرنے والے ہیں۔

❋ **اس وادی پُر خطر میں سیاہ رات جیسی تاریکی ہوگی۔**

نہ سورج کی کرنیں ہوں گی، نہ چاند کی چاندنی ہوگی، نہ ستاروں کی لَو ہوگی، نہ قمقموں

کا نور ہوگا، نہ چراغوں کی روشنی ہوگی نہ کسی جگنو کی ٹمٹماہٹ ہی نظر آئے گی۔

٭ اس وادی پُر خطر میں دشتِ ویراں جیسی تنہائی ہوگی۔

نہ ماں باپ ہوں گے، نہ بیوی بچے ہوں گے، نہ کوئی غمگسار ہوگا نہ غمخوار، نہ کوئی پیر و مرشد ہوگا نہ کوئی حاجت روا اور مشکل کشا ہوگا نہ کوئی محافظ نہ باڈی گارڈ ہوگا۔ کوئی پارٹی یا پارٹی لیڈر نہیں ہوگا۔ صدارتوں اور وزارتوں کے بلند و بالا ایوانوں کا رعب اور دبدبہ نہیں ہوگا۔ سینٹ اور اسمبلیوں کے ٹھاٹھ باٹھ نہیں ہوں گے، عدالتوں کے کٹہروں کا طنطنہ نہیں ہوگا۔ پولیس کے عہدوں اور تمغوں کا فخر و غرور نہیں ہوگا۔ فوج کے اعزازات اور اسٹارز کا جاہ و جلال نہیں ہوگا۔ اعلیٰ سرکاری مناصب کا کروفر نہیں ہوگا۔ وسیع و عریض جاگیروں کی خدائی نہیں ہوگی۔ قبضہ گروپوں کے لمبے ہاتھ نہیں ہوں گے، کرائے کے قاتلوں کی دہشت گردی نہیں ہوگی۔ سفارش کے لئے چچا اور ماموں نہیں ہوں گے۔ رشوت کے لئے مالِ حرام کی ریل پیل نہیں ہوگی۔

٭ اس وادی پر خطر میں موذی درندوں جیسی وحشت ہوگی۔

مٹی کا گھروندا ہوگا، مٹی کا فرش ہوگا، مٹی کا بستر ہوگا، گھٹن ہوگی، کیڑے مکوڑے ہوں گے، زہریلے سانپ اور بچھو ہوں گے اندھے اور بہرے فرشتے گرز تھامے کھڑے ہوں گے...... نہ جائے فرار ہوگی نہ جائے قرار!

اے لوگو، جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے ہو!

بشیر اور نذیر بنا کر بھیجے گئے رسول ......حضرت محمد ﷺ......کی بات ذرا غور سے سنو!

﴿مَا رَأَيْتُ مَنْظَرًا قَطُّ اِلَّا الْقَبْرَ اَفْظَعَ مِنْهُ﴾

"میں نے قبر سے زیادہ سخت گھبراہٹ والی جگہ اور کوئی نہیں دیکھی۔" (ترمذی)

اے ہوش و گوش رکھنے والو......!

اے دل اور دماغ رکھنے والو......!

اے تنہائی، تاریکی اور وحشت کی وادی پُر خطر میں قدم رکھنے والو......!

سنو، بے بسی اور بے کسی کے اس سفر پُر خطر میں ایمان اور نیک اعمال......نماز، زکاۃ، روزہ، حج، عمرہ، تلاوت قرآن، ادعیہ و اذکار، صدقہ و خیرات، نوافل، اطاعت والدین، صلہ رحمی، یتیموں اور بیواؤں سے حسنِ سلوک، عدل و انصاف، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر وغیرہ......ہی زادِ سفر ہوں گے، جو گھبراہٹ بھی دور کریں گے، روشنی بھی دیں گے، تنہائی بھی دور کریں گے اور جسم و جان کے لئے سامان راحت بھی مہیا کریں گے۔

پس اے وادی پُر خطر کے مسافرو......!

روانگی سے پہلے انسانوں کے سب سے بڑے محسن، سب سے بڑے مشفق،

سب سے بڑے خیر خواہ اور سب سے بڑے ہمدرد رسول رحمت ﷺ کی نصیحت ذرا کان لگا کر سن لو......!

ایک بار آپ ﷺ اسی وادی پر خطر کے کنارے بیٹھے آنسو بہا رہے تھے، آنسو بہاتے بہاتے قبر کی مٹی تر ہوگئی اور آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مخاطب کر کے فرمایا:

﴿ يَا اِخْوَانِیْ ! لِمِثْلِ هٰذَا فَاَعِدُّوْا ﴾

''اے میرے بھائیو!

اس جیسی جگہ (یعنی قبر) کے لئے تیاری کرلو۔'' (ابن ماجہ)

پھر ہم میں سے کون ہے وہ جو رسول رحمت ﷺ کی بات سنے،

اس پر لبیک کہے،

اور............!

اس وادی پُر خطر کے سفر کی تیاری میں لگ جائے......؟

وَ صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ

وَ آلِهٖ وَ صَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ

❁❁❁

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَ الصَّلاۃُ وَ السَّلامُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْاَمِيْنَ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ اَمَّا بَعْدُ !

اس دلفریب، آرام دہ اور پرآسائش زندگی کے بعد آنے والے تمام مراحل انتہائی کٹھن، تکلیف دہ اور المناک ہیں سب سے پہلا مرحلہ موت کا ہے۔ موت وہ کڑوا گھونٹ ہے جسے ہر جاندار نے پینا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ﴾

''ہر جاندار نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے۔'' (آل عمران، آیت 185)

دوسری جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

(كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ)

''اللہ تعالیٰ کی ذات کے علاوہ ہر چیز ہلاک ہونے والی ہے۔'' (سورہ القصص، آیت 88)

مرنے کے بعد چونکہ کوئی شخص واپس نہیں پلٹتا اس لئے ٹھیک ٹھیک یہ بتانا کہ مرنے کی کیفیت کیا ہوتی ہے، ممکن نہیں البتہ قرآن وحدیث میں موت کی شدت اور سختی کا جو ذکر آیا ہے اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ دنیاوی زندگی کے سارے مصائب وآلام، سارے رنج وغم اور ساری تکلیفیں مصیبتیں اکٹھی کر دی جائیں تو موت کی تکلیف اور شدت ان سے زیادہ ہوگی۔

سورہ ق میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَجَاءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ﴾

''اور موت کی سختی حق لے کر آ پہنچی۔'' (سورہ قٓ، آیت 19)

حق سے مراد عالم برزخ کے حقائق اور سچائیاں ہیں۔ فرشتے نظر آ جاتے ہیں۔ عذاب یا ثواب کا یقین ہو جاتا ہے۔

موت کی سختی اور شدت کا ذکر کرتے ہوئے سورہ قیامہ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿كَلَّا إِذَا بَلَغَتِ التَّرَاقِيَ وَ قِيْلَ مَنْ رَاقٍ ○ وَّ ظَنَّ اَنَّهُ الْفِرَاقُ ○ وَالْتَفَّتِ السَّاقُ بِالسَّاقِ○﴾

''جب جان حلق تک پہنچتی ہے تو کہا جاتا ہے کہ ہے کوئی جھاڑ پھونک کرنے والا؟ آدمی یہ سمجھتا ہے کہ (اب دنیا سے) جدائی کا وقت آ گیا ہے اس وقت پنڈلی پنڈلی کے ساتھ مل جاتی ہے۔'' (سورہ قیامہ، آیت 26 تا 29)

پنڈلی سے پنڈلی مل جانے کا مطلب یہ ہے کہ موت کے وقت پے در پے تکلیفیں آتی ہیں تب جان نکلتی ہے۔

رسول اکرم ﷺ کا ارشاد مبارک ہے:

''موت کی تکلیف بڑی شدید ہے۔'' (احمد)

دوسری حدیث میں ارشاد مبارک ہے ''لذتوں کو مٹا دینے والی چیز یعنی موت کو کثرت سے یاد کیا کرو۔'' (ترمذی، نسائی، ابن ماجہ)

رسول اکرم ﷺ نے جس مرض میں وفات پائی اس میں آپ کے اضطراب اور بے چینی کا یہ عالم تھا کہ پانی کا پیالہ ساتھ رکھا تھا جس میں بار بار ہاتھ مبارک ڈالتے اور چہرہ پر ملتے اپنی چادر کبھی چہرہ مبارک پر ڈالتے اور کبھی ہٹا لیتے۔ آپ ﷺ پر جب موت کی غشی طاری ہونے لگی تو آپ ﷺ اپنے چہرہ مبارک سے پسینہ پونچھتے اور فرماتے جاتے ((سُبْحَانَ اللّٰهِ اِنَّ لِلْمَوْتِ لَسَكَرَاتٌ)) ''سبحان اللہ! موت کے لئے بڑی سختیاں ہیں۔'' (بخاری) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کی موت کی تکلیف دیکھنے کے بعد اب میں کسی کے لئے موت کی سختی کو برا نہیں سمجھتی۔ (بخاری)

زندگی کے آخری لمحات میں رسول اللہ ﷺ کی زبان مبارک میں لکنت آ گئی تھی۔(ابن ماجہ)
حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ (فاتح مصر) اپنی زندگی میں اکثر کہا کرتے تھے۔''مجھے ان لوگوں پر تعجب ہے جن کے حواس موت کے وقت درست ہوتے ہیں مگر موت کی حقیقت بیان نہیں کرتے۔'' حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ جب خود موت کے کنارے پہنچے تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے انہیں ان کی بات یاد دلائی۔ حضرت عمرو رضی اللہ عنہ نے ٹھنڈی سانس لی اور کہنے لگے''موت کی کیفیت نا قابل بیان ہے بس اتنا بتا سکتا ہوں کہ مجھے ایسا معلوم ہو رہا ہے گویا آسمان زمین پر ٹوٹ پڑا ہے اور میں دونوں کے درمیان پس رہا ہوں، میری گردن پر جیسے کوئی پہاڑ رکھا ہوا ہے پیٹ میں کھجور کے کانٹے بھرے ہوئے ہیں اور ایسے معلوم ہو رہا ہے جیسے میری سانس سوئی کے ناکے سے گزر رہی ہے۔''

حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں''موت کا لمحہ دنیا و آخرت کی تمام ہولناکیوں سے زیادہ ہولناک ہے یہ آروں کے چیرنے سے زیادہ اذیت ناک، قینچیوں کے کاٹنے سے زیادہ سخت اور ہنڈیوں کے ابالنے سے زیادہ تکلیف دہ ہے اگر مردہ زندہ ہو کر لوگوں کو موت کی سختی سے آگاہ کر دے تو لوگوں کا آرام اور نیند ختم ہو جائے۔''

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ یہ دعا فرمایا کرتے تھے ((اَللّٰهُمَّ هَوِّنْ عَلَى الْمَوْتِ))''یا اللہ! مجھ پر موت کی سختی آسان فرمانا۔''

رسول اکرم ﷺ نے مومن اور کافر کی موت کی الگ الگ کیفیت بیان فرمائی ہے۔جس کا خلاصہ یہ ہے کہ جب مومن کی موت کا وقت آتا ہے تو سورج کی طرح روشن چہروں والے فرشتے جنت سے معطر سفید ریشمی کفن اپنے ساتھ لاتے ہیں، آ کر مومن آدمی کو السلام علیکم کہتے ہیں۔ ملک الموت روح قبض کرنے سے پہلے اسے خوشخبری دیتے ہیں''اے پاک روح! خوش ہو جا تیرے لئے اللہ کی رحمتیں اور جنت کی نعمتیں ہیں۔'' یہ خوش خبری سن کر مومن آدمی کے دل میں اللہ تعالیٰ کے پاس جانے کی زبردست خواہش پیدا ہوتی ہے اور مومن آدمی کی روح جسم سے اس طرح نکل آتی ہے جس طرح مشکیزہ کا منہ کھول دینے سے پانی بہہ نکلتا ہے۔فرشتے روح قبض کرنے کے بعد اسے خوشبودار سفید ریشمی کفن میں لپیٹ لیتے ہیں اور آسمان کی طرف لے جاتے ہیں۔اس وقت مومن آدمی کی روح سے اس قدر تیز مسک کی سی خوشبو آتی ہے کہ آسمان

کے فرشتے اسے محسوس کر کے آپس میں کہتے ہیں ''کسی مومن آدمی کی روح اوپر آ رہی ہے۔''

فرشتے آسمان کے دروازے پر دستک دیتے ہیں تو آسمان اول کے فرشتے پوچھتے ہیں ''یہ کون پاک روح ہے؟'' جواب میں فرشتے بتاتے ہیں ''یہ فلاں ابن فلاں ہے۔'' آسمان کے فرشتے اس کے لئے دروازہ کھولتے ہیں، اسے خوش آمدید کہتے ہیں اور اس پاک روح کو اللہ کی رحمتوں اور نعمتوں کی بشارت دیتے ہیں۔ فرشتے اسے دوسرے آسمان کی طرف لے جاتے ہیں۔ آسمان اول کے فرشتے مومن آدمی کی عزت افزائی کے لئے دوسرے آسمان تک اسے الوداع کہنے جاتے ہیں۔ دوسرے آسمان پر مومن کی روح کو پہلے آسمان کی طرح خوش آمدید کہا جاتا ہے پھر تیسرے، چوتھے، حتی کہ ساتویں آسمان تک روح پہنچ جاتی ہے۔ وہاں پہنچنے کے بعد اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوتا ہے کہ میرے اس بندے کا نام علیین (بلند مرتبہ لوگوں کی فہرست) میں لکھ لو۔ اس کے بعد اس کی روح کو جسم میں سوال و جواب کے لئے دوبارہ لوٹا دیا جاتا ہے۔

قبر میں آنے والے فرشتوں کو منکر اور نکیر کہا جاتا ہے ان کا چہرہ سیاہ، آنکھیں کیرے رنگ کی بڑی بڑی چمک دار، دانت گائے کے سینگ جیسے بڑے بڑے، آواز بجلی کی طرح گرجدار ہوتی ہے۔ اپنے دانتوں سے زمین اکھیڑتے ہیں اور گرجدار آواز میں پوچھتے ہیں ((مَــــنْ رَبُّکَ ؟)) ''تیرا رب کون ہے؟'' ((مَنْ نَبِیُّکَ ؟)) ''تیرا نبی کون ہے؟'' اور ((مَا دِیْنُکَ ؟)) ''تیرا دین کون سا ہے؟''

مومن آدمی قبر کی تاریکی، تنہائی اور منکر نکیر کے انتہائی ڈراؤنے چہرے دیکھنے کے باوجود کسی قسم کا خوف اور گھبراہٹ محسوس نہیں کرتا اور پورے اطمینان سے منکر نکیر کے سوالوں کا جواب دیتا ہے۔ بعض اہل ایمان کو سوال و جواب کے وقت سورج غروب ہوتے دکھایا جاتا ہے۔ چنانچہ مومن آدمی فرشتوں کے سوال کے جواب میں کہتا ہے ذرا ٹھہرو مجھے پہلے نماز عصر ادا کر لینے دو پھر میں تمہارے سوالوں کے جواب دوں گا لیکن جب اسے معلوم ہوتا ہے کہ یہ نماز ادا کرنے کی جگہ نہیں تو پھر وہ منکر نکیر کے سوالوں کے جواب دیتا ہے۔

سوال و جواب کے بعد جہنم کی طرف ایک سوراخ کر کے مومن آدمی کو جہنم کی آگ دکھائی جاتی ہے اور اسے بتایا جاتا ہے کہ یہ ہے وہ آگ جس سے اللہ نے تجھے اپنے فضل سے بچا لیا ہے پھر جنت کی طرف ایک سوراخ یا دروازہ کھولا جاتا ہے جس سے مومن آدمی جنت کی نعمتوں کا نظارہ کر کے خوشی محسوس کرتا ہے۔

اس وقت مومن کو جنت میں اس کا گھر بھی دکھایا جاتا ہے۔اس کی قبر ستر ہاتھ (یا حد نگاہ تک) فراخ کردی جاتی ہے اور چودھویں کے چاند جیسی چاندنی سے منور کردی جاتی ہے۔ جنت کا خوشبودار لباس اسے پہنا دیا جاتا ہے۔ جنت کا خوشبودار، آرام دہ، نرم و نازک بستر اسے مہیا کردیا جاتا ہے۔قبر میں مومن آدمی کے پاس ایک خوبصورت چہرے والا، خوبصورت اور خوشبودار لباس پہنے ایک آدمی آتا ہے۔مومن اسے پوچھتا ہے۔''تو کون ہے؟'' وہ کہتا ہے''تیرے نیک اعمال ہوں اور آخرت کی زندگی میں تجھے آرام اور انعام کی بشارت دیتا ہوں۔'' تب مومن آدمی دعا کرتا ہے''اے میرے رب! قیامت جلد قائم فرما تاکہ میں اپنے اہل و عیال سے جلدی مل سکوں۔'' بعض احادیث میں یہ بھی آتا ہے کہ مومن آدمی کہتا ہے''میں اپنے اہل و عیال کے پاس واپس جانا چاہتا ہوں تاکہ انہیں اپنے نیک انجام سے آگاہ کرسکوں۔'' جواب میں فرشتے کہتے ہیں''اچھا اب تم دلہن کی طرح آرام سے سوجاؤ۔'' (یعنی واپس جانا تو ممکن نہیں) چنانچہ مومن آدمی سوجاتا ہے حتی کہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ اسے اس کی قبر سے اٹھائیں گے۔ یہاں سے سفر آخرت کا اگلا مرحلہ شروع ہوتا ہے جس کی تفصیل ان شاء اللہ اگلی کتاب میں دی جائے گی۔

جب کافر کی موت کا وقت آتا ہے تو اس کی روح قبض کرنے کے لئے انتہائی خوفناک سیاہ چہرے والے فرشتے ٹاٹ کا بدبودار کفن ساتھ لے کر آتے ہیں اور آتے ہی اسے''اے خبیث روح! اے مغضوب روح!'' کے الفاظ سے خطاب کرتے ہیں۔اسے اللہ کے غضب اور جہنم کے عذابوں کی''بشارت'' دیتے ہیں۔کافر کی روح خوف اور ڈر کی وجہ سے جسم سے نکلنا نہیں چاہتی۔فرشتے اسے اس طرح کھینچ کر نکالتے ہیں جس طرح کانٹے دار لوہے کی سلاخ گیلی اون سے زبردستی کھینچ کر نکالی جاتی ہے۔قرآن مجید میں اس کیفیت کا ذکر ان لفاظ میں کیا گیا ہے﴿وَالنّٰـزِعٰتِ غَـرْقًا﴾''قسم ہے ان فرشتوں کی جو (کافروں کی جان) جسم میں ڈوب کر نکالتے ہیں۔'' (سورۃ النازعات، آیت نمبر 1) یعنی وہ نکلنا نہیں چاہتی مگر فرشتے اسے زبردستی نکالتے ہیں۔دوسری جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَوْ تَرٰۤی اِذِا الظّٰلِمُوْنَ فِیْ غَمَرَاتِ الْمَوْتِ وَ الْمَلٰٓئِکَۃُ بَاسِطُوْۤا اَیْدِیْھِمْ اَخْرِجُوْۤا اَنْفُسَکُمْ اَلْیَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْھُوْنِ بِمَا کُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَی اللّٰہِ غَیْرَ الْحَقِّ وَ کُنْتُمْ عَنْ اٰیٰتِہٖ تَسْتَکْبِرُوْنَ ۝﴾

''کاش تم ظالموں کو اس حالت میں دیکھ سکو جب وہ موت کی جانکنی میں مبتلا ہوتے ہیں اور فرشتے ہاتھ بڑھا بڑھا کر کہہ رہے ہوتے ہیں لاؤ نکالو اپنی جان، آج تمہیں ان باتوں کی پاداش میں رسوا کن عذاب دیا جائے گا جو تم ناحق اللہ تعالیٰ کے بارے میں کہا کرتے تھے۔'' (سورہ انعام، آیت 93)

اس وقت کافر کی روح سے اس قدر غلیظ بدبو آتی ہے جس طرح کسی گلے سڑے مردار سے انتہائی مکروہ بدبو آتی ہے۔ فرشتے جب اسے آسمان کی طرف لے کر جانے لگتے ہیں تو آسمان کے فرشتے وہیں سے اس کی بدبو محسوس کر لیتے ہیں اور کہتے ہیں ''کوئی خبیث روح آسمانوں کی طرف لائی جا رہی ہے۔'' چنانچہ جب موت کے فرشتے کافر کی بدبو دار روح لے کر آسمان اول پر پہنچتے ہیں تو دستک دینے پر پوچھا جاتا ہے ''یہ کون ہے؟'' جواب میں موت کے فرشتے کہتے ہیں ''یہ فلاں ابن فلاں ہے۔'' آسمان کے فرشتے جواب دیتے ہیں ''اس خبیث جسم کی خبیث روح کے لئے کوئی مرحبا نہیں۔ اس کے لئے آسمان کے دروازے نہیں کھولے جائیں گے۔ اسے ذلیل کر کے واپس زمین پر بھیج دو۔'' چنانچہ فرشتے اسے آسمان اول سے سے ہی زمین پر پٹخ دیتے ہیں۔ ادھر اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے حکم ہوتا ہے کہ اس کا نام سجین (یعنی کافروں کی فہرست) میں لکھ دو۔ اس کے بعد اس کی روح سوال و جواب کے لئے دوبارہ اس کے جسم میں لوٹا دی جاتی ہے۔

قبر میں منکر نکیر جب کافر کے پاس آتے ہیں تو وہ سخت خوفزدہ اور گھبرایا ہوا ہوتا ہے۔ منکر اور نکیر پوچھتے ہیں مَنْ رَبُّکَ ؟ مَنْ نَبِیُّکَ ؟ مَا دِیْنُکَ ؟ کافر جواب میں کہتا ہے هَا هَا لاَ اَدْرِیْ '' ہائے افسوس میں نہیں جانتا۔'' منافق آدمی کہتا ہے ''میں نے جو کچھ لوگوں کو کہتے سنا بس وہی میں بھی کہتا ہوں۔'' منافق کے اس جواب کے بعد جنت کی طرف دروازہ کھول کر اسے جنت کی نعمتوں کی ایک جھلک دکھائی جاتی ہے اور اسے بتایا جاتا ہے کہ یہ ہے وہ جنت جس سے اللہ نے تمہیں تمہارے نفاق کی وجہ سے محروم کر دیا ہے۔ پھر اس کے لئے جہنم کی طرف ایک دروازہ کھول دیا جاتا ہے جس سے اسے آگ کا عذاب دیا جاتا ہے اور ساتھ ہی اسے جہنم میں اس کی ''قیام گاہ'' بھی دکھائی جاتی ہے۔ تب اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے حکم ہوتا ہے ''اسے آگ کا لباس پہنا دو اور اس کے لئے آگ کا بستر بچھا دو۔'' اندھے اور بہرے فرشتے اس پر مسلط کر دیئے جاتے ہیں جو اسے لوہے کے گرزوں سے مارتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے ''گرز

اس قدر وزنی ہوتا ہے کہ اگر پہاڑ پر مارا جائے تو وہ ریزہ ریزہ ہوجائے۔'' اس کے ساتھ کافر پر ننانوے اژدھے مسلط کردیئے جاتے ہیں جو اسے قیامت تک ڈستے رہتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد مبارک ہے: ''قبر کا اژدھا اس قدر زہریلا ہوتا ہے کہ اگر زمین پر ایک دفعہ پھونک مار دے تو زمین پر سبزہ اگنا بند ہوجائے۔'' ان عذابوں کے ساتھ ایک اور عذاب بھی کافر کو دیا جاتا ہے اور وہ یہ کہ قبر کی دیواریں بار بار کافر کو شکنجے کی طرح اپنے درمیان جکڑتی رہتی ہیں۔ ہر بار اس کی پسلیاں دوسری طرف کی پسلیوں میں دھنس جاتی ہیں، یہ سارے عذاب قیامت تک کافر کو ملتے رہتے ہیں۔

قبر میں کافر کے پاس ایک انتہائی بدصورت، بدبودار اور ڈراؤنی شکل کا انسان آتا ہے۔ کافر پوچھتا ہے ''تم کون ہو؟'' وہ کہتا ہے ''میں تیرے اعمال ہوں اور تجھے برے اعمال کی خبر دینے آیا ہوں۔'' کافر خوفزدہ ہوکر کہتا ہے۔ ''اے میرے رب ! قیامت قائم نہ کرنا۔'' یوں کافر موت کے لمحہ سے ہی اللہ کے عذاب میں گرفتار ہوجاتا ہے اور قیامت قائم ہونے تک مسلسل ان سارے عذابوں میں مبتلا رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے ہر مسلمان کو قبر کے عذاب سے محفوظ فرمائے آمین!

سوال وجواب کے بعد مومن آدمی کی روح کو علیین میں ٹھہرایا جاتا ہے جبکہ کفار منافقین اور مشرکین کی ارواح کو سجین میں بند کردیا جاتا ہے۔ یاد رہے علیین کتاب کا نام بھی ہے جس میں اہل ایمان کے نام درج کئے جاتے ہیں اور جگہ کا نام بھی ہے جہاں اہل ایمان کی ارواح قیامت تک قیام کریں گی اسی طرح سجین کتاب کا نام بھی ہے جس میں کفار ومشرکین کے نام لکھے جاتے ہیں اور سجین جگہ کا نام بھی ہے جہاں کفار اور مشرکین کی ارواح قیامت تک قید کی جاتی ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب!

یہ ہے قبر کی وہ کٹھن گھاٹی جس کے بارے میں اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا ''میں نے قبر سے زیادہ سختی اور گھبراہٹ والی جگہ اور کوئی نہیں دیکھی۔'' (ترمذی) اسی قبر کے فتنے سے آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اللہ کی پناہ طلب کرنے کی تلقین فرمائی۔ (احمد) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں ''رسول اکرم ﷺ نے ہمیں فتنہ قبر سے پناہ مانگنے کی دعا اس طرح سکھائی جس طرح قرآن پاک کی آیات سکھاتے۔'' (نسائی)

ایک دفعہ خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو خبردار فرمایا ''کہ تم لوگ قبروں

میں فتنہ دجال کی طرح آزمائے جاؤ گے۔'' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس قدر خوف زدہ ہوئے کہ زار و قطار رونے لگے۔(نسائی) امیر المؤمنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ قبر کی یاد آنے پر اس قدر روتے کہ داڑھی آنسوؤں سے تر ہو جاتی۔قبر آخرت کی منازل میں سے سب سے پہلی منزل ہے جس نے اس سے نجات پا لی اس کے لئے اگلی منازل بھی آسان ہوں گی اور جسے اس منزل میں نجات نہ ملی اس کے لئے اگلی منازل اس سے کہیں زیادہ سخت ہوں گی۔(ترمذی)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ قبر اور آخرت کو یاد کر کے اس قدر روتے کہ چہرہ پر دو سیاہ لکیریں پڑ گئیں تھیں۔(بیہقی) حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ نے موت اور برزخ کے بارے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا خطبہ سنا تو خواہش کرنے لگے'' کاش! میں ایک درخت ہوتا جسے کاٹ دیا جاتا۔''(ابن ماجہ) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی موت کا وقت قریب آیا تو رونے لگے۔لوگوں نے پوچھا'' ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کیا دنیا چھوڑنے کی وجہ سے رو رہے ہو؟'' فرمانے لگے''نہیں! بلکہ طویل سفر اور قلیل زادِ سفر کی وجہ سے رو رہا ہوں۔میں نے ایسے ٹیلے پر شام کی ہے جس سے آگے جنت ہے یا جہنم اور مجھے معلوم نہیں میری منزل کون سی ہے؟''(کتاب الزہد) حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ پر موت اور قبر کا خوف کس قدر طاری رہتا اس کا اندازہ ان کی مناجات کے اس ایک شعر سے لگایا جا سکتا ہے:

كَيْفَ حَـالِـيْ يَـا اِلٰهِـيْ لَيْـسَ لِيْ خَيْـرُ الْعَـمَـلِ
سُـوْءُ اَعْـمَـالٍ كَثِيْـرُ زَادَ طَـاعَـاتِـيْ قَـلِيْـلٌ

''یا اللہ! میرا حال کیا ہوگا، میرے پاس ایک بھی نیک عمل نہیں جبکہ برے اعمال بہت زیادہ ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی پونجی بہت ہی قلیل ہے۔''

قبر کی خوفناک گھاٹی سے ہمارے اسلاف جس قدر خوفزدہ رہتے تھے آج ہم اتنے ہی اس سے بے خوف اور غافل ہو چکے ہیں۔دنیا کی رنگینیوں اور دلفریبیوں میں ہم اس قدر کھو چکے ہیں کہ بھولے سے کبھی قبر کا خیال نہیں آتا۔ہماری اس غفلت پر قرآن مجید کا یہ تبصرہ کس قدر سچ ثابت ہو رہا ہے:

﴿اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَ هُمْ فِيْ غَفْلَةٍ مُّعْرِضُوْنَ ۝﴾

''لوگوں کے حساب کا وقت قریب آ گیا ہے لیکن ان کا حال یہ ہے کہ غفلت میں منہ موڑے ہوئے

ہیں۔'' (سورہ انبیاء، آیت نمبر 1)

اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے ہمارے حال پر رحم فرمائے اور موت سے پہلے پہلے ہمیں قبر کی کٹھن گھاٹی کے لئے کچھ تیاری کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین!

قبر میں تین سوال:

قبر میں منکر نکیر تین سوال کرتے ہیں:

①مَنْ رَبُّکَ تیرا رب کون ہے؟ ②مَنْ نَبِیُّکَ تیرا نبی کون ہے؟

③مَا دِیْنُکَ تیرا دین کیا ہے؟

بظاہر ان تین سوالوں کا جواب بڑا مختصر اور آسان ہے۔یعنی میرا رب اللہ ہے، میرے نبی حضرت محمد ﷺ ہیں اور میرا دین اسلام ہے۔لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ تین سوال اس قدر جامع ہیں کہ انسان کی ساری زندگی کا خلاصہ انہی تین سوالوں کے جواب میں سمٹ آتا ہے۔قبر میں ان سوالوں کا جواب صرف وہی شخص دے سکے گا جس کی ساری زندگی ان سوالوں کے جواب کے مطابق عمل کرتے گزری ہوگی، علم وفضل کی بڑائی یا عقل وخرد کی برتری انسان کے کسی کام نہیں آئے گی۔

1930-40ء کے عشرے کی بات ہے محترم والد حافظ محمد ادریس کیلانی رحمہ اللہ جامعہ محمدیہ گوجرانوالہ میں زیر تعلیم تھے۔وہ ایک واقعہ سنایا کرتے تھے کہ گاؤں سے شہر (گوجرانوالہ) آتے ہوئے ہمارا گزر گوندلانوالہ اڈہ سے ہوتا جہاں ہم ایک آدمی کو ہمیشہ گھاس بیچتے دیکھتے۔جب کبھی ہمارا گزر ادھر سے ہوتا تو وہ آدمی مسلسل یہی آواز لگا رہا ہوتا ''دو پیسے گٹھا، دو پیسے گٹھا'' اس آدمی کی ساری زندگی اسی طرح گھاس فروخت کرتے گزر گئی، نہ نماز، نہ روزہ، نہ قرآن نہ اللہ نہ اللہ کا رسول...... جب اس کی موت کا وقت آیا تو اس کے اعزہ نے قریب بیٹھ کر لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پڑھنا شروع کیا تاکہ اس کی زبان پر بھی یہ کلمہ آجائے لیکن افسوس، موت کے وقت بھی اس کی زبان سے وہی کلمات نکلتے رہے جو ساری زندگی وہ کہتا رہا ''دو پیسے گٹھا، دو پیسے گٹھا''......اور انہی الفاظ کے ساتھ ہی اس کی جان نکل گئی۔

حقیقت یہ ہے کہ موت کا وقت......انسان کی ساری زندگی کا حاصل لمحہ ہوتا ہے......مرتے وقت لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ صرف اسی خوش نصیب کی زبان سے نکلتا ہے جس نے عمر بھر خلوص دل سے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کے

تقاضوں کو پورا کیا ہو۔ یہی معاملہ قبر میں سوالوں کے جواب کا ہے۔ قبر میں بھی مذکورہ سوالوں کے صحیح جواب وہی دے پائے گا جس نے اپنی ساری زندگی ان سوالوں کے جواب کے مطابق بسر کی ہوگی۔ مَنْ رَبُّکَ؟ کے جواب میں اَشْهَدُ اَنْ لاَ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ اس شخص کی زبان سے نکلے گا جس نے ساری زندگی واقعی اللہ کو ہی اپنا الٰہ اور معبود سمجھا، صرف ایک اللہ سے ہی اپنی لو لگائے رکھی، ایک اللہ کو ہی اپنا داتا اور حاجت روا سمجھا ایک اللہ کو ہی اپنا غوث اور مشکل کشا سمجھا، ایک اللہ کو ہی اپنی قسمت اپنی زندگی اور اپنی موت کا مالک سمجھا، اسی کے نام کی نذر و نیاز دی، اسی کے نام چڑھاوے اور منتیں مانیں، اسی کے نام کی نماز پڑھی اور روزہ رکھا، اسی کے نام کا صدقہ خیرات دیا، صرف اسی کا خوف دل میں رکھا، لیکن جس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ دوسروں کو بھی اپنی قسمت، زندگی اور موت کے معاملات میں شریک سمجھا، اللہ کے ساتھ دوسروں کو بھی اپنا داتا اور حاجت روا مانا، دوسروں کو بھی اپنا غوث اور مشکل کشا جانا، اللہ کے ساتھ دوسروں کے نام کی نذریں نیازیں بھی دیں دوسروں کے نام کے چڑھاوے اور منتیں بھی مانیں، دوسروں کے نام کے صدقہ اور خیرات بھی دیئے اس کی زبان سے لاَ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کیسے نکلے گا؟

ایسا ہی معاملہ دوسرے سوال کا ہوگا۔ مَنْ نَبِیُّکَ؟ کا جواب ویسے تو بہت مختصر اور آسان ہے یعنی اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ لیکن اس مختصر اور آسان جواب کا تعلق بھی انسان کی ساری عملی زندگی کے ساتھ ہے جس شخص نے نماز، روزہ، صدقہ اور خیرات سے لے کر اٹھنے بیٹھنے، سونے جاگنے اور کھانے پینے تک، تجارتی لین دین سے لے کر شادی بیاہ اور مرنے جینے تک سارے معاملات میں صرف رسول اکرم ﷺ کے طریقہ کی پیروی اور اتباع کی ہوگی، انہیں ہی اپنا راہنما اور راہبر مانا ہوگا، انہیں ہی اپنا امام اور پیشوا مانا ہوگا، انہیں کی ذات کو اسوہ اور نمونہ بنایا ہوگا اور پھر انہی کو اپنے ماں باپ، اہل و عیال اور دیگر تمام شخصیتوں سے بڑھ کر محبوب جانا ہوگا، اسی کی زبان سے اس سوال کا صحیح جواب نکلے گا اور جس نے قدم قدم پر آپ ﷺ کی احادیث کے مقابلے میں اپنے ائمہ کے اقوال کو ترجیح دی، آپ ﷺ کے ارشادات کے مقابلے میں اپنے پیر و مرشد کے ارشادات کو ترجیح دی، آپ ﷺ کی سنت کے مقابلے میں اپنے ''علماء'' کی رائج کردہ بدعات کو ترجیح دی، آپ ﷺ کی تعلیمات کے مقابلے میں اپنے بزرگوں کی تعلیمات کو ترجیح

دی، آپ ﷺ کے فرمودات کے مقابلے میں اپنے حضرت جی کے خوابوں اور مکاشفوں کو ترجیح دی، اس کی زبان سے اس سوال کا صحیح جواب کیسے نکلے گا؟

تیسرا سوال دین کے بارے میں ہے۔ مَا دِیْنُکَ؟ یعنی تیرا دین کون سا ہے؟

یاد رہے! عربی زبان میں دین کا لفظ بڑا وسیع مفہوم رکھتا ہے۔ انسان جس طریقہ پر زندگی بسر کرتا ہے وہی اس کا دین کہلاتا ہے، لہٰذا جس نے اپنی ساری زندگی اسلامی طرز معاشرت کے مطابق بسر کی ہوگی، اسلامی آداب زندگی کو اپنایا ہوگا، اسلامی تہذیب وتمدن کو حرز جان بنایا ہوگا، اسلامی قوانین اور احکام کی پابندی کی ہوگی اسلامی شعائر کا احترام کیا ہوگا اسی کی زبان سے صحیح جواب نکلے لیکن جس نے یہودیوں، عیسائیوں، اور ہندوؤں کا طرز معاشرت اختیار کیا ہوگا، ان کے عادات واطوار اپنائے ہوں گے، ان کے رنگ ڈھنگ اور چال ڈھال اختیار کی ہوگی، ان کے تہذیب وتمدن کی پسند کیا ہوگا، ان کے شعائر سے محبت کی ہوگی، ان کے تہوار منائے ہوں گے، ان کی سیاسی، مذہبی، ملی، سماجی اور ادبی شخصیات کو پسند کیا ہوگا، ان کے قوانین کی پیروی کی ہوگی اس کی زبان سے "میرا دین اسلام" ہے کیونکر نکلے گا؟

امتحان خواہ چھوٹا ہو یا بڑا اس کا نفسیاتی اثر ہی اتنا شدید ہوتا ہے کہ بیشتر لوگ امتحان سے پہلے ہی نروس ہو جاتے ہیں۔ جولڑ کے کمرہ امتحان میں تیاری کے بغیر آتے ہیں ان کی تو بات ہی چھوڑ یئے، جولڑ کے سال بھر محنت کرتے رہتے ہیں بعض اوقات وہ بھی اس قدر نروس ہو جاتے ہیں کہ اچھے بھلے یاد کئے ہوئے سوال بھی بھول جاتے ہیں حالانکہ دنیا کے امتحان میں سوائے ناکامی کے خوف کے کوئی دوسرا عنصر شامل نہیں ہوتا۔

لمحہ بھر کے لئے تصور کیجئے کہ قبر کی تاریکی اور تنہائی، غیر انسانی مخلوق ہاتھوں میں لوہے کے گرز، زندگی میں پہلی بار آمنا سامنا، ناکامی کی صورت میں سزا کا خوف، نہ کوئی چھڑانے والا نہ راہ فرار......لوگوں کی اکثریت کا تو یہ عالم ہے کہ اگر رات کے وقت کوئی شخص اچانک دروازے پر آ کر دستک دے دے تو خوف سے خون خشک ہونے لگتا ہے۔ پولیس کے ادنیٰ سے سپاہی کو اپنی طرف آتے دیکھ کر پسینے چھوٹ جاتے ہیں۔ بند کمرے میں بیٹھے بیٹھے بجلی چلی جائے تو تاریکی میں چندمنٹ بیٹھنے سے انسان خوف محسوس کرنے لگتا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اسی خوف کے پیش نظر رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں عرض کیا "یا رسول اللہ

ﷺ! جس آدمی کے سر پر فرشتہ گرز لئے کھڑا ہوگا وہ تو (خوف سے) مٹی کا بت بن جائے گا (جواب کیسے دے پائے گا؟)'' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''اللہ تعالیٰ ایماندار لوگوں کو کلمہ توحید کی برکت سے دنیا اور آخرت کی زندگی (یعنی قبر) میں ثابت قدم رکھے گا۔'' (مسند احمد) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بھی رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں ایسے ہی خوف کا اظہار کیا ''یا رسول اللہ ﷺ! میں تو ایک کمزور عورت ہوں، قبر میں میرا کیا حال ہوگا؟'' آپ ﷺ نے انہیں بھی یہی بات ارشاد فرمائی ''اللہ تعالیٰ اہل ایمان کو کلمہ توحید کی برکت سے قبر کے سوال و جواب میں بھی ثابت قدم رکھے گا۔'' (بزار) بعض دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سوالوں کے جواب میں بھی آپ ﷺ نے یہی بات دہرائی جس سے درج ذیل دو باتیں معلوم ہوتی ہیں:

① قبر کے امتحان میں کامیابی کے لئے سب سے پہلی اور بنیادی شرط عقیدہ توحید ہے، لہٰذا ہر مسلمان کو اپنا عقیدہ شرکِ اکبر یا شرکِ اصغر سے پاک و صاف کرنا چاہئے اور پھر اسی پر اپنی زندگی کے سارے اعمال کی بنیاد رکھنی چاہئے۔

② آپ ﷺ کے ارشاد مبارک سے دوسری بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ عقیدہ توحید پر عمل پیرا ہونے کے باوجود قبر کے امتحان میں ثبات صرف اللہ کے فضل و کرم سے ہی حاصل ہوگا، لہٰذا اپنے عقائد اور اعمال کی اصلاح کے بعد اللہ تعالیٰ کے حضور دست بستہ اس کے رحم کی بھیک طلب کرنی چاہئے۔ ﴿ رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا وَ اِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَ تَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخَاسِرِيْنَ ﴾ '' اے ہمارے رب! ہم نے اپنے آپ پر ظلم کیا ہے اگر تو نے ہمیں معاف نہ فرمایا اور ہم پر رحم نہ کیا تو ہم یقیناً خسارہ پانے والوں سے ہو جائیں گے۔'' (سورۃ الاعراف، آیت نمبر 33)

مذکورہ بالا دونوں باتوں پر عمل کرنے سے امید ہے اللہ سبحانہ وتعالیٰ اپنے ضعیف و ناتواں اور گنہگار بندوں پر ضرور رحم فرمائیں گے۔ اِنَّهٗ جَوَّادٌ كَرِيْمٌ مَلَكٌ بَرٌّ رَءُوْفٌ رَحِيْمٌ!

چوتھا سوال:

قبر میں مذکورہ تین سوالوں کے بعد ایک اور سوال بھی پوچھا جائے گا۔ کامیاب ہونے والے خوش نصیبوں سے بھی اور ناکام ہونے والے بدنصیبوں سے بھی۔ کامیاب ہونے والوں سے فرشتے سوال کریں

گے **مَا یُدْرِیْکَ ؟** یعنی ''ہمارے سوالوں کا جواب تمہیں کیسے معلوم ہوا؟'' مومن کہے گا ''**قَرَأْتُ کِتَابَ اللّٰهِ اٰمَنْتُ بِهٖ وَ صَدَّقْتُهٗ**'' یعنی ''میں نے اللہ کی کتاب پڑھی، اس پر ایمان لایا اور اس کی تصدیق کی۔'' (احمد، ابوداؤد) ناکام ہونے والے بدنصیبوں سے فرشتے پوچھیں گے'' **لاَ دَرَیْتَ وَ لاَ تَلَیْتَ ؟**'' یعنی ''تو نے جانا نہ پڑھا۔ (یعنی قرآن)'' (بخاری، ابوداؤد) پھر اس کے دونوں کانوں کے درمیان لوہے کے ہتھوڑے سے مارا جاتا ہے اور وہ بری طرح چیخنے چلانے لگتا ہے جس کی آواز جن وانس کے علاوہ ساری مخلوق سنتی ہے۔ (بخاری، ابوداؤد)

مومن اور کافر سے کئے گئے اس چوتھے سوال سے درج ذیل چار باتیں معلوم ہوتی ہیں۔

① قرآن مجید ہی وہ کتاب ہے جو ہمیں منکر نکیر کے تینوں سوالوں کا ٹھیک ٹھیک جواب مہیا کرنے کے لئے کافی ہے۔

② قبر کے امتحان میں صرف وہی لوگ کامیاب ہوں گے جو قرآن مجید پر ایمان لائے، اسے پڑھا، سمجھا اور اس پر عمل کیا۔

③ مرنے کے بعد کافر اور مشرک پر سب سے پہلے جو فرد جرم عائد کی جائے گی وہ یہ ہوگی کہ تم نے قران مجید پڑھنے اور جاننے کی کوشش کیوں نہیں کی؟

④ قرآن مجید نہ پڑھنے اور نہ سمجھنے کے جرم میں مجرم کے دونوں کانوں کے درمیان یعنی دماغ پر گرز مارے جائیں گے جس کا مطلب یہ ہے کہ دماغ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید پڑھنے اور سمجھنے کے لئے دیا ہے۔ اس دماغ کو صحیح مقصد کے لئے استعمال نہ کرنے پر کافر کو یہ سزا دی جائے گی۔

چاروں نکات سے یہ اندازہ لگانا مشکل نہیں کہ ہر مسلمان کے لئے قرآن مجید پڑھنا، سمجھنا اور اس پر عمل کرنا کس قدر اہم اور ضروری ہے۔ قرآن مجید کے فیوض و برکات اور اجر و ثواب اپنی جگہ مسلم ہیں لیکن نزول قرآن کا اصل مقصد انسانوں کی ہدایت ہے تا کہ وہ گمراہی سے بچیں اور آخرت کے عذاب سے محفوظ رہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿**فَمَنِ اتَّبَعَ هُدَایَ فَلاَ یَضِلُّ وَ لاَ یَشْقٰی**﴾

''جو شخص میری ہدایت کی پیروی کرے گا وہ نہ (دنیا میں) گمراہ ہوگا اور نہ (آخرت میں) مصیبت

(یعنی عذاب) میں مبتلا ہوگا۔'' (سورہ طٰہٰ، آیت 123)

دوسری جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَمَنْ تَبِعَ هُدَايَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَ لَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ﴾

''جو شخص میری ہدایت کی پیروی کرے گا اس کے لئے نہ خوف ہوگا نہ وہ غم کھائیں گے۔'' (سورۃ البقرہ، آیت 38)

دوسرے الفاظ میں ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ جو لوگ قرآن مجید نہیں پڑھیں گے اور اس پر عمل نہیں کریں گے وہ یقیناً گمراہ ہوں گے نیز آخرت کے عذاب میں بھی مبتلا ہوں گے اور اس عذاب کی ابتداء قبر سے ہی ہوجائے گی۔ اس اعتبار سے ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ اس زندگی میں ہماری سب سے زیادہ محنت، سب سے زیادہ وقت، سب سے زیادہ صلاحیتیں قرآن مجید کی تعلیم حاصل کرنے پر صرف ہوتیں۔ قرآن مجید کی تلاوت ہمارے روز مرہ معمول کا مستقل حصہ ہوتی۔ قرآن مجید کی سماعت ہمارے دل و دماغ کے سکون کا باعث بنتی۔ صبح و شام ہمارے گھروں سے خوش الحان قراء کی آوازیں بلند ہوتیں۔ ہمارے بچے بلوغت سے قبل قرآن مجید سے اس قدر مانوس ہوتے کہ عمر بھر اس کی تلاوت، تفہیم اور تدبر کو حرز جان بناتے لیکن افسوس کہ سب سے زیادہ بے توجہی اور بے اعتنائی اسی قران مجید سے برتی جارہی ہے جو دنیا، برزخ اور آخرت میں ہماری کامیابی کا ضامن ہے۔

یہ حقیقت کس قدر المناک ہے کہ ہمیں روزانہ اخبار پڑھنے کے لئے گھنٹہ دو گھنٹے میسر آجاتے ہیں لیکن قرآن مجید کی تعلیم، تفہیم یا تدبر کے لئے پندرہ بیس منٹ بھی میسر نہیں آتے۔ وطن عزیز میں نوے (90) فیصد گھرانے اپنے اہل وعیال کے ساتھ ٹی وی کے سامنے بیٹھ کر عمر عزیز کے کئی کئی قیمتی گھنٹے برباد کردیتے ہیں لیکن اپنے اہل وعیال کے ساتھ بیٹھ کر قرآن مجید پڑھنے پڑھانے کے لئے انہیں چند لمحے بھی میسر نہیں آتے۔ والدین کے ہاں بچہ چار پانچ سال کا ہوجائے تو اس کی دنیاوی تعلیم و تربیت کے لئے ماں باپ کو فکر ہونے لگتی ہے کہ اسے کون سے سکول میں داخل کرنا ہے، کیا پڑھانا ہے، کیا بنانا ہے، لیکن عمر بھر قرآن مجید کی تعلیم کی فکر لاحق نہیں ہوتی۔ دنیاوی علوم کے حصول پر والدین پانی کی طرح دولت بہاتے ہیں لیکن قرآنی تعلیم پر اس کا عشر عشیر خرچ کرنا بھی والدین پر گراں گزرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ چوبیس پچیس برس کی عمر میں ہمارے طلباء

کے ہاتھوں میں تلاش روزگار کے لئے تین تین چار چار ڈگریاں ہوتی ہیں لیکن پچاس ساٹھ برس کی طویل عمر گزرنے کے باوجود قرآن مجید ایک مرتبہ بھی ختم کرنے کی توفیق نصیب نہیں ہوتی؟

قرآن مجید کی تعلیمات کے حوالہ سے اسلامی جمہوریہ پاکستان میں ہمارا مجموعی ماحول بھی بہت ہی پریشان کن اور تکلیف دہ ہے آپ کسی محلّہ یا گلی سے گزر رہے ہوں، کسی بازار یا مارکیٹ میں جانا ہو، کسی پارک یا تفریح گاہ میں جانے کا اتفاق ہو یا کسی ویگن یا بس میں سفر کرنا پڑے ہر طرف موسیقی، غنا اور گانے بجانے کی بے ہنگم اور شرمناک کان پھاڑتی آوازیں سنائی دیں گی۔ انتہاء یہ ہے کہ اذان، نماز اور خطبات جمعہ کے اوقات میں بھی ہمارے مسلمان بھائی اس لذت سماعت سے محروم ہونے کے لئے تیار نہیں ہوتے اس کے مقابلے میں ہمارے محلوں کے کتنے گھرانے ایسے ہیں، بازاروں کی کتنی دکانیں ایسی ہیں یا کتنی ویگنیں اور بسیں ایسی ہیں جن سے گانے بجانے کے بجائے تلاوت قرآن کی آواز سنائی دیتی ہو۔ شاید ہزار میں سے ایک۔ لاَ حَوْلَ وَ لاَ قُوَّةَ اِلاَّ بِاللّٰهِ الْعَلِیُّ الْعَظِیْم!

قرآن مجید کی تعلیم سے اس مجرمانہ غفلت اور بے توجہی کی ایک وجہ تو قرآن مجید کی اہمیت سے لاعلمی ہے ہمیں یہ علم ہی نہیں کہ اس دنیا میں ہماری تمام انفرادی اور اجتماعی پریشانیوں، دکھوں، غموں اور بیماریوں کا علاج یہی قرآن مجید ہے۔ اس دنیا سے رخصت ہونے کے بعد عالم برزخ میں یہی قرآن مجید ہماری نجات اور حفاظت کا باعث بنے گا۔ عالم برزخ کے بعد آخرت میں یہی قرآن مجید ہمارے لئے سفارشی ہوگا۔ ہمیں اس بات کا احساس ہی نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی شکل میں ہمیں کتنی بڑی نعمت عطا فرما رکھی ہے۔ قرآن مجید سے ہدایت حاصل کرنے کے بجائے ہم اسے محض خیر و برکت کی کتاب سمجھ کر شادی بیاہ کے موقع پر بیٹیوں کو ہدیہ میں دینا، بیٹے کو رخصت کرتے وقت اس کے سایہ سے گزارنا، لڑائی جھگڑے کے موقع پر قسم اور گواہی کے لئے استعمال کرنا، جنات دور کرنے لئے تعویز بنانا، ضرورت پڑنے پر فال وغیرہ نکالنا اور مردوں کو ثواب پہنچانے کے لئے اس کی تلاوت کروانا ہی اس کا مقصد نزول سمجھ بیٹھے ہیں حالانکہ یہ بالکل ایسے ہی ہے جیسے کسی گنوار کے ہاتھ میں ہیرے جواہرات کا بہت بڑا خزانہ آ جائے اور وہ اسے پتھر کے ٹکڑے سمجھ کر ادھر ادھر بے مقصد ضائع کرتا رہے۔

قرآن مجید سے دوری اور بے اعتنائی کی ایک اور وجہ یہ غلط فہمی ہے کہ قرآن مجید بہت مشکل کتاب

ہے۔اسے پڑھنا اور سمجھنا صرف اہل علم کا کام ہے، ہر آدمی کے بس کی بات نہیں۔اگر یہ بات صحیح ہوتی تو قبر میں سوالوں کے جواب میں ناکام ہونے والے ہر آدمی پر یہ فرد جرم عائد کیوں کی جاتی لاَ دَرَیْتَ وَ لاَ تَلَیْتَ "تونے (قرآن) نہ جانا نہ پڑھا؟" اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بھی اس غلط فہمی کی تردید فرمائی ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ۝﴾

"نصیحت حاصل کرنے کے لئے ہم نے اس قرآن کو آسان بنایا ہے پھر ہے کوئی نصیحت قبول کرنے والا۔" (سورہ قمر، آیت 17)

ہم یہ تسلیم کرتے ہیں کہ قرآن مجید میں بعض مقامات واقعی ایسے ہیں جنہیں از خود سمجھنا مشکل ہے۔لیکن سوال یہ ہے کہ کیا اس وجہ سے پورے قرآن مجید کو نہ پڑھنے کا طرز عمل درست کہلا سکتا ہے؟ اگر کسی طالب علم کو کیمسٹری یا فزکس کے بعض فارمولے سمجھنے میں دقت پیش آ رہی ہو تو کبھی اس کے والدین یہ نہیں کہتے "بیٹا اسے پڑھنا چھوڑ دو، یہ تمہارے بس کی بات نہیں۔" بلکہ طالب علم کو مہنگی سے مہنگی ٹیوشن لگوا کر دی جاتی ہے تاکہ بچہ امتحان میں کامیاب ہو۔دنیا کے معاملہ میں ہماری عقل یہ کام کرتی ہے لیکن دین کے معاملے میں ہم آخر اتنے نادان اور بدو کیوں بن جاتے ہیں کہ قرآن مجید میں اگر کوئی مشکل مقام آ جائے تو اسے سمجھنے کے بجائے ترک کرنے کا فوراً فیصلہ کر لیا جائے۔ہونا تو یہ چاہئے کہ قرآن مجید کا پوری توجہ سے مطالعہ کیا جائے اور اگر کہیں سمجھ نہ آئے تو کسی عالم دین سے رہنمائی حاصل کی جائے اور قبر کے امتحان میں کامیاب ہونے کی ہر ممکن کوشش کی جائے نہ یہ کہ پہلے روز ہی سے نہ پڑھنے کا فیصلہ کر کے امتحان میں ناکامی پر مہر تصدیق ثبت کر لی جائے۔

قرآن مجید سے دوری کی ایک اور وجہ یہ بھی ہے کہ بعض لوگ زیادہ علم حاصل کرنے کو باعث ہلاکت سمجھتے ہیں۔ان کا خیال یہ ہے کہ ابلیس بھی بہت بڑا عالم تھا اور اپنے علم کی وجہ سے ہی گمراہ ہوا تھا، لہٰذا جتنا علم ہے اسی پر عمل کر لینا کافی ہے۔

یہ غلط فہمی بھی سراسر وسوسہ ہے۔ابلیس اپنے علم کی وجہ سے نہیں بلکہ تکبر کی وجہ سے ہلاک ہوا۔(ملاحظہ ہو سورہ بقرہ، آیت نمبر 34)

اہل علم کی تو اللہ تعالیٰ نے ان الفاظ میں تعریف فرمائی ہے:

﴿اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا﴾

''بے شک اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے وہی اس سے ڈرتے ہیں جو علم والے ہیں۔'' (سورہ فاطر، آیت 28)

دوسری جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلْ هَلْ يَسْتَوِى الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ﴾

''اے محمد! ان سے پوچھو کیا علم والے اور بے علم برابر ہو سکتے ہیں؟'' (سورہ زمر، آیت 9)

سوچنے کی بات یہ ہے کہ جس چیز کی تعریف اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بیان فرمائی ہے وہ انسانوں کے لئے ہلاکت کا باعث ہوگی یا نجات کا؟

بعض لوگ عمر کی وجہ سے قرآن مجید پڑھنے یا علم دین سیکھنے میں شرم اور جھجک محسوس کرتے ہیں حالانکہ یہ بھی محض ایک منفی اندازِ فکر ہے۔ دنیا کے معاملات میں ہر آدمی مرتے دم تک جدوجہد کرتا رہتا ہے اور کبھی جھجک یا عیب محسوس نہیں کرتا پھر دین کے بارے میں ایسی فکر اور سوچ کیسے درست ہو سکتی ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کوئی پچاس سال کی عمر میں مسلمان ہوا، کوئی ساٹھ سال کی عمر میں اور اس کے بعد قرآن مجید پڑھا، بعضوں نے زبانی یاد کیا۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے

''علم دین سیکھنا ہر مسلمان پر واجب ہے۔'' (طبرانی)

اور اس کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر کی کوئی قید مقرر نہیں فرمائی، لہٰذا اللہ تعالیٰ جب بھی سمجھ عطا فرمائیں بلا جھجک اور بلا تاخیر قرآن مجید پڑھنا چاہئے۔

قرآن مجید سے دوری کی ایک وجہ مختلف قسم کے پنجسورے اور دیگر کتب و وظائف ہیں جنہیں اکثر لوگ اس طرح روزمرہ کا معمول بنا لیتے ہیں جس طرح قرآن مجید کی تلاوت کو روزمرہ کا معمول بنانا چاہئے اور اس کے بعد قرآن مجید کو ہاتھ لگانے کی ضرورت محسوس نہیں کرتے۔ قرآن مجید کی بعض سورتوں یا آیات کی فضیلت بالکل بجا ہے لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ انہیں سورتوں کو کافی سمجھ کر باقی قرآن مجید کو ترک

ہی کر دیا جائے بلکہ اس کا مطلب تو یہ ہے کہ قرآن مجید کی روزمرہ تلاوت اور تفہیم کے بعد جو شخص مزید اجر و ثواب کا خواہشمند ہو اسے ان سورتوں کی تلاوت کرنی چاہئے۔اسی طرح بعض دینی جماعتیں اپنے اپنے مخصوص مقاصد کے حصول کی خاطر اپنے کارکنان کے لئے مخصوص لٹریچر اور سلیبس تیار کر دیتی ہیں جو عیب کا باعث نہیں البتہ اس لٹریچر کا اس قدر لزوم کہ تمام تر دعوت کی بنیاد اسی لٹریچر پر ہو اور قرآن مجید کو کبھی دیکھنے کی ضرورت ہی محسوس نہ ہو یہ یقیناً عیب ہے کہ قرآن مجید کی بعض منتخب آیات پڑھ لینا مطلوب نہیں بلکہ اصل مطلوب یہ ہے کہ شروع سے لے کر آخر تک سارا قرآن مجید پڑھا جائے اور اس کے تمام احکامات کو سمجھا جائے اور ان پر عمل کیا جائے۔

عوام الناس کو قرآن مجید سے دور رکھنے میں سب سے زیادہ نمایاں کردار اہل تصوف کے عقائد نے ادا کیا ہے جن کے نزدیک قرآن مجید کا ایک ظاہر ہے اور ایک باطن ہے۔اہل تصوف کے نزدیک قرآن مجید کے باطنی معانی ظاہری معانی سے افضل اور مقدم ہیں جو پڑھنے سے نہیں بلکہ سینہ بسینہ حاصل ہوتے ہیں۔صوفیاء کے ہاں مقولہ مشہور ہے ''علم درسی نہ بود، در سینہ بود'' یعنی ''علم پڑھنے پڑھانے کی چیز نہیں بلکہ یہ سینہ میں ہوتا ہے۔'' بعض صوفیاء اس سے بھی ایک قدم آگے بڑھ کر یہ فرماتے ہیں ''**اَلْعِلْمُ حِجَابُ الْاَکْبَرُ**'' یعنی ''قرآنی علم طریقت کے راستے میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے۔''

غور فرمایئے! جس مذہب کی بنیاد ہی قرآن مجید سے دور رہنے پر ہو، اس مذہب میں قرآن مجید کو ہاتھ لگانے کی زحمت کون کرے گا؟

قرآن مجید سے ہماری یہ مجرمانہ غفلت اور بے اعتنائی ہمیں عنقریب بہت بڑے خسارے اور ندامت سے دوچار کر دے گی۔اس سے بچنے کا راستہ صرف یہی ہے کہ ہم میں سے ہر فرد اپنی اولین فرصت میں قرآن مجید پڑھنا شروع کر دے اور اپنی گزشتہ زندگی میں قرآن مجید سے غفلت اور بے اعتنائی کی تلافی کی ہر ممکن کوشش کرے۔قرآن مجید ہمیں نہ صرف اس دنیا میں رشد و ہدایت اور خیر و برکات سے مالا مال کر دے گا بلکہ قبر میں استقامت اور آخرت میں نجات کا باعث بھی بنے گا۔ان شاء اللہ!

فتنہ قبر سے بچانے والے اعمال:

فتنہ قبر سے مراد منکر نکیر کے سوالات بھی ہیں اور قبر کا عذاب بھی ہے، لہٰذا فتنہ قبر سے محفوظ رہنے کا

مطلب یہ ہے کہ کوئی شخص منکر نکیر کے سوالات اور عذاب قبر دونوں چیزوں سے محفوظ رہے اور فتنہ قبر سے محفوظ رہنے کا مطلب یہ بھی ہوسکتا ہے کہ منکر نکیر سوال کریں لیکن اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے اسے ثابت قدم رکھیں اور اس کے بعد اپنے فضل وکرم سے اس کے قابل عذاب گناہوں سے درگزر فرما کر اسے عذاب قبر سے بھی محفوظ رکھیں۔ واللہ اعلم بالصواب!

فتنہ قبر سے محفوظ رکھنے والے اعمال درج ذیل ہیں:

① شہادت: ارشاد نبوی ہے ''اللہ کی راہ میں جان دینا انسان کو فتنہ قبر سے محفوظ رکھے گا۔'' (نسائی)

② مرابطہ: ''اسلامی ریاست کی سرحدوں یا لشکر اسلام کی حفاظت کے لئے پہرہ دینا۔ یہ عمل بھی فتنہ قبر سے محفوظ رکھنے والا ہے۔'' (ترمذی)

③ سورہ ملک کی بکثرت تلاوت: ارشاد نبوی ہے ''سورہ ملک عذاب قبر سے رکاوٹ ہے۔'' (حاکم)

یاد رہے کہ رسول اکرم ﷺ روزانہ سونے سے قبل سورہ ملک کی تلاوت فرمایا کرتے تھے۔ (احمد، ترمذی، دارمی)

④ تلاوت قرآن مجید: تلاوت قرآن مجید بھی عذاب قبر سے محفوظ رکھنے والا عمل ہے۔ (طبرانی)

⑤ مسجد کی طرف اٹھنے والے قدم: مسجد کی طرف چل کر جانے والے قدم بھی انسان کو فتنہ قبر سے محفوظ رکھتے ہیں۔ (طبرانی)

⑥ نماز ⑦ روزہ ⑧ زکاۃ

⑨ نفلی صدقہ ⑩ نفل نماز ⑪ صلہ رحمی

⑫ لوگوں کے ساتھ نیکی کرنا۔

آپ ﷺ کا ارشاد مبارک ہے ''قبر میں جب عذاب کا فرشتہ سر کی طرف سے آتا ہے تو نماز کہتی ہے کہ اس طرف سے راستہ نہیں کسی دوسری طرف سے آؤ، فرشتہ میت کی دائیں طرف سے آتا ہے تو روزہ کہتا ہے اس طرف سے راستہ نہیں کسی دوسری طرف سے آؤ، پھر فرشتہ بائیں طرف سے آتا ہے تو زکاۃ کہتی ہے اس طرف سے راستہ نہیں کسی دوسری طرف سے آؤ، پھر فرشتہ پاؤں کی طرف سے آنے لگتا ہے تو دوسری نیکیاں

مثلاً صدقہ، خیرات، صلہ رحمی لوگوں کے ساتھ احسان وغیرہ کہتے ہیں ادھر سے راستہ نہیں کسی دوسری طرف سے آؤ۔‘‘ (ابن حبان)

مذکورہ بالا اعمال کے علاوہ دو صورتیں اور بھی ایسی ہیں جو عذاب قبر سے نجات کا باعث بنتی ہیں۔ پہلی جمعہ کی رات یا جمعہ کے دن کی وفات اور دوسری پیٹ کی بیماری، لیکن یہ دونوں صورتیں انسان کے اپنے بس میں نہیں۔

فتنہ قبر سے بچانے والے اعمال کے حوالے سے ہم قارئین کرام کی توجہ اس جانب بھی مبذول کروانا چاہیں گے کہ دین اسلام کے تمام احکام ایک دوسرے کے ساتھ اس طرح پیوست ہیں کہ انہیں ایک دوسرے سے الگ کر کے کوئی نتیجہ اخذ کرنا بہت بڑی غلطی ہے۔ مثلاً اگر کوئی شخص جمعہ کی رات یا جمعہ کے دن فوت ہو لیکن تارک نماز ہو تو اس کے لئے جمعہ کے دن یا رات فوت ہونا نفع بخش ثابت نہیں ہوگا۔ یہ نفع بخش اس کے لئے ثابت ہوگا جو ارکان اسلام کا پابند ہو، والدین، بیوی، بچوں اور دیگر اعزہ واقارب کے حقوق ادا کرنے والا ہو، حلال وحرام میں تمیز کرنے والا ہو اور دیگر معاملات میں بھی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرنے والا ہو۔ اسی طرح اگر کوئی شخص روزانہ سورہ ملک تلاوت کرے لیکن فرائض کا تارک ہو، سودی کاروبار کرتا ہو اور دیگر کبائر میں ملوث ہو تو ایسے شخص کو محض سورہ ملک کی تلاوت عذاب قبر سے کیسے بچائے گی؟

مذکورہ اعمال کے خصوصی ذکر کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص فرائض اسلام کا پابند ہے، کبائر سے بچنے والا ہے، ہر معاملے میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی پیروی کرتا ہے اور اس کے بعد مذکورہ اعمال میں سے کوئی ایک یا ایک سے زائد اعمال کی طرف بہت زیادہ رغبت رکھتا ہے۔ مثلاً نفل نماز بہت زیادہ ادا کرتا ہے یا نفلی روزے بہت زیادہ رکھنے والا ہے یا صلہ رحمی کا بہت خیال رکھنے والا ہے یا اللہ کی راہ میں بہت زیادہ انفاق کرنے والا ہے تو ایسے آدمی کے لئے وہ ایک عمل (یا ایک سے زائد) ان شاء اللہ فتنہ قبر سے نجات کا باعث بن جائے گا۔ واللہ اعلم بالصواب!

دین کے معاملے میں انسان کس طرح شیطان کے دھوکے اور فریب میں مبتلا ہے اس کا اندازہ ہر آدمی اپنے اپنے دنیاوی معاملات سے بآسانی کر سکتا ہے۔ غور فرمایئے! دنیا میں اگر کسی شخص کو پہلی بار کسی

دوسرے ملک کا سفر درپیش ہو تو انسان اپنی منزل پر بخیر و عافیت پہنچنے کے لئے بات بات پر کس طرح تجسس کرتا ہے۔ راستے میں آنے والی معمولی سے معمولی پریشانی کے بارے میں بھی ہر آدمی سے مشورہ کرتا ہے جس نے اس ملک کا سفر کیا ہو۔ پاسپورٹ، ویزا اور ٹکٹ وغیرہ کے لئے صرف اس لئے منہ مانگے دام ادا کر دیتا ہے کہ سارے کام قانون کے مطابق ہونے چاہئیں تاکہ راستے میں کوئی تکلیف یا پریشانی نہ اٹھانی پڑے۔ اپنے سامان سفر کو آدمی پوری احتیاط سے چیک کرتا ہے تاکہ کوئی ممنوعہ چیز ساتھ نہ ہو جو راستے میں چیکنگ کے وقت بے عزتی کا باعث بنے۔ جہاز میں سوار ہونے کے بعد سفر کی احتیاطی تدابیر کا آدمی غور سے مطالعہ کرتا ہے کہیں کوئی غیر متوقع حادثہ پیش نہ آ جائے گویا دوران سفر کسی بھی تکلیف اور پریشانی سے بچنے کے لئے ہر وہ تدبیر اختیار کرنے میں پوری طرح مستعد ہوتا ہے جو اسے کوئی بتائی جائے۔ یہ تو ہے دنیا کا معاملہ، اب دین کا معاملہ لیجئے...... کائنات کے سب سے زیادہ سچے، سب سے زیادہ امانت دار، سب سے زیادہ مخلص اور ہمدرد شخص...... حضرت محمد ﷺ نے ہمیں دنیاوی زندگی کے بعد پیش آنے والے سفر کے تمام خطرات سے ایک ایک کر کے آگاہ فرما دیا اور پھر ان خطرات سے بچنے کی تدابیر بھی بتا دیں لیکن ہم میں سے کتنے ہیں جو ان خطرات سے بچنے کے لئے فکرمند ہیں اور حفاظتی تدابیر پر عمل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں؟ اکثریت ایسے لوگوں کی ہے جو اس پُرخطر سفر پر خالی ہاتھ روانہ ہو جاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں شیطان کے مکر و فریب سے محفوظ رکھے ہمیں دین کے معاملے میں حق بات سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

قبر میں نماز کی شان:

نماز اسلام کا دوسرا رکن ہے اور اس کی فضیلت کے بارے میں رسول اکرم ﷺ سے بہت سی احادیث مروی ہیں۔ آپ ﷺ کا ارشاد مبارک ہے ''دن میں پانچ مرتبہ غسل کرنے والا آدمی جس طرح میل کچیل سے صاف ہو جاتا ہے اسی طرح پانچ مرتبہ نماز پڑھنے والا آدمی گناہوں سے پاک صاف ہو جاتا ہے۔'' (بخاری و مسلم) دوسری حدیث میں ہے ''پانچ نمازیں پڑھنے والوں سے اللہ تعالیٰ نے جنت کا وعدہ فرمایا ہے۔'' (احمد، ابوداؤد) رسول اکرم ﷺ نے نماز کو اپنی آنکھوں کی ٹھنڈک قرار دیا ہے۔ (احمد، نسائی) قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے کامیاب لوگوں کی نشانی یہ بتلائی ہے کہ ''وہ اپنی نمازوں کی حفاظت کرنے

والے ہیں۔'' (سورہ مومنون، آیت 9) نماز کی اہمیت کے پیش نظر آپ ﷺ کی حیات طیبہ کی آخری وصیت نماز ہی کے بارے میں تھی کہ......''لوگو! نماز کی حفاظت کرنا اور اپنے غلاموں کا خیال رکھنا۔'' (ابن ماجہ)

برزخی زندگی میں نماز کی فضیلت کا ایک بڑا ہی منفرد اور اہم پہلو ہمارے سامنے آتا ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ''جب منکر نکیر مومن کو قبر میں اٹھا کر بٹھا دیتے ہیں تو اسے سورج غروب ہوتا دکھایا جاتا ہے اور اس کے بعد منکر نکیر اور مومن آدمی کے درمیان درج ذیل مکالمہ ہوتا ہے:

منکر نکیر : جو شخص تمہارے درمیان بھیجے گئے تھے ان کے بارے میں تمہارا عقیدہ کیا ہے؟

مومن : ذرا ہٹو، (پہلے) مجھے نماز پڑھنے دو۔

منکر نکیر: نماز پھر پڑھ لینا، پہلے ہمارے سوالوں کا جواب دو۔

مومن : اس شخص (یعنی حضرت محمد ﷺ) کے بارے میں تم مجھ سے کیا پوچھنا چاہتے ہو؟

منکر نکیر: جو کچھ ہم پوچھ رہے ہیں اس کا جواب دو۔

مومن : ذرا ہٹو، (پہلے) مجھے نماز پڑھنے دو۔

منکر نکیر: نماز پھر پڑھ لینا، پہلے ہمارے سوال کا جواب دو۔

مومن : تم مجھ سے (بار بار) کس چیز کے بارے میں پوچھ رہے ہو؟

منکر نکیر : ہمیں بتاؤ، جو شخص تمہارے درمیان تھے (یعنی حضرت محمد ﷺ) ان کے بارے میں تمہارا عقیدہ کیا تھا، ان کے بارے میں تمہاری شہادت کیسی ہے؟

مومن : میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے بندے ہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ کی طرف سے حق لے کر آئے۔

منکر نکیر: تم نے اسی عقیدہ پر زندگی گزاری، اسی پر مرے اور ان شاء اللہ اسی پر (قیامت کے روز) اٹھو گے۔[1]

منکر نکیر اور مومن آدمی کی باہمی گفتگو کے الفاظ غور سے پڑھیئے اور پھر اندازہ لگائیے کہ ایک طرف نامانوس غیر انسانی مخلوق، ڈراؤنی شکلیں، کڑکتی گرجتی آواز، تنہائی، تاریکی، بند جگہ اور دوسری طرف نمازی کی یہ شان کہ گھبراہٹ کا نام و نشان تک نہیں، گفتگو میں اطمینان اور وقار اس غضب کا جیسے کسی آقا کے

[1] مستدرک حاکم 1443/1

سامنے اس کے نوکر کھڑے ہوں جو بار بار کوئی بات پوچھ رہے ہوں اور آقا ان کی پروا کیے بغیر کسی دوسرے اہم کام میں مگن ہو۔

سبحان اللہ! قبر میں مومن آدمی کا یہ وقار، اطمینان اور بے خوفی محض اور محض نماز کی برکت سے ہوگی جس پر دنیا میں وہ اس سختی سے کاربند رہا ہوگا کہ قبر میں سورج غروب ہوتا دیکھتے ہی ہر قسم کے خوف اور گھبراہٹ سے بے نیاز ہو کر نماز کی فکر میں لگ جائے گا اور فرشتوں کے بار بار اصرار کے باوجود ان کی طرف توجہ نہیں دے گا۔ نمازی آدمی از خود جب یہ محسوس کرے گا کہ یہ عالم برزخ ہے اور یہ نماز کی جگہ نہیں تو پھر فرشتوں کی طرف متوجہ ہو کر اطمینان سے ان کے سوال کا جواب دے گا۔

اس سے قبل آپ عذاب قبر سے بچانے والے اعمال میں یہ تو پڑھ ہی چکے ہیں کہ نماز بھی ان اعمال میں سے ہے جو قبر میں انسان کی حفاظت کریں گے۔ اس سے یہ اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ قیامت سے پہلے ہی نماز اپنے پڑھنے والوں کے لئے کس قدر باعث رحمت اور آرام جاں ثابت ہوگی۔

یاد رہے کہ قیامت کے روز حقوق اللہ میں سے سب سے پہلے نماز ہی کا حساب ہوگا۔ (ترمذی)

هُوَ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ:

کتاب و سنت سے لاعلمی اور جہالت نے ہمارے ہاں ضعیف الاعتقادی کا اس قدر وسیع جال پھیلا رکھا ہے کہ دائیں بائیں، آگے پیچھے ہر طرف شرک ہی شرک نظر آتا ہے۔ بزرگوں اور ولیوں کے نام ایسے ایسے عقائد اور واقعات منسوب کر دیئے گئے ہیں کہ ساری کائنات میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی توحید اور انبیاء کی رسالت کی تو کہیں گنجائش ہی نظر نہیں آتی۔ العیاذ باللہ!

ان عقائد کے مطابق بزرگوں اور ولیوں کا تصرف، مشکل کشائی اور حاجت روائی کا سلسلہ صرف اس دنیا میں ہی نہیں بلکہ عالم برزخ اور آخرت میں بھی قائم ہے عالم برزخ پر تصرف سے متعلق عقائد کی چند مثالیں ملاحظہ ہوں:

① محی الدین ابن عربی کو بادشاہ نے کہلا بھیجا ”میری لڑکی بیمار ہے آپ آ کر عیادت کریں تو شاید آپ کی برکت سے شفا ہو۔“ محی الدین ابن عربی نے آ کر کہا ”عزرائیل تو روح قبض کرنے آ گیا ہے۔“ بادشاہ آپ کے قدموں پر گر پڑا اور کہا ”اس کا علاج آپ کے ہاتھ میں ہے۔“ ابن عربی نے

عزرائیل سے کہا ''ٹھہر! ہم اپنی لڑکی تمہارے ساتھ روانہ کر دیتے ہیں۔'' چنانچہ گھر آئے، دروازے کی طرف منہ کر کے فرمایا ''عزرائیل! یہ لڑکی حاضر ہے، لڑکی اسی وقت زمین پر گری اور مر گئی۔ بادشاہ کی لڑکی اچھی ہو گئی۔ ❶

اس واقعہ سے درج ذیل باتیں معلوم ہوتی ہیں:

﴿1﴾ حضرت عزرائیل اللہ تعالیٰ کے علاوہ اولیاء کرام کے احکام پر عمل کرنے کے پابند ہیں۔ ﴿2﴾ زندگی اور موت پر اولیاء کرام کا بھی اختیار ہے۔ ﴿3﴾ اولیاء کرام اللہ تعالیٰ کے فیصلوں کو بدلنے کی پوری قدرت رکھتے ہیں۔

② حضرت خواجہ معین الدین چشتی کے ہمسایوں میں سے کسی نے انتقال کیا آپ جنازے کے ساتھ گئے۔ لوگ دفن کر کے واپس پلٹ گئے اور خواجہ وہاں ٹھہر گئے۔ شیخ الاسلام قطب الدین فرماتے ہیں میں آپ کے ساتھ تھا، میں نے دیکھا کہ دم بدم آپ کا رنگ متغیر ہوا پھر اسی وقت برقرار ہو گیا۔ جب آپ وہاں سے کھڑے ہوئے تو فرمایا ''الحمد للہ! بیعت بڑی اچھی چیز ہے۔'' شیخ الاسلام قطب الدین نے وجہ پوچھی تو آپ نے فرمایا ''جب لوگ اس کو دفن کر کے چلے گئے تو میں نے دیکھا کہ عذاب کے فرشتے آئے اور چاہا کہ اس کو عذاب کریں اسی وقت شیخ عثمان ہارونی (خواجہ صاحب کے فوت شدہ پیر) حاضر ہوئے اور (فرشتوں سے) کہا یہ شخص میرے مریدوں میں سے ہے۔ ادھر فرشتوں کو فرمان ہوا (کہو) ''یہ تمہارے خلاف تھا۔'' خواجہ نے فرمایا ''بے شک خلاف تھا لیکن اپنے آپ کو اس فقیر کے پلے باندھ رکھا تھا میں نہیں چاہتا کہ اس پر عذاب کیا جائے۔'' فرمان ہوا ''اے فرشتو! شیخ کے مرید سے ہاتھ اٹھاؤ میں نے اس کو بخش دیا۔'' ❷

اس واقعہ سے درج ذیل باتیں معلوم ہوتی ہیں:

﴿1﴾ عذاب دینے یا نہ دینے کا اختیار اولیاء کرام کے پاس بھی ہے۔ ﴿2﴾ گناہ بخشنے کا اختیار بھی اولیاء کرام کے پاس ہے۔ ﴿3﴾ اولیاء کرام کے ہاتھ پر بیعت کر لینا ہی سارے گناہ بخشوانے کے لئے کافی ہے۔

③ غوث پاک کے زمانہ میں ایک شخص بہت ہی گنہگار تھا، لیکن اسے غوث پاک سے محبت ضرور تھی اس

❶ مرشد کامل، ترجمہ حدائق الاخبار از صادق فرخانی، ص 23

❷ راحۃ القلوب، ملفوظات خواجہ فرید الدین شکر گنج از نظام الدین اولیاء، ص 132

کے مرنے کے بعد جب منکر نکیر نے اس سے سوالات کیئے تو اس نے ہر سوال کا جواب ''عبدالقادر'' کہتے ہوئے دیا، منکر نکیر کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم آیا ''یہ بندہ اگرچہ فاسق ہے مگر اسے عبدالقادر سے محبت ہے میں نے اسے بخش دیا۔''[1]

اس واقعہ سے سیدھی سادی بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ اولیاء کرام سے محبت کرنے والا خواہ فاسق ہی کیوں نہ ہو ضرور بخشا جائے گا۔ یاد رہے کہ اہل علم کے نزدیک فاسق وہ ہے جو کبائر کا مرتکب ہو مثلاً تارکِ نماز، زانی، شرابی وغیرہ۔

④ جب شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ جہان فانی سے عالم جاودانی میں تشریف لے گئے تو ایک بزرگ کو خواب میں بتایا ''منکر نکیر نے جب مجھ سے مَنْ رَبُّکَ ؟ یعنی ''تیرا رب کون ہے؟'' پوچھا تو میں نے کہا ''اسلامی طریقہ یہ ہے کہ پہلے سلام اور مصافحہ کرتے ہیں۔'' چنانچہ فرشتوں نے نادم ہو کر مصافحہ کیا تو شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ نے ہاتھ مضبوطی سے پکڑ لئے اور کہا کہ تخلیق آدم کے وقت تم نے ﴿اَتَجْعَلُ فِیْهَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْهَا﴾ ''کیا تو پیدا کرتا ہے اسے جو زمین میں فساد برپا کرے؟'' کہہ کر اپنے علم کو اللہ تعالیٰ کے علم سے زیادہ سمجھنے کی گستاخی کیوں کی نیز تمام بنی آدم کی طرف فساد اور خون ریزی کی نسبت کیوں کی؟ تم میرے ان سوالوں کا جواب دو گے تو چھوڑوں گا ورنہ نہیں۔'' منکر نکیر ہکا بکا ایک دوسرے کا منہ تکنے لگے اپنے آپ کو چھڑانے کی کوشش کی مگر اس دلاور، یکتائے میدان جبروت اور غوث بحر لاہوت کے سامنے قوت ملکوتی کیا کام آتی، مجبوراً فرشتوں نے عرض کیا ''حضور! یہ بات سارے فرشتوں نے کی تھی لہٰذا آپ ہمیں چھوڑیں تاکہ باقی فرشتوں سے پوچھ کر جواب دیں۔'' حضرت غوث الثقلین نے ایک فرشتے کو چھوڑا دوسرے کو پکڑ رکھا، فرشتے نے جا کر سارا حال بیان کیا تو سب فرشتے اس سوال کے جواب سے عاجز رہ گئے۔ تب باری تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوا کہ میرے محبوب کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنی خطا معاف کراؤ، جب تک وہ معاف نہ کرے گا رہائی نہ ہوگی۔ چنانچہ تمام فرشتے محبوب سبحانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عذر خواہ ہوئے، حضرت صمدیت (یعنی اللہ تعالیٰ) کی طرف سے بھی شفاعت کا اشارہ ہوا، اس وقت حضرت غوث اعظم نے جناب باری تعالیٰ میں عرض کی ''اے خالق کل! رب اکبر! اپنے رحم و کرم سے میرے

[1] سیرت غوث، صفحہ 214

مریدین کو بخش دے اور ان کو منکر نکیر کے سوالوں سے بری فرما دے تو میں ان فرشتوں کا قصور معاف کرتا ہوں۔'' فرمان الٰہی پہنچا ''میرے محبوب! میں نے تیری دعا قبول کی فرشتوں کو معاف کر دیا، تب جناب غوثیت مآب نے فرشتوں کو چھوڑا اور عالم ملکوت کو چلے گئے۔''[1]

مذکورہ واقعہ سے درج ذیل باتیں معلوم ہوتی ہیں:

① فرشتے اولیاء اللہ کے سامنے بھی جواب دہ ہیں۔ ② فرشتے اولیاء اللہ کے سامنے عاجز ہیں۔ ③ اولیاء اللہ کے سامنے اللہ تعالیٰ بھی سفارشی ہیں۔ ④ عبدالقادر جیلانی کے تمام مرید فتنہ قبر سے محفوظ رہیں گے۔

اولیاء کرام اور صوفیاء عظام کے واقعات کے بعد اب دو واقعات عہد نبویؐ میں فوت ہونے والے دو عظیم المرتبت جلیل القدر صحابہ کرام کے بھی پڑھ لیجئے۔

① قبیلہ اوس کے سردار حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ فوت ہوئے تو رسول رحمت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کا سر اپنے زانوئے مبارک پر رکھ لیا اور اللہ کے حضور دعا فرمائی ''یا اللہ! سعد نے تیری راہ میں بڑی تکلیف اٹھائی، تیرے رسول کی تصدیق کی، اسلام کے حقوق ادا کئے، یا اللہ! اس کی روح کے ساتھ ویسا ہی معاملہ فرما جیسا تو اپنے دوستوں کے ساتھ فرماتا ہے۔'' حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی وفات پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''سعد کی موت پر رحمٰن کا عرش کانپ گیا ہے۔'' (بخاری ومسلم) حضرت سعد رضی اللہ عنہ کا جنازہ اٹھایا گیا تو ہلکا محسوس کیا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''سعد کا جنازہ تو فرشتوں نے اٹھا رکھا ہے۔'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود نماز جنازہ پڑھائی اور اپنے جانثار صحابی کے لئے مغفرت کی دعا فرمائی۔ نماز جنازہ کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''سعد کے جنازے میں ستر ہزار فرشتے شریک ہوئے ہیں۔'' صادق المصدوق نے یہ بھی ارشاد فرمایا ''سعد کی روح کے لئے آسمان کے سارے دروازے کھول دیئے گئے ہیں تاکہ جس دروازے سے چاہے اس کی روح اوپر جاسکے۔'' جنت البقیع (مدینہ منورہ کا قبرستان) میں تدفین ہوئی۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے قبر کھودی اور فرمایا ''اللہ کی قسم! مجھے اس قبر سے مشک کی خوشبو آرہی ہے۔'' رسول رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے نعش قبر میں رکھی۔ قبر پر مٹی ڈالنے کے بعد آپ دیر تک ''سبحان اللہ سبحان اللہ'' ارشاد

[1] مختصر المجالس، از حضرت ریاض احمد گوہر شاہی، صفحہ 8 تا 10

فرماتے رہے۔صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی آپ ﷺ کو دیکھ کر یہی کلمات دہرانے لگے۔اس کے بعد آپ ﷺ نے اللہ اکبر اللہ اکبر فرمانا شروع کر دیا۔صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی آپ کے ساتھ یہی کلمات دہرانے شروع کر دیئے۔دعا سے فراغت کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا ''یارسول اللہ ﷺ! آپ نے تسبیح اور تکبیر کیوں کہی؟'' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''تدفین کے بعد قبر نے سعد کو دبالیا تھا میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی،تو اللہ تعالیٰ نے قبر کو فراخ فرمادیا۔''ایک موقع پر نبی اکرم ﷺ نے یہ بات بھی ارشاد فرمائی ''اگر قبر کے دبانے سے کوئی شخص نجات پا سکتا تو وہ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ ہوتے۔''[1]

حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی وفات کے واقعہ سے درج ذیل باتیں معلوم ہوتی ہیں:

(1) گناہ معاف کرنے کا اختیار صرف اللہ کے پاس ہے۔رسول اکرم ﷺ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے ایمان کی گواہی تو دی لیکن مغفرت کے لئے اللہ تعالیٰ کے حضور دعا فرمائی۔(2) حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ آپ ﷺ نے خود پڑھائی۔ستر ہزار فرشتے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ میں شریک ہوئے۔ان کی روح کے لئے آسمان کے سارے دروازے کھول دیئے گئے میت کو رسول رحمت ﷺ نے اپنے دست مبارک سے قبر میں اتارا اس کے باوجود قبر نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو دبایا۔معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اپنے تمام بندوں کے معاملات پر غالب ہے۔اس کے امر کو اللہ کا رسول ٹال سکے نہ ستر ہزار فرشتے۔(3) رسول اکرم ﷺ نے جب دیکھا کہ قبر،حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو دبا رہی ہے تو گھبراہٹ کے عالم میں اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء اور تقدیس وتکبیر بیان کرنا شروع کر دی اور اس وقت تک کرتے رہے جب تک حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو قبر کی تکلیف سے نجات نہ مل گئی۔معلوم ہوا کہ اللہ کے حضور عاجزی وانکساری کے ساتھ منت،سماجت اور درخواست تو کی جا سکتی ہے،زبردستی اللہ کے رسول ﷺ بھی اپنی بات نہیں منوا سکتے۔

② دوسرا واقعہ حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کا ہے۔حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ آئے تو نظام مواخاۃ کے تحت حضرت ام العلاء انصاریہ رضی اللہ عنہا کے گھر ٹھہرے،فوت ہوئے تو حضرت ام العلاء رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ کی موجودگی میں کہا ''اے ابوسائب!(حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی کنیت) تجھ پر اللہ کی رحمت ہو میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ نے (مرنے کے

[1] تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو مستدرک حاکم (4981-4983/4)

بعد) تجھے عزت بخشی۔'' رسول اکرم ﷺ نے فرمایا'' تجھے کیسے معلوم ہوا کہ اللہ نے اسے عزت بخشی ہے؟'' حضرت ام العلاء رضی اللہ عنہا نے عرض کیا'' یا رسول اللہ ﷺ! میرے ماں باپ آپ پر قربان پھر اللہ اور کس کو عزت دے گا؟'' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا'' بے شک عثمان کو موت آ گئی اور اللہ کی قسم میں بھی اس کے لئے (اللہ سے) خیر اور بھلائی کی امید رکھتا ہوں، لیکن اللہ کی قسم میں نہیں جانتا (قیامت کے روز) میرا کیا حال ہوگا حالانکہ میں اللہ کا رسول ہوں۔'' (بخاری)

یاد رہے کہ حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کو دو دفعہ ہجرت حبشہ اور تیسری دفعہ ہجرت مدینہ کی سعادت حاصل ہوئی۔ ان کی وفات پر رسول اکرم ﷺ نے تین مرتبہ ان کی پیشانی پر بوسہ دیا اور فرمایا'' تم دنیا سے اس طرح رخصت ہوئے کہ تمہارا دامن ذرہ برابر دنیا سے آلودہ نہ ہونے پایا۔''

حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کے واقعہ سے درج ذیل باتیں معلوم ہوتی ہیں:

① کوئی شخص یہ نہیں جانتا کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں کس کا کیا مرتبہ ہے؟

② گناہ بخشنے یا نہ بخشنے کا اختیار صرف اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔

③ اللہ تعالیٰ کی عظمت، کبریائی اور جلال کے سامنے رسول اکرم ﷺ بھی عاجز اور بے بس ہیں۔

قارئین کرام! جیسا کہ آپ کو معلوم ہے دین اسلام کی بنیاد کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ پر ہے۔ دونوں چیزیں ہمیں یہی تعلیم دیتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے تمام بندوں کے معاملات پر غالب ہے کسی کے گناہ معاف کرنا یا نہ کرنا صرف اسی کے اختیار میں ہے۔ کسی کو عذاب سے پناہ دینا یا نہ دینا صرف اسی کے اختیار میں ہے وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ ساری دنیا کے انبیاء اور فرشتے مل کر بھی اس کے حکم کو نہ بدل سکتے ہیں نہ ٹال سکتے ہیں وہ اپنے تمام فیصلے نافذ کرنے کی پوری قدرت رکھتا ہے۔ اس کائنات میں صرف وہی ایک ''عَزِیْزٌ'' یعنی غالب ہے۔ صرف وہی ایک ''جَبَّارٌ'' یعنی قوت سے اپنے فیصلے نافذ کرنے والا ہے۔ صرف وہی ایک ''مُتَکَبِّرٌ'' ہے جو تمام مخلوق کے سامنے بڑا ہو کر رہنے والا ہے۔ اس کی ذات اس بات سے بہت ہی بلند و بالا ہے کہ اسے کسی نبی یا ولی کے سامنے سفارشی بنایا جائے۔ یہی تعلیم عہد نبوی ﷺ کے مذکورہ واقعات سے ملتی ہے۔ بزرگوں اور ولیوں کے نام سے منسوب کئے گئے واقعات کتاب و سنت کی تعلیمات اور عہد نبوی کے واقعات سے بالکل برعکس ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ بزرگوں اور ولیوں کے بارے میں بیان

کئے گئے یہ واقعات اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی شان میں اتنی بڑی گستاخی ہیں کہ ان پر زمین پھٹ جائے یا آسمان گر پڑے تو تعجب کی بات نہیں۔ہم اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی ذات پاک اور بلند و بالا ہے۔ان مشرکانہ باتوں سے جو مشرک لوگ کرتے ہیں۔﴿ سُبۡحَانَ رَبِّکَ رَبِّ الۡعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوۡنَ ﴾''پاک ہے تیرا عزت والا رب، ان باتوں سے جو مشرک لوگ کہتے ہیں۔''

ایک غلط فہمی کا ازالہ:

مسلمانوں میں سے ایک گروہ عذابِ قبر یا ثوابِ قبر کا منکر ہے۔ان کے دلائل میں سے ایک دلیل یہ بھی ہے کہ جزا اور سزا کا دن تو قیامت کا ہے، اس سے پہلے جزا یا سزا عدل وانصاف کے تقاضوں کے خلاف ہے، لہٰذا قبر میں عذاب یا ثواب نہیں ہوسکتا۔

اس غلط فہمی کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ برزخی زندگی ، ہماری موجودہ زندگی سے بالکل مختلف ہے اور آخرت کی زندگی سے بھی بالکل مختلف ہے، لہٰذا برزخی زندگی کے تمام معاملات کی اصل کیفیت کو موجودہ زندگی میں سمجھنا ہمارے لئے ممکن نہیں، اس موضوع پر ہم نے دیباچہ کے بعد ضمیمہ کی شکل میں ''برزخی زندگی کیسی ہے؟'' کے عنوان سے مفصل گفتگو کی ہے۔اسے پڑھنے کے بعد اس قسم کی بہت سی الجھنیں ان شاء اللہ دور ہو جائیں گی۔

اس غلط فہمی کی دوسری وجہ عذابِ قبر یا ثوابِ قبر کی نوعیت کی صحیح وضاحت نہ ہونا بھی ہے۔برزخی زندگی میں عذاب یا ثواب کی صحیح نوعیت کو ہم ایک مثال سے واضح کرنے کی کوشش کریں گے۔

فرض کیجئے پولیس اہل کار کسی آدمی کو حکام بالا کے احکام پر گرفتار کرتے ہیں۔حکام بالا ساتھ ہی پولیس کو یہ بھی بتا دیتے ہیں کہ یہ آدمی واقعی مجرم پیشہ گروہ سے تعلق رکھتا ہے۔پولیس اسے عدالت کے باقاعدہ فیصلہ سے قبل کسی قسم کی سزا دینے کی مجاز تو نہیں ہوتی، لیکن حوالات کے سارے کارکن اس کی مجرمانہ حیثیت سے واقف ہونے کی بنا پر اس سے شدید نفرت کرتے ہیں، ڈانٹ ڈپٹ کرتے ہیں، اسے ڈراتے اور دھمکاتے بھی رہتے ہیں کہ ذرا عدالت سے فیصلہ ہونے دو پھر دیکھو ہم تمہارا کیا حشر کرتے ہیں۔حوالات میں عملاً اس کے ساتھ انتہائی گھٹیا اور ذلت آمیز سلوک کرتے ہیں۔نہ اسے کرسی پر بیٹھنے کی اجازت دی جاتی ہے نہ چارپائی پر لیٹنے کی اجازت دی جاتی ہے۔اُدھر سے گزرنے والا حوالات کا ہر کارندہ اسے غضبناک

نگاہوں سے گھورتا ہوا گزرتا ہے جیسے اس کی جان ہی نکال ڈالے گا۔ ظاہر ہے ایسا آدمی ہرگز یہ خواہش نہیں کرے گا کہ اس کا مقدمہ کبھی عدالت میں جائے اور اس کی سزا سنانے کا باقاعدہ فیصلہ ہو لیکن جب کبھی عدالت سے اس کے مقدمہ کا فیصلہ ہوگا اسے جیل بھیجا جائے گا تب عدالت کے فیصلے کے مطابق اس کی سزا، کوڑے، مشقت یا جرمانہ وغیرہ کا آغاز ہوگا۔ جیل کی سزا سے قبل حوالات میں ملزم کو جو ذہنی اذیت پہنچتی ہے وہ اگرچہ جیل کی جسمانی اور ذہنی سزا سے مختلف ہے لیکن ہے تو بہرحال سزا ہی۔ اسی طرح قبر میں سزا کی نوعیت حوالات میں بند ملزم کی طرح ہے جس کا ابھی عدالت میں فیصلہ ہونا اور اس سزا پر عمل درآمد ہونا باقی ہے جو کہ واقعی قیامت کے روز ہی ہوگا لیکن قیامت سے قبل کافر کو اس کے انجام سے باخبر کرنا اسے ذلیل اور رسوا کرنا اسے اس کا ٹھکانا دکھانا بھی سزا ہی ہے اگرچہ اس کی نوعیت جہنم کے عذاب سے مختلف ہے۔

اس طرح قبر میں مومن اور متقی آدمی کے اجر و ثواب کی مثال اس آدمی سے ملتی جلتی ہے جسے پولیس اہل کار حکام بالا کے احکام پر گرفتار کر کے لے آئیں، لیکن حکام بالا پولیس کو یہ بھی بتا دیں کہ گرفتار شدہ آدمی بے گناہ ہے۔ قانون پسند اور شریف شہری ہے، لہٰذا اس کے ساتھ عزت اور احترام کا سلوک کیا جائے۔ عدالت کے فیصلہ سے قبل پولیس اُسے بَری تو نہیں کر سکتی لیکن اس کی نیکی اور شرافت کی وجہ سے تمام پولیس اہل کار اسے عزت کی نگاہ سے دیکھنے لگتے ہیں، اس کے آرام کا خیال رکھتے ہیں، اس کی تمام ضروریات پوری کرتے ہیں اور اسے اطمینان بھی دلاتے ہیں کہ آپ کسی قسم کا غم اور فکر نہ کریں آپ بے گناہ ہیں آپ یقیناً عدالت سے باعزت بری کر دیئے جائیں گے۔ ایسا آدمی شدید خواہش کرے گا کہ اس کا مقدمہ فوراً عدالت میں پیش ہو تا کہ وہ جلد از جلد آرام اور چین کی زندگی بسر کر سکے۔ عدالت میں مقدمہ پیش ہونے کے بعد جب عدالت اسے باعزت بری کر دے گی تو پولیس اسے پورے اعزاز و اکرام کے ساتھ اسے اس کے پُرسکون اور آرام دہ گھر میں پہنچا دے گی۔ بلاشبہ حوالات میں اس کی عزت اور آرام کی وہ نوعیت تو نہیں ہوتی جو اپنے گھر پہنچنے کے بعد ہو سکتی ہے، لیکن ہے تو وہ بھی اس کی نیکی اور شرافت کا انعام و اکرام۔ بالکل ایسا ہی معاملہ قبر میں مومن کی عزت افزائی کا ہوگا اسے جنت میں گھر کی بشارت دی جائے گی، جنت کی دیگر نعمتیں دکھائی جائیں گی، ہر طرح کا آرام اور راحت مہیا کی جائے گی، لیکن جنت کی نعمتوں اور راحتوں سے عملاً مومن اسی روز لطف اندوز ہوگا جس روز اللہ تعالیٰ کی عدالت سے بری ہو کر پورے اعزاز و اکرام کے

ساتھ جنت میں داخل ہوگا۔ واللہ اعلم بالصواب!

قبر جائے عبرت، یا جائے تماشہ؟

جیسا کہ ہم اس سے پہلے لکھ آئے ہیں کہ قبر واقعی بڑے خوف اور گھبراہٹ کی جگہ ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے خود یہ بات ارشاد فرمائی ''میں نے قبر سے زیادہ گھبراہٹ والی جگہ کوئی نہیں دیکھی۔'' (ترمذی) ایک جنازے کے موقع پر رسول اکرم ﷺ قبر کے سرہانے تشریف فرما تھے۔ آپ ﷺ قبر کی ہولناکی کو یاد فرما کر اس قدر روئے کہ آپ ﷺ کے آنسوؤں سے قبر کی مٹی تر ہوگئی اور آپ ﷺ نے فرمایا ''میرے بھائیو! اس کے لئے کچھ تیاری کرلو۔'' (ترمذی) آپ ﷺ نے خود بھی قبر کے فتنہ سے پناہ مانگی اور امت کو بھی اس سے پناہ مانگنے کی نصیحت فرمائی۔ آپ ﷺ کے طرز عمل کا یہ نتیجہ تھا کہ قبر کا ذکر آتے ہیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آبدیدہ اور غمزدہ ہو جاتے۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ''تین باتیں مجھے غمزدہ کردیتی ہیں اور میں آبدیدہ ہوجاتا ہوں۔ پہلی بات رسول اکرم ﷺ کی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے جدائی کا غم، دوسری بات عذابِ قبر اور تیسری بات قیامت کا ڈر۔ حضرت مالک بن دینار رحمہ اللہ موت اور قبر کو یاد کرکے اس قدر روتے کہ بے ہوش ہوجاتے۔

رسول اکرم ﷺ نے امت کو قبر کی زیارت کی اجازت ہی صرف اس لئے دی ہے کہ اس سے آخرت کی یاد آئے گی۔ (ترمذی) مسند احمد کے الفاظ یہ ہیں ''قبروں کی زیارت کرو کہ اس میں سامان عبرت ہے۔'' یعنی انسان دنیا کو بھول کر آخرت کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ دنیا کی بے ثباتی پر غور وفکر کا موقع ملتا ہے۔ دوسروں کی قبریں دیکھ کر اپنی قبر کا خیال آتا ہے۔ عارضی دنیا کے لئے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرنی پر پشیمانی اور ندامت کا احساس پیدا ہوتا ہے۔ اپنے گناہوں سے توبہ واستغفار کی رغبت پیدا ہوتی ہے، لیکن ہمارے ہاں جو کچھ ہو رہا ہے اس کا نتیجہ اس کے بالکل برعکس ہے۔

غور فرمایئے! جہاں عشقیہ اور شرکیہ مضامین پر مشتمل قوالیوں کی مجلسیں لگی ہوں وہاں آخرت کی یاد کیسے آئے گی؟ جہاں ڈھول ڈھمکے کی تھاپ پر نوجوان ملنگ اور ملنگنیاں دھمالیں ڈال رہی ہوں وہاں منکر نکیر کا خیال کیسے آئے گا؟ جہاں آرائش حسن اور نمائش جسم کی دلدادہ طوائفوں کے مجرے ہو رہے ہوں،

وہاں عذابِ قبر یا ثوابِ قبر کی فکر کون کرے گا؟ جہاں تھیٹروں، فلموں اور حیا سوز ناچ گانوں کا بے ہنگم شور برپا ہو وہاں موت کی یاد کسے آئے گی؟ جہاں بے حجاب نوجوان دوشیزاؤں کا غیر محرم مردوں سے کھلے عام اختلاط ہو وہاں توبہ واستغفار کی رغبت کسے ملے گی؟ جہاں صبح وشام مجاوروں اور مریدوں کے ہجوم میں بھنگ اور چرس کے دور چل رہے ہوں وہاں سفر آخرت کی بات کون کرے گا؟ جہاں دن رات نذرانے وصول کرنے اور دولت دنیا جمع کرنے کا کاروبار عروج پر ہو وہاں فکر آخرت کا وعظ کون سنائے گا؟

یاد رہے اپریل 2001ء میں بابا فرید کے مزار واقع پاک پتن میں عرس کے موقع پر بہشتی دروازے سے گزرنے کے خواہش مند ہجوم میں سے 60 افراد اچانک بھگدڑ مچ جانے سے ہلاک ہوگئے۔ اس کی وجہ یہ بتائی گئی ہے کہ دربار کے سجادہ نشین کو حکومت دربار کی ''خدمت'' کے لئے ڈیڑھ لاکھ سالانہ گرانٹ دیتی ہے جبکہ سجادہ نشین بہشتی دروازہ کھولنے سے پہلے انتظامیہ سے کئی گھنٹے بحث فرماتے رہے کہ ان کی گرانٹ ڈیڑھ لاکھ سے بڑھا کر پندرہ لاکھ کی جائے تب وہ دروازہ کھولیں گے۔ چنانچہ دروازہ کھولنے میں بہت تاخیر ہوگئی اور دروازے کے قریب رش بڑھنے کی وجہ سے یہ حادثہ ہوا۔ [1]

قبر پرستی کا شرک آخرت میں انسانوں کی ہلاکت اور بربادی کا باعث تو ہے ہی، دنیا میں اس کے معاشرتی مفاسد، اخلاقی بگاڑ اور دیگر زہریلے ثمرات کا اندازہ درج ذیل اخباری خبروں سے لگایا جا سکتا ہے۔

① ''ضلع بہاولپور میں خواجہ محکم الدین میرائی کے سالانہ عرس پر آنے والی بہاولپور یونیورسٹی کی دو طالبات کو سجادہ نشین کے بیٹے نے اغوا کرلیا جبکہ ملزم کا باپ سجادہ نشین منشیات فروخت کرتے ہوئے پکڑا گیا۔'' [2]

② ''رائے ونڈ میں بابا رحمت شاہ کے مزار پر عرس میں ورائٹی پروگرام کے نام پر لگائے گئے سات کیمپوں میں محافل مجرا جاری ہیں، درجنوں نوعمر لڑکیاں فحش ڈانس کر کے تماش بینوں سے داد عیش حاصل کررہی ہیں۔ تماش بین نئے نوٹوں کی گٹھیاں لے کر یہاں پہنچ جاتے ہیں اور رات کے دو بجے تک گھنگروں کی جھنکار پر شرابیوں کا شور سنائی دیتا رہتا ہے۔ سائیکل شوز پروگرام میں نوعمر لڑکے،

---

[1] تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو مجلّہ الدعوۃ، صفر 1422ھ مئی 2001ء، لاہور پاکستان

[2] روزنامہ خبریں، لاہور، 15 اکتوبر 1992ء

لڑکیوں کے روپ میں ڈانس کر کے ہم جنس پرستی کی دعوت دے رہے ہیں۔عرس میں جوا،شراب نوشی اوراسلحہ کی نمائش سرعام ہے۔شہریوں کے احتجاج کے باوجود کوئی کارروائی نہیں کی گئی۔'' ❶

③ ''داتا میلے کی آڑ میں مجرے،فحش گانوں پر گرما گرم ڈانس، پولیس اورانتظامیہ کے تعاون سے درجنوں طوائفوں کا مجرازوروشور سے جاری ہے،فحش گانوں پر ہیجان انگیز رقص دیکھنے کے لئے 10 سالہ بچے سے لے کر 70 سالہ بابے سینکڑوں کی تعداد میں آتے ہیں، چرس کا دھواں،فحش فقرے بازی اور بھنگڑہ ماحول کومزید گرمادیتا ہے۔سوسو کے نوٹ نچھاور کئے جاتے ہیں۔ایک طوائف اورگلوکار نے ایک دوسرے کو دیر تک گلے لگائے رکھا۔نوجوانوں نے اپنی اپنی طوائفیں بانٹ رکھی تھیں وہ نام پکارتے تو طوائف سٹیج پرآ کران کا دل لبھانا شروع کردیتی۔ایک موقع پر رقص کرتی طوائفیں کمر کے بل زمین پر لیٹ گئیں تو تماشائی اٹھ کھڑے ہوئے اور اس ہنگامے میں سینکڑوں کرسیاں ٹوٹ گئیں۔'' ❷

④ ''ڈبہ پیروں نے غیرملکی ایجنٹوں کا کاروبار بھی سنبھال لیا۔سرکاری حلقوں سے گہرے تعلقات، پولیس بیشتر جرائم پیشہ افراد کو پیروں کے سیاسی اورسرکاری اثرورسوخ کی بناء پر پکڑنے سے خائف رہتی ہے جو پیری مریدی کی آڑ میں منشیات فروشی اور بدکاری کے اڈوں کی سرپرستی کرتے ہیں۔داتا دربار میں پھرنے والے درویش سیاسی جلسوں میں باقاعدگی سے شرکت کرتے ہیں۔'' ❸

⑤ عورتوں کے برہنہ جسموں پرتعویذ لکھنے والا راسپوٹین پکڑا گیا۔ملزم زنا،قتل،ڈکیتی اور ہیرا پھیری کی وارداتوں میں کئی اضلاع کی پولیس کومطلوب تھا۔ملتان کے بعد شیخوپورہ کے نواح میں ''پیرخانہ'' کھول کردھندا کرتا رہا۔ ❹

قارئین کرام!یہ ایک مختصر سا تعارف ہے مزاروں، خانقاہوں اورآستانوں کی دنیا کا، جو ہماری دنیا سے کہیں زیادہ رنگین، کہیں زیادہ دلفریب اور کہیں زیادہ پرکشش ہے ایسی قبروں اورمزاروں پر جا کرموت

---

❶ روزنامہ نوائے وقت، لاہور، 6 اگست 2001ء

❷ خبریں رپورٹ، بحوالہ شاہراہ بہشت پر، ازامیرحمزہ، صفحہ نمبر 79

❸ خبریں رپورٹ، بحوالہ شاہراہ بہشت پر، ازامیرحمزہ، صفحہ نمبر 79

❹ خبریں رپورٹ، بحوالہ شاہراہ بہشت پر، ازامیرحمزہ، صفحہ نمبر 67

کسے یاد آئے گی؟ آخرت کا خیال کسے آئے گا؟ عذاب یا ثواب کی فکر کسے ہوگی؟ اللہ کا خوف کس کے دل میں پیدا ہوگا؟ دنیا سے بے رغبتی کیوں کر پیدا ہوگی۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام میں قبروں پر میلے ٹھیلے لگانا، مزار تعمیر کرنا، عرس لگانا، چراغاں کرنا، پھولوں کی چادریں چڑھانا، قبر یا مزار کو بوسہ دینا، قبر یا مزار پر جھکنا یا سجدہ کرنا، قبر کا طواف کرنا، قبر پر قربانی کرنا، کھانا تقسیم کرنا، صاحب قبر کے سامنے اپنی مشکلات اور حاجات پیش کرنا قطعاً ممنوع اور حرام ہے، شرک اکبر کا درجہ رکھتا ہے۔ تاہم جن علماء کرام کے مسلک میں یہ تمام امور جائز ہیں ان کی خدمت میں ہم بڑی دردمندی اور خلوص سے یہ درخواست کرنا چاہتے ہیں کہ براہ کرم! غور فرمائیں کہ چڑھاوے چڑھانے، عرس منانے، نذر و نیاز دینے، منتیں ماننے، صدقہ خیرات کرنے اور مرادیں مانگنے کے بہانے مزاروں پر خانقاہوں اور آستانوں پر تشریف لانے والے مرد اور عورتیں معاشرے میں جس بے حیائی، فحاشی، بدکاری اور دیگر جرائم کے حیا سوز کلچر کو جنم دے رہے ہیں اس کا ذمہ دار کون ہے؟ قیامت کے روز اس کی جواب دہی اور مسئولیت کس کے ذمہ ہوگی؟

ثانیاً ہم ان علماء کرام کی طرف توجہ ایک اور بات کی طرف بھی مبذول کروانا چاہیں گے کہ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ خیر اور بھلائی سے خیر اور بھلائی کے سوتے پھوٹتے ہیں جبکہ برائی اور گناہ سے برائی اور گناہ کے سوتے پھوٹتے ہیں۔ ایسا کبھی نہیں ہوا کہ آم کا درخت بویا جائے تو اس سے تھور کا پھل لگے یا تھور کا درخت بویا جائے اور اس پر آم کا پھل لگے۔ اگر مزاروں اور خانقاہوں پر نذریں نیازیں دینا، چڑھاوے چڑھانا، مرادیں مانگنا، عرس اور میلے لگانا، واقعی شریعت اسلامیہ میں جائز اور نیکی کا کام ہے تو پھر اس خیر اور نیکی کے کام سے فحاشی، بے حیائی، بدکاری اور جرائم کا کلچر کیوں جنم لے رہا ہے؟ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے معاشرے کو جوا، زنا، شراب، منشیات اور دیگر جرائم سے پاک کرنے کا عزم رکھنے والے علماء کرام کیا ہمارے اس سوال پر سنجیدگی سے غور کرنا پسند فرمائیں گے؟

موت کا پیغام ہمارے نام:

بلاشبہ موت ایک عظیم حادثہ ہے گھر کے ایک فرد کی موت سے بسا اوقات کتنے ہی امور زندگی درہم برہم ہو جاتے ہیں، کتنے ہی منصوبے تشنہ تکمیل رہ جاتے ہیں، کتنے ہی حسین و جمیل خواب پریشان ہو جاتے ہیں، کہیں معصوم بچے یتیم ہو جاتے ہیں، کہیں بوڑھے والدین بے سہارا ہو جاتے ہیں، کہیں سہاگنیں اپنے

سہاگ سے محروم ہو جاتی ہیں، کہیں بہن بھائیوں کے بازو کٹ جاتے ہیں۔ درد والم کی اس اضطرابی کیفیت میں عموماً پسماندگان میں دو طرح کا ردعمل پیدا ہوتا ہے:

① مرنے والے کی جدائی کا غم: یہ ایک بالکل فطری امر ہے شرعی حدود کے اندر رہتے ہوئے غم اور صدمہ کا اظہار، عیب ہے نہ ممنوع۔

② مرنے والے کے کاروبارِ دنیا کی فکر: گھر کے کسی اہم فرد کے رخصت ہونے پر پسماندگان کے وسائل زندگی کا منقطع ہونا، اس کے متبادل انتظام کی فکر کرنا، اس کی وراثت تقسیم کرنا ایسے امور ہیں جن سے انسان کو چار و ناچار سامنا کرنا ہی پڑتا ہے۔ شرعی حدود کی پابندی کرتے ہوئے امور دنیا کی فکر کرنا اور انہیں چلانا بھی کوئی عیب نہیں بلکہ ضروری ہے۔

افسوسناک امر یہ ہے کہ اعزہ کی موت کا یہ ردعمل شرعی حدود سے تجاوز کر کے پسماندگان کے دل و دماغ پر کچھ اس طرح چھا جاتا ہے کہ موت کا اصل پیغام کسی کے ذہن میں نہیں آتا۔ موت و حیات کے ان ہنگاموں میں کسی کو یہ سوچنے کی فرصت ہی نہیں ملتی کہ ان دو امور کے علاوہ بھی کوئی سوچنے کی بات ہے یا نہیں؟ حالانکہ پسماندگان کے لئے موت کا اصل پیغام ہی یہ ہوتا ہے ''آج اس کی کل تمہاری باری ہے۔''

فرشتہ اجل ہر انسان کے تعاقب میں ہے ہمارے گرد و بیش کتنی ایسی مثالیں ہیں کہ اچھے بھلے صحت مند لوگ رات کو حسب معمول اپنے بستر پر سوتے ہیں لیکن صبح اٹھنے کی مہلت نہیں ملتی، کتنے لوگ اپنے گھروں سے عمرہ یا حج کے ارادے سے نکلتے ہیں لیکن واپس گھر پہنچنا نصیب نہیں ہوتا، کتنی باراتیں شہنائیوں کی گونج میں گھروں سے نکلتی ہیں لیکن واپسی صف ماتم کے ساتھ ہوتی ہے، کتنے لوگ اپنے معمول کے کاموں میں مشغول ہوتے ہیں اچانک دل کا دورہ پڑتا ہے اور سارے کام دھرے کے دھرے رہ جاتے ہیں۔ زندگی اور موت میں فرق تو بس اتنا ہی ہے جتنا آج اور کل میں۔ رسول اکرم ﷺ نے یہ حقیقت کتنے خوبصورت انداز میں بیان فرمائی ہے، اَلْيَوْمَ عَمَلٌ وَ لاَ حِسَابٌ وَ غَدًا حِسَابٌ وَلاَ عَمَلٌ ''آج عمل کا دن ہے حساب کا نہیں اور کل حساب کا دن ہوگا عمل کا نہیں۔'' (بخاری)

رسول اکرم ﷺ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو یہ نصیحت فرمائی ''عبداللہ! دنیا میں مسافر یا راہ چلنے والے کی طرح زندگی بسر کرو۔'' چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہا کرتے تھے ''لوگو! اگر شام کر لو تو صبح

کا انتظار نہ کرو اور اگر صبح کر لو تو شام کا انتظار نہ کرو، صحت کو بیماری سے پہلے اور زندگی کو موت سے پہلے غنیمت جانو۔'' (بخاری)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک روز رسول اکرم ﷺ چٹائی پر ننگے بدن سوئے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ کے جسم مبارک پر چٹائی کے نشان پڑ گئے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے عرض کیا ''یارسول اللہ ﷺ! اگر آپ فرماتے تو ہم آپ کے لئے اچھا سا بستر مہیا کر دیتے۔'' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''میرا دنیا سے کیا تعلق؟ میرا دنیا سے تعلق تو بس اتنا ہی ہے جتنا ایک مسافر درخت کے سائے تلے ستاتا ہے اور پھر چل دیتا ہے اور درخت کو چھوڑ دیتا ہے۔'' (احمد، ترمذی، ابن ماجہ)

اس دنیا میں انسان کے عارضی قیام کو اس مثال سے بہتر کسی دوسری مثال سے سمجھانا ممکن ہی نہیں۔ یہ دنیا فقط ایک سرائے ہے جس میں ہر مسافر کم یا زیادہ وقت کے لئے رکتا ہے اور پھر اگلے سفر پر روانہ ہو جاتا ہے۔ سرائے میں چند گھنٹوں کے لئے ستانے والا مسافر کبھی وہاں زمین خریدنے یا مکان بنانے یا کاروبار چلانے کی فکر نہیں کرتا بلکہ گردوپیش سے بے نیاز چند لمحے گزارتا اور چلتا بنتا ہے۔ یہ چند گھنٹوں کی زندگی انسان کے لئے کس قدر پرفریب ہے۔ ماہ و سال گزرتے ہیں تو انسان خوش ہوتا ہے میں جوان ہو رہا ہوں حالانکہ ہر گزرنے والا لمحہ اسے اس کی منزل......موت......کے قریب کئے جا رہا ہوتا ہے ؏

غافل ، تجھے گھڑیال یہ دیتا ہے منادی
گردوں نے گھڑی عمر کی اک اور گھٹا دی

جوں جوں زندگی گزرتی جاتی ہے امیدیں جوان ہوتی جاتی ہیں۔ انسان اپنی خواہشات کے حصول کے لئے دن رات ایک کر دیتا ہے، زندگی بڑی حسین و جمیل لگنے لگتی ہے اٹھارہ اٹھارہ بیس بیس گھنٹے کام میں گزار دیتا ہے، دن رات کام کرتے کرتے بالوں میں سفیدی آنے لگتی ہے۔ انسان تب بھی یہی سوچتا ہے ؏

ابھی تو میں جوان ہوں

وقت کا دریا کامیابیوں، ناکامیوں، خوشیوں اور غموں کے نشیب و فراز کے ساتھ مسلسل بہتا رہتا ہے۔ آہستہ آہستہ انسان اپنے قویٰ مضمحل محسوس کرنے لگتا ہے، بڑھاپا موت کے دروازے پر دستک دینے لگتا ہے، لیکن موت سے غافل انسان شاہراہ زندگی پر پھر بھی ویسے ہی رواں دواں رہتا ہے اور یہی سمجھتا ہے

کہ ابھی بہت وقت ہے۔طویل خواہشات ،طویل امیدوں اور طویل منصوبوں کے حصول کا سفر جاری و ساری رہتا ہے۔ڈالر، ریال، روپے، پلاٹ ،فلیٹ، فیکٹری، کوٹھی، کار کے چکر میں زندگی بسر ہوتی رہتی ہے۔بلند تر معیار زندگی حاصل کرنے کی دوڑ میں شب و روز بسر ہوتے رہتے ہیں۔دائیں بائیں اور آگے پیچھے اعزہ و اقارب کی اموات ہوتی رہتی ہیں انسان رسم تعزیت ادا کر کے پھر زندگی کی گہما گہمی میں جذب ہو جاتا ہے اور اسے یہ سوچنے کی فرصت ہی نہیں ملتی کہ موت کا فرشتہ میرے لئے بھی کوئی پیغام چھوڑ گیا ہے۔ نوشتہ دیوار سامنے ہوتا ہے لیکن زندگی کی دلفریبیاں پڑھنے کی فرصت ہی نہیں دیتیں۔

کہتے ہیں کسی شخص کی حضرت عزرائیل علیہ السلام سے دوستی ہوگئی تو اس نے حضرت عزرائیل علیہ السلام سے کہا ''آپ نے جب میری طرف آنا ہو تو سال بھر پہلے بتا دینا تاکہ میں موت کے لئے کچھ تیاری کرلوں۔'' حضرت عزرائیل علیہ السلام نے وعدہ فرمالیا،لیکن ایک روز اچانک فرمان شاہی لے کر پہنچ گئے۔حضرت عزرائیل کو یوں اچانک سامنے دیکھ کر وہ شخص حیران رہ گیا۔عرض کی ''حضرت! آپ نے تو مجھے سال بھر پہلے بتانے کا وعدہ فرمایا تھا،لیکن اب آپ اچانک تشریف لے آئے؟'' حضرت عزرائیل علیہ السلام نے جواب دیا ''اس سال کے دوران میں تمہارے فلاں فلاں عزیز کے ہاں آیا،تمہارے فلاں فلاں رشتہ دار کے پاس آیا،فلاں فلاں دوست کے پاس آیا،اور تمہیں یہی بتانے کے لئے آتا رہا کہ تیاری کرلو تمہارے پاس آنے ہی والا ہوں۔میرا خیال تھا تم کافی عقل منداور سمجھ دار ہو،سمجھ جاؤ گے اگر تم اتنے ہی احمق اور بے وقوف تھے کہ سمجھ نہیں سکے تو اس میں میرا کیا قصور؟

جب فرشتہ اجل سر پر آ کھڑا ہوتا ہے تو دم واپسیں انسان سوچتا ہے ساٹھ ستر سال کی زندگی تو بس یونہی آنکھ جھپکنے میں ہی گزر گئی۔بچپن ابھی کل کی بات ہے،جوانی ایک حسین خواب سے زیادہ کچھ نہیں لگتی، کھونے اور پانے کا جدول بنانے کی فرصت ہی نہیں ملی......اتنی طویل اور اتنی مختصر زندگی......تب انسان حسرت و یاس کی تصویر بنے زبان حال سے یہ کہتا ہوا اس دنیا سے رخت سفر باندھتا ہے۔ع

عمر دراز مانگ کر لائے تھے چار دن
دو آرزو میں کٹ گئے ، دو انتظار میں

کاش ہمیں کبھی اپنے دائیں بائیں اور آگے پیچھے ہونے والی اموات پر فرشتہ اجل کا پیغام سننے کی

فرصت میسر آ سکے؟

☪☪☪

قارئین کرام! یہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا بے حدوحساب فضل واحسان ہے کہ اس نے مجھ جیسے ناکارہ، گنہگار، بے علم اور بے عمل انسان کو ''تفہیم السنۃ'' کے سترہ حصے مکمل کرنے کی توفیق عنایت فرمائی۔اس پر اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا جتنا بھی شکرادا کیا جائے کم ہے۔اس کار خیر میں، مَیں اپنے ہم سفر مخلص دوستوں اور ساتھیوں کا بھی شکرگزار ہوں کہ انہوں نے کسی بھی موقع پر اپنے مخلصانہ تعاون سے محروم نہیں کیا۔اللہ تعالیٰ کے حضور دعا ہے کہ وہ اس کار خیر میں حصہ لینے والے تمام احباب کی دنیاوآخرت میں عزت افزائی فرمائے۔آمین!

حسب سابق احادیث کے معاملے میں پوری احتیاط سے کام لیا گیا ہے تاہم اگر کہیں خطا ہو تو اہل علم کی خدمت میں گزارش ہے کہ وہ براہ کرم! ضروری مطلع فرمائیں ہم ان کے ممنون احسان ہوں گے۔

اگلی کتاب ''علامات قیامت کا بیان'' ہوگی۔ان شاءاللہ!

تفہیم السنۃ کا قریباً نصف کام ابھی باقی ہے، کتنا مکمل ہوتا ہے، کتنا نہیں، اس کا علم اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے پاس ہے اگر اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے باقی کام مکمل کرنے کی توفیق بھی اپنے گنہگار بندوں کو عطا فرمادیں تو یہ ان کی شان صمدی اور رحمی ہے **وَ مَا ذٰلِکَ عَلَی اللّٰہِ بِعَزِیْزٍ** قارئین سے مخلصانہ دعاؤں کی درخواست ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ بِنِعْمَتِہٖ تَتِمُّ الصَّالِحَاتُ وَ اَلْفُ اَلْفُ صَلاَۃٍ وَ سَلاَمٌ عَلٰی اَفْضَلِ الْبَرِیَّاتِ وَ عَلٰی آلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ !

محمد اقبال کیلانی عفی اللہ عنہ

الریاض، سعودی عرب
4ربیع الاول1422ھ
25جون 2001ء

ضمیمہ

برزخی زندگی کیسی ہے؟

برزخی زندگی کیسی ہے؟اس کا مختصر اور سیدھا سادھا جواب تو یہ ہے کہ اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ اللہ اور اس کا رسول ﷺ ہی بہتر جانتے ہیں جس چیز کا انسان نے کبھی مشاہدہ ہی نہیں کیا یا جس بات کا انسان کو تجربہ ہی نہیں اس کے بارے میں قطعیت سے کوئی بات کہنا ممکن ہی نہیں اس کے باوجود بعض حضرات نے برزخی زندگی کے بارے میں ایسے دعوے کئے ہیں جو کتاب وسنت کے قطعاً مطابقت نہیں رکھتے ۔مثلاً:

① ''اولیاء کرام اپنی قبروں میں حیات ابدی کے ساتھ زندہ ہیں۔ان کے علم وادراک وسمع وبصر پہلے کی نسبت بہت زیادہ قوی ہیں۔''[1]

② شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ ہر وقت دیکھتے ہیں اور ہر ایک کی پکار سنتے ہیں۔[2]

③ مردے سنتے ہیں اور محبوبین کی وفات کے بعد مدد کرتے ہیں۔[3]

④ ''یا علی اور یا غوث کہنا جائز ہے کیونکہ اللہ کے پیارے بندے برزخ میں سن لیتے ہیں۔''[4]

⑤ ''اولیاء بعد الوصال زندہ ہیں اور ان کے تصرفات وکرامات پائندہ اور ان کے فیض بدستور جاری اور ہم غلاموں، خادموں، محبوں، معتقدوں کے ساتھ ان کی امداد واعانت جاری ہے۔''[5]

⑥ ''اللہ کے ولی مرتے نہیں بلکہ ایک گھر سے دوسرے گھر منتقل ہوتے ہیں۔ان کی ارواح صرف ایک

---

[1] بہار شریعت، از امجد علی، ص58
[2] ازالۃ الضلالۃ، از مفتی عبدالقادر، ص7
[3] علم القرآن، از مولانا احمد یار، ص189
[4] فتاوی رضویہ، از نور اللہ، قادری، ص537
[5] فتاوی رضویہ، از احمد یار خان بریلوی، ج4، ص23

دن کے لئے خروج کرتی ہیں پھر اسی طرح جسم میں ہوتی ہیں جس طرح پہلے تھیں۔" [1]

⑦ مشائخ کی روحانیت سے استفادہ اور ان کے سینوں اور قبروں سے باطنی فیوض پہنچنا بے شک صحیح ہے۔ [2]

⑧ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی اپنے مرشد میاں حاجی نور محمد کی وفات کے وقت ان کے پاس موجود تھے آپ فرماتے ہیں "مرض الموت میں جب آپ نے یہ کلمات کہے کہ پیام سفر آخرت آ گیا ہے تو میں پالکی کی پٹی کو پکڑ کر رونے لگا حضرت نے تسلی دی اور فرمایا "فقیر مرتا نہیں بلکہ ایک مکان سے دوسرے مکان میں منتقل ہوتا ہے۔ فقیر کی قبر سے وہی فائدہ ہوگا جو ظاہری زندگی میں ہوتا تھا۔" [3]

⑨ حضرت (مولانا احمد یار) رحمۃ اللہ علیہ دار دنیا سے پردہ فرما گئے انا للہ وانا الیہ راجعون مگر یاد رہے کہ حضرت سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ کے اس دور کے بانی شیخ تھے، ہیں اور رہیں گے۔ نسبت رُوح، رُوح سے مستفید ہونے کا نام ہے۔ دنیا ہو یا برزخ، روح سے استفادہ یکساں ہوتا ہے۔ فرق یہ ہے کہ دنیا میں ہر شخص خدمت عالیہ میں حاضر ہو سکتا تھا اور برزخ میں کسی ایسے آدمی کی ضرورت پیش آ جاتی ہے جو برزخ تک اس کی راہنمائی کرے اور وہاں تک آدمی کو پہنچائے اور ایسا وہی شخص کرتا ہے جو ان حضرات کا خادم یا نمائندہ ہو، فیض انہی کا ہوتا ہے مگر اس (فیض) کی تقسیم اس ایک وجود کے ذریعے ہوتی ہے جسے خلیفہ کہا جاتا ہے۔" [4]

⑩ حضرت جیؒ (مولانا اللہ یار خان) کا وصال ہو گیا۔ جسد مبارک اپنے حجرے میں محو استراحت تھا اور روح مبارک اعلی علیین میں متوجہ الی اللہ، فجر کی نماز دار العرفان میں ادا کی اور یہاں میں نے روح پُر فتوح کو دار العرفان کی طرف متوجہ پایا۔ برادرم کرنل مطلوب حسین مسلسل اصرار کر رہے تھے کہ حضرت جیؒ سے اجازت کیوں نہیں حاصل کرتے کہ جسد مبارک کو دار العرفان میں دفن کیا جائے میں نے (اجازت حاصل کرنے کی) پوری کوشش کی۔ عرض کیا کہ حضرت آپ کے اہل خانہ کو یہاں گھر بنا کر

---

1. فتاوی نعیمیہ، از اقتدار بن احمد یار بریلوی، ص 225
2. المہند علی المفند، از خلیل احمد سہارنپوری، ص 39
3. تاریخ مشائخ چشت، از مولانا زکریا، ص 234
4. ارشاد السالکین، حصہ اول، از مولانا محمد اکرم، صفحہ 25

پیش کر دیں گے اور ہر طرح سے آرام میں ہوں گے۔ ان شاء اللہ۔ مگر نہیں، فرمایا ''زندگی میں بے شمار افراد کو مجھ پر بھروسہ تھا اور اللہ نے مجھے ان کا آسرا بنا دیا تھا تم سب کو یہاں نہیں لا سکتے اب میری قبر ان کے لئے ایسے ہی آسرا ہوگی جس طرح زندگی میں میری ذات تھی۔ ❶

⑪ ابو سعید فراز قدس اللہ سرہ راوی ہیں کہ میں مکہ معظّمہ میں تھا کہ باب بنی شیبہ پر ایک نوجوان کو مرے ہوئے دیکھا جب میں نے اس کی طرف نظر کی تو مجھے دیکھ کر مسکرایا اور کہنے لگا ''اے ابو سعید! کیا تو نہیں جانتا کہ اللہ کے محبوب زندہ ہوتے ہیں اگرچہ وہ بظاہر مر جاتے ہیں لیکن درحقیقت ایک گھر سے دوسرے گھر کی طرف پلٹتے ہیں۔ ❷

مذکورہ عقائد کی اصل بنیاد عقیدہ سماع موتی (یعنی مردوں کا سننا) ہے۔ لہٰذا کتاب وسنت کی روشنی میں ہمیں دیکھنا ہے کہ کیا سماع موتی صحیح عقیدہ ہے یا غلط!

سماع موتی، کتاب وسنت کی روشنی میں:

انسانی زندگی کے سفر کو ابتداء سے لے کر آخر تک ہم درج ذیل پانچ ادوار میں تقسیم کر سکتے ہیں۔

① **عالم ارواح**: حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان کی پشت سے قیامت تک آنے والی تمام نسل کی ارواح پیدا فرمائی، انہیں عقل اور قوت گویائی عطا فرما کر اپنی ربوبیت عامہ کا اقرار ان الفاظ میں لیا ''اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ ؟'' تمام ارواح نے جواب دیا''بَلٰی'' کیوں نہیں۔ آپ ہی ہمارے رب ہیں۔ ❸ اسی عالم اروح سے انسانی زندگی کے سفر کی ابتداء ہوتی ہے۔

② **عالم رحم مادر**: ماں کے رحم میں روح کے ساتھ انسان کے جسم کی تخلیق بھی ہوتی ہے۔ اس عالم میں انسان کم وبیش نو ماہ کی مدت گزارتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں جا بجا رحم مادر میں انسان کی تخلیق کا ذکر فرمایا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ كُرْهًا وَ وَضَعَتْهُ كُرْهًا﴾

''انسان کی ماں نے اسے تکلیف برداشت کر کے (پیٹ میں) اٹھائے رکھا اور تکلیف برداشت

❶ ارشاد السالکین، حصہ اول، از مولانا محمد اکرم، صفحہ 20
❷ رسالہ احکام القبور مومنین، جلد دوم، صفحہ 243
❸ مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو سورہ اعراف، آیت 172

کر کے اس کو جنا۔‘‘ (سورہ احقاف، آیت 15)

انسانی زندگی کے سفر کا یہ دوسرا دور ہے۔ [1]

③ **عالم حیات** : زندگی کے سفر کا یہ تیسرا دور ہے جس میں انسان مختصر سی مدت کے لئے قیام کرتا ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ کا ارشاد مبارک ہے ’’میری امت کے لوگوں کی عمریں ساٹھ اور ستر سال کے درمیان ہیں۔‘‘ (ترمذی) کم وبیش لوگ اتنا ہی عرصہ اس دنیا میں قیام کرتے ہیں اور اس کے بعد اپنے سفر کے اگلے مرحلہ پر روانہ ہو جاتے ہیں۔

④ **عالم برزخ**: عالم برزخ ہمارے سفر کا (دنیا کے مقابلے میں) طویل ترین دور ہے۔ کہا جاتا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر اب تک کم وبیش چھ ہزار سال کا عرصہ بیت چکا ہے۔ (والعلم عنداللہ) لوگ اپنی قبروں میں پڑے ہیں، سفر جاری ہے اور معلوم نہیں کب تک یہ سفر جاری رہے گا۔ اپنے اپنے وقت پر ہم میں سے ہر ایک کاروان برزخ کے مسافروں کے ساتھ شریک ہوتا چلا جائے گا اور یہ سفر قیامت تک جاری رہے گا۔

⑤ **عالم آخرت** : یہ ہمارے سفر کی آخری منزل ہے جس میں انسان اس دنیا والے جسم وجان کے ساتھ اٹھایا جائے گا، حساب کتاب ہوگا اور لوگ اپنی اپنی حقیقی قیام گاہ...... جنت یا جہنم...... میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے قیام کریں گے۔

مذکورہ پانچوں ادوار کا بغور مطالعہ کیا جائے تو یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ ہر دور کی کیفیات، دوسرے دور کی کیفیات سے یکسر مختلف ہیں۔ مثلاً پہلے دور یعنی عالم ارواح میں اللہ تعالیٰ نے تمام روحوں سے سوال کیا ’’اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ ؟‘‘ روحوں نے سنا، سوچا، سمجھا اور جواب دیا ’’بَلٰى‘‘ ......عالم ارواح میں سننا اور سوچنا اور بولنا کیا ایسا ہی تھا جیسا کہ اس دنیا میں سننا، سوچنا اور بولنا ہے؟ ظاہر ہے وہ ایسا ہرگز نہیں ہوگا کیونکہ وہاں ہماری روحیں ان مادی جسموں کے بغیر تھیں لہٰذا وہاں کا سننا، سوچنا اور بولنا اس مادی دنیا کے بولنے، سوچنے اور سننے سے مختلف ہونا چاہئے۔ عالم ارواح میں ارواح کے سننے، سوچنے اور بولنے پر ہمارا ایمان ہے لیکن اس کی کیفیت صرف اللہ تعالیٰ ہی کو معلوم ہے۔

اب آیئے دور ثانی (یعنی رحم مادر) کی طرف جس میں انسانی جسم کی تخلیق ہوتی ہے۔ روح اور جسم

[1] مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو سورہ نحل، آیت 78، سورہ مومنون، آیت 14، سورہ لقمان، آیت 14 وغیرہ

دونوں ملتے ہیں، دل، دماغ، آنکھیں، ناک، کان سب کچھ ہوتا ہے، لیکن رحم کی دنیا باہر کی دنیا سے اس قدر مختلف ہوتی ہے کہ اگر بچے کو بتایا جائے کہ کچھ مدت بعد تم ایک ایسی دنیا میں آنے والے ہو جہاں ہزاروں میل بلند و بالا وسیع آسمان ہے، حد نظر تک پھیلی ہوئی زمین ہے، زمین سے بھی بڑا ایک دھکتا ہوا آگ کا گولہ......سورج......روزانہ آسمان کی ایک سمت سے نکلتا ہے اور ساری دنیا کو روشن کر دیتا ہے۔ چند گھنٹوں کے بعد دوسری سمت غروب ہو جاتا ہے جس سے ساری دنیا پر تاریکی چھا جاتی ہے۔ رات کے وقت آسمان پر خوبصورت چمکتا دمکتا چاند طلوع ہوتا ہے، جس کے ساتھ کروڑوں کی تعداد میں چھوٹے چھوٹے ستارے ٹمٹماتے ہیں۔ بتائیے رحم مادر کی چھوٹی سی دنیا میں بسنے والا انسان کیا ان حقائق کو سچ تسلیم کرے گا؟

حقیقت یہ ہے کہ رحم مادر کی مختصر دنیا میں رہتے ہوئے اس مادی دنیا کے حقائق کو جاننا ممکن ہی نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں انسان کی اس کیفیت پر چند لفظوں میں بڑا خوب صورت تبصرہ فرمایا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاللّٰهُ اَخْرَجَكُمْ مِنْ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ شَيْئًا﴾

''اور اللہ تعالیٰ نے تمہیں تمہاری ماؤں کے پیٹوں سے (اس حال میں) نکالا کہ تم کچھ بھی نہ جانتے تھے۔'' (سورہ نحل، آیت 78)

اب آیئے چوتھے دور یعنی عالم برزخ کی طرف، کتاب و سنت سے عالم برزخ کے بارے میں ہمیں جو حقائق معلوم ہوتے ہیں وہ درج ذیل ہیں:

① **مردے بولتے ہیں:** آپ ﷺ کا ارشاد مبارک ہے ''مرنے کے بعد نیک آدمی کی میت اپنے اہل خانہ سے مخاطب ہو کر کہتی ہے ((قَدِّمُوْنِیْ قَدِّمُوْنِیْ)) ''مجھے جلدی لے چلو مجھے جلدی لے چلو۔'' اور برے آدمی کی میت ((یَا وَیْلَهَا اَیْنَ تَذْهَبُوْنَ بِهَا)) ''ہائے افسوس! مجھے کہاں لئے جا رہے ہو؟'' (بخاری) اس حدیث سے تدفین کے بعد بھی میت کا بولنا ثابت ہے۔ منکر نکیر کے سوالوں کے جواب میں نیک آدمی اللہ اور اس کے رسول پر ایمان کی شہادت دیتا ہے جبکہ کافر اور منافق آدمی هَاهُ هَاهُ لَا اَدْرِیْ (ہائے افسوس) کہتا ہے۔ (بخاری، ابوداؤد وغیرہ)

ان احادیث سے جہاں یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ مردے بولتے ہیں وہاں یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ بولنے کی اس صفت میں کسی کی بزرگی یا ولایت کا کوئی دخل نہیں۔ مردہ خواہ مومن ہو یا کافر، نیک ہو یا

گنہگار، سب ہی بولتے ہیں۔

② **مردے سنتے ہیں:** رسول اکرم ﷺ کا ارشاد مبارک ہے ''جب (مومن یا کافر) بندہ اپنی قبر میں دفن کیا جاتا ہے تو وہ واپس پلٹنے والے اپنے ساتھیوں کے جوتوں کی آواز سنتا ہے۔'' (مسلم)

قبر میں منکر نکیر کا سوال میت سنتی ہے اور اپنے اپنے ایمان کے مطابق اس کا جواب بھی دیتی ہے۔ (ملاحظہ ہو مسئلہ نمبر 74)

جنگ بدر کے بعد رسول اللہ ﷺ نے مقتولین بدر کو مخاطب کر کے ارشاد فرمایا ''تمہارے ساتھ تمہارے رب نے جو وعدہ کیا تھا کیا تم نے اسے سچ پالیا؟ میرے رب نے میرے ساتھ جو وعدہ کیا تھا میں نے اسے سچ پالیا۔'' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا ''یا رسول اللہ ﷺ! کیا یہ سنتے ہیں یا جواب دیتے ہیں؟ حالانکہ یہ تو مردار ہو چکے ہیں۔'' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، میں جو کچھ ان سے کہہ رہا ہوں، تم ان سے زیادہ نہیں سنتے ہاں البتہ یہ (ہماری طرح) جواب نہیں دے سکتے۔'' (مسلم)

ان احادیث سے یہ بات واضح ہے کہ مردے سنتے ہیں اور یہ کہ مردے کا سننا کسی ولی، بزرگ یا صالح ہی کے لئے خاص نہیں بلکہ ہر مردہ، خواہ مومن ہو یا کافر، نیک ہو یا بد، سنتا ہے۔

③ **مُردے دیکھتے ہیں:** رسول اکرم ﷺ کا ارشاد مبارک ہے ''قبر میں منکر نکیر کے سوالوں کے جواب میں کامیاب ہونے کے بعد مومن آدمی کو پہلے جہنم دکھائی جاتی ہے پھر جنت میں اسے اس کا ٹھکانا دکھایا جاتا ہے، اسی طرح کافر آدمی کے ناکام ہونے پر پہلے اسے جنت دکھائی جاتی ہے اور پھر اسے جہنم اور اس میں اس کا ٹھکانا دکھایا جاتا ہے۔'' (احمد، ابوداؤد، وغیرہ) اس سے یہ بات واضح ہے کہ مردہ خواہ مومن ہو یا کافر دیکھتا بھی ہے۔

④ **مردے اٹھتے اور بیٹھتے ہیں:** آپ ﷺ کا ارشاد مبارک ہے ''جب منکر نکیر قبر میں آتے ہیں تو میت کو (اٹھا کر) بٹھا دیتے ہیں۔'' (بخاری، مسلم، احمد وغیرہ)

⑤ **مردے تکلیف اور راحت محسوس کرتے ہیں:** آپ ﷺ کا ارشاد مبارک ہے ''جب منکر نکیر کافر آدمی کو اٹھاتے ہیں تو وہ بہت ہی گھبرایا ہوا اور خوف زدہ ہوتا ہے جبکہ مومن آدمی بغیر کسی گھبراہٹ اور خوف کے اٹھ کر بیٹھ جاتا ہے۔'' (احمد) آپ ﷺ کا ارشاد مبارک ہے ''جہنم میں اپنا

ٹھکانا دیکھنے کے بعد کافر آدمی کی حسرت اور ندامت میں اضافہ ہوتا ہے جبکہ جنت میں اپنی قیام گاہ دیکھنے کے بعد مومن آدمی کے سرور اور لذت میں اضافہ ہو جاتا ہے۔'' (طبرانی، ابن حبان، حاکم)

⑥ **مردے تمنا اور خواہش کرتے ہیں:** رسول اکرم ﷺ کا ارشاد مبارک ہے ''مومن آدمی کو جب قبر میں جنت دکھائی جاتی ہے تو وہ خواہش کرتا ہے مجھے ذرا چھوڑ دو میں اپنے گھر والوں کو اس نیک انجام کی خوشخبری دے دوں۔'' دوسری حدیث میں ہے ''مومن آدمی خواہش کرتا ہے ''رَبِّ اَقِمِ السَّاعَةُ'' '' اے میرے رب! قیامت جلد قائم فرما'' جبکہ کافر آدمی یہ خواہش کرتا ہے ''رَبِّ لاَ تَقُمِ السَّاعَةُ'' '' اے میرے رب! قیامت قائم نہ کرنا۔'' (احمد، ابوداؤد) ان احادیث سے مردے کا تمنا اور خواہش کرنا ثابت ہوتا ہے۔

⑦ **مردے سوتے اور جاگتے ہیں:** آپ ﷺ کا ارشاد مبارک ہے ''قبر میں مومن میت سے سوال جواب کے بعد کہا جاتا ہے: دلہن کی طرح سو جا جسے اس کے اہل وعیال میں سے محبوب ترین ہستی کے علاوہ کوئی نہیں جگاتا۔'' (ترمذی) اس سے مردے کا سونا اور قیامت کے روز جاگنا ثابت ہوتا ہے۔

⑧ **مردے پہچانتے ہیں:** آپ ﷺ کا ارشاد مبارک ہے ''قبر میں مومن آدمی کے پاس ایک خوب صورت چہرے والا آدمی آتا ہے۔ خوبصورت کپڑے پہنے ہوئے بہترین خوشبو لگائے ہوئے اور مومن آدمی کو اچھے انجام کی بشارت دیتا ہے۔ مومن آدمی پوچھتا ہے ''تو کون ہے؟ تیرا چہرہ کتنا خوب صورت ہے تو خیر و برکت لے کے آیا ہے''۔ وہ آدمی کہتا ہے ''میں تیرے نیک اعمال ہوں۔'' کافر آدمی کے پاس ایک بدصورت، غلیظ کپڑوں والا بدبودار شخص آتا ہے اور کہتا ہے ''تجھے برے انجام کی بشارت ہو یہ وہ دن ہے جس کا تجھ سے وعدہ کیا گیا تھا۔'' کافر کہتا ہے ''تو کون ہے؟ تیرا چہرہ بڑا بھدہ ہے تو برائی لے کر آیا ہے۔'' وہ آدمی کہتا ہے ''میں تیرے برے اعمال ہوں۔'' (احمد، ابوداؤد) ان احادیث سے مردے کا پہچاننا ثابت ہوتا ہے۔

⑨ **مردے چیختے اور چلاتے ہیں:** ارشاد نبوی ﷺ ہے ''قبر میں کافر پر اندھا اور بہرا فرشتہ (یا فرشتے) مسلط کر دیئے جاتے ہیں جو اسے لوہے کے گرزوں سے مارتے اور پیٹتے ہیں اور وہ بری طرح چیخنے چلانے لگتا ہے۔ کافر کے چیخنے اور چلانے کی آواز جن وانس کے علاوہ ہر جاندار مخلوق سنتی

ہے۔(احمد،ابوداؤد)

⑩ **مردے زندہ ہیں اور کھاتے پیتے ہیں:** ارشاد باری تعالیٰ ہے۔﴿وَ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ ﴾''اور جولوگ اللہ کی راہ میں مارے گئے انہیں مردہ نہ سمجھو، وہ (برزخ میں) زندہ ہیں اور اپنے رب کے ہاں رزق دیئے جاتے ہیں۔''(سورہ آل عمران،آیت 169)

کتاب وسنت کے مذکورہ دلائل سے یہ بات واضح ہورہی ہے کہ برزخ کی زندگی ایک مکمل زندگی ہے جس میں مردہ کھاتا پیتا بھی ہے،سنتا بولتا بھی ہے، دیکھتا اور پہچانتا بھی ہے،سوچتا اور سمجھتا بھی ہے، راحت اور سرور بھی محسوس کرتا ہے۔مردہ کافر ہوتو حسرت اور ندامت محسوس کرتا ہے۔روتا پیٹتا اور چیختا چلاتا بھی ہے لیکن برزخ میں مردہ کا سننا دنیا کی زندگی کے سننے سے مختلف ہے۔ برزخ میں مردے کا بولنا دنیا کی زندگی کے بولنے سے مختلف ہے۔ برزخ میں مردے کا دیکھنا اور پہچاننا دنیا کی زندگی میں دیکھنے اور پہچاننے سے مختلف ہے۔ برزخ میں مردے کا کھانا پینا دنیا کی زندگی میں کھانے پینے سے مختلف ہے۔ برزخ میں مردے کا سوچنا سمجھنا دنیا کی زندگی میں سوچنے سمجھنے سے مختلف ہے۔ برزخ میں مردے کا راحت اور خوشی محسوس کرنا دنیا کی زندگی میں راحت اور خوشی محسوس کرنے سے مختلف ہے۔کافر مردے کا برزخ میں ندامت اور حسرت محسوس کرنا دنیا کی زندگی میں حسرت اور ندامت محسوس کرنے سے مختلف ہے۔ برزخ میں مردے کا رونا پیٹنا اور چیخنا چلانا دنیا کی زندگی میں رونے ، پیٹنے ،اور چیخنے چلانے سے مختلف ہے، جسے آج اس مادی دنیا میں ہم سمجھ نہیں سکتے۔

حقیقت یہ ہے کہ جس طرح عالم ارواح کی کیفیات کو ہمارے لئے سمجھنا مشکل ہے یا رحم مادر میں پرورش پانے والے بچے کے لئے اس مادی دنیا کی کیفیات کا ادراک مشکل ہے اسی طرح اس مادی دنیا میں رہتے ہوئے برزخ کی کیفیات کو سمجھنا اوران کا ادراک کرنا ہمارے لئے ناممکن ہے۔قرآن مجید اس موقف کی بڑے واضح اور صاف الفاظ میں تائید کرتا ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْيَآءٌ وَّ لٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ○ ﴾

''اور جولوگ اللہ کی راہ میں مارے جائیں انہیں مردہ نہ کہو بلکہ وہ (برزخ میں) زندہ ہیں لیکن تمہیں(ان کی زندگی کا) شعور نہیں۔''(سورہ بقرہ،آیت 154)

اللہ تعالیٰ کے اس واضح ارشاد کے باوجود جن حضرات کو اس بات پر اصرار ہے کہ وہ برزخی زندگی کا شعور رکھتے ہیں اور جانتے ہیں کہ مردے ویسا ہی سنتے ہیں جیسا دنیا کی زندگی میں سنتے تھے، مردے ویسا ہی بولتے ہیں جیسا دنیا کی زندگی میں بولتے تھے، ویسا ہی کھاتے پیتے ہیں جیسا دنیا کی زندگی میں کھاتے پیتے تھے۔ان کا موقف نہ صرف یہ کہ عقلاً درست نہیں بلکہ وہ حضرات قرآن مجید کی اس آیت کریمہ کا کھلم کھلا انکار بھی کررہے ہیں۔

آخر میں ہم سماع موتی کے قائلین حضرات سے یہ پوچھنا چاہیں گے کہ برزخ میں ہر مردے کا (خواہ وہ مسلمان ہو یا کافر، صالح یا غیر صالح، ولی ہو یا غیر ولی) سننا، بولنا، دیکھنا، پہچاننا، مومن ہو تو اس کا راحت اور مسرت محسوس کرنا، قیامت قائم ہونے کی دعا مانگنا، سب کچھ ثابت ہے۔ پھر آخر کیا وجہ ہے کہ صرف اولیاء کے سننے کو ہی ہمیشہ زیر بحث لایا جاتا ہے۔غیر اولیاء کا سننا کبھی زیر بحث نہیں لایا جاتا حتی کہ اولیاء کا بھی بولنا، دیکھنا، پہچاننا مسرت اور راحت محسوس کرنا، کھانا پینا اور دیگر افعال کبھی زیر بحث نہیں لائے جاتے۔اس کی وجہ کیا ہے؟

وجہ صاف ظاہر ہے کہ اولیا اور صلحاء کے برزخ میں سننے کو ہی بنیاد بنا کر ان کے مزاروں پر حاضری دینے، مرادیں مانگنے، حاجات طلب کرنے، مصیبت اور مشکل میں انہیں پکارنے اور ان سے گناہ بخشوانے کا عقیدہ قائم ہوتا ہے اور پھر اسی عقیدے کی بنیاد پر لوگوں سے چڑھاوے اور نذرانے وصول کئے جاتے ہیں۔اگر لوگوں کو یہ صاف صاف بتا دیا جائے کہ مردے صرف برزخ میں سنتے ہی نہیں بولتے بھی ہیں، دیکھتے بھی ہیں، پہچانتے بھی ہیں، کھاتے پیتے بھی ہیں، راحت اور خوشی بھی محسوس کرتے ہیں، لیکن یہ سب کچھ اس دنیا کی زندگی جیسا نہیں بلکہ اس سے بالکل مختلف ہے، تو اس کا نتیجہ یہی نکلے گا کہ دین خانقاہی کا سارا کاروبار ختم ہو جائے گا۔مزاروں کی رونقیں اور محفلیں ویران ہو جائیں گی، درگاہوں کے بھاری حکومتی وظائف، گرانٹیں اور ٹھیکے ختم ہو جائیں گے۔ ''سجادہ نشین''، ''گدی نشین''، ''مخدوم''، ''درویش''، ''مجاور'' عام انسانوں کی طرح پیٹ پالنے کے لئے محنت مزدوری کرنے پر مجبور ہو جائیں گے اور یہ مشقت اور مصیبت آخر کون مول لے۔ع

بابر بہ عیش کوش کہ عالم دوبارہ نیست

شہداء کی برزخی زندگی:

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے دو جگہ پر شہداء کو زندہ (بَلْ اَحْيَآءٌ) کہا ہے اور ساتھ ہی انہیں مردہ کہنے سے منع فرمایا گیا ہے۔ یہ دونوں آیات، قائلین سماع موتی کے نزدیک شہداء (اور پھر اس کے ساتھ دیگر اولیاء اور صلحاء) کا اپنی قبروں میں زندہ ہونے کا بہت بڑا ثبوت ہیں۔ امام اہل سنت اعلیٰ حضرت احمد رضا خان بریلوی نے اپنی ایک کتاب میں درج ذیل واقعہ نقل کیا ہے۔

''دو بھائی اللہ کے راستے میں شہید ہو گئے۔ ان کا تیسرا بھائی بھی تھا جو زندہ تھا، جب اس کی شادی کا دن آیا تو دونوں شہید بھائی اس کی شادی میں شرکت کے لئے تشریف لائے، تیسرا بھائی بہت حیران ہوا اور کہنے لگا کہ تم تو مر چکے تھے، انہوں نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے ہمیں تمہاری شادی میں شرکت کے لئے بھیجا ہے چنانچہ ان دونوں بھائیوں نے اپنے تیسرے بھائی کا نکاح پڑھا اور واپس (عالم برزخ میں) چلے گئے۔''[1]

شہداء، اولیاء، صلحاء کو اپنی قبروں میں زندہ ثابت کرنے کے بعد ان سے حاجات طلب کرنا، مرادیں مانگنا، مشکل اور مصیبت میں انہیں پکارنا ان کے نام کی نذر و نیاز دینا ان کے مزاروں پر چڑھاوے چڑھانا اور عرس لگانا سب کچھ جائز اور صحیح ثابت ہو جاتا ہے۔ یہاں بھی قائلین سماع موتی کو وہی غلط فہمی ہوئی ہے جس کا ذکر اس سے پہلے ہم گزشتہ صفحات میں کر آئے ہیں کہ انہوں نے شہداء کی برزخی زندگی کو دنیا کی زندگی جیسا سمجھ لیا۔ برزخ میں ان کے کھانے پینے کو دنیا کے کھانے پینے جیسا سمجھ لیا، ان کے برزخ میں سننے اور بولنے کو دنیا میں سننے اور بولنے جیسا سمجھ لیا۔ اس بات کی وضاحت ہم پہلے کر چکے ہیں کہ برزخ کی زندگی ایک مکمل زندگی ہے جس میں مُردوں کا کھانا پینا، بولنا، سننا، دیکھنا، پہچاننا، سوچنا، خوش ہونا، سب کچھ ثابت ہے لیکن یہ سب دنیا کے کھانے، پینے، بولنے، سننے، دیکھنے، پہچاننے، سوچنے، خوش ہونے سے مختلف ہے تاہم مذکورہ دونوں آیات کے شان نزول سے بھی اصل حقیقت کو سمجھنے میں بہت مدد ملے گی، لہٰذا ہم یہاں دونوں مذکورہ آیات کا شان نزول بیان کرنا چاہیں گے۔

سورہ بقرہ کی آیت یہ ہے:

﴿وَ لاَ تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْيَآءٌ وَّ لٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ○﴾

[1] مجموعہ رسائل اعلیٰ حضرت، جلد اول، صفحہ 175

(154:2)

''اور جولوگ اللہ کی راہ میں مارے جائیں انہیں مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں لیکن تمہیں (ان کی برزخی زندگی کا) شعور نہیں۔'' (سورہ بقرہ، آیت 154)

سورہ بقرہ کی اس آیت میں شہداء کو ''زندہ'' کہنے کا شان نزول یہ ہے کہ جنگ بدر میں شہید ہونے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں کفار نے یہ کہا کہ ''فلاں فلاں مرگیا ہے اور زندگی کے عیش و آرام سے محروم ہوگیا ہے۔'' جس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ''شہیدوں کو مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں۔'' رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس آیت کا مطلب دریافت کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''شہداء کی روحیں سبز پرندوں کی شکل میں ایسی قندیلوں میں رہتی ہیں جو عرش الٰہی سے لٹکی ہوئی ہیں جب چاہتی ہیں جنت میں سیر کے لئے چلی جاتی ہیں، پھر ان قندیلوں میں واپس آجاتی ہیں۔ ایک بار ان کے رب نے ان کی طرف توجہ فرمائی اور پوچھا ''تمہاری کوئی خواہش ہے؟'' شہداء کی ارواح نے جواب دیا ''ہم جہاں چاہیں جنت کی سیر کرتی ہیں ہمیں اور کیا چاہئے۔'' اللہ تعالیٰ نے تین مرتبہ ان سے یہی سوال دریافت فرمایا۔ پھر جب شہداء کی ارواح نے دیکھا کہ جواب دیئے بغیر چھٹکارا نہیں تب انہوں نے جواب دیا ''اے ہمارے رب! ہم چاہتی ہیں کہ ہماری ارواح کو ہمارے اجسام میں لوٹا دے یہاں تک کہ ہم تیری راہ میں دوبارہ قتل کی جائیں۔'' جب اللہ تعالیٰ نے دیکھا کہ ان کی کوئی خواہش نہیں تو انہیں چھوڑ دیا۔'' (مسلم)

سورۃ آل عمران کی آیت یہ ہے:

﴿وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ ۝﴾

(169:3)

''اور جولوگ اللہ کی راہ میں مارے گئے انہیں مردہ نہ سمجھو، وہ (برزخ میں) زندہ ہیں اور اپنے رب کے ہاں رزق دیئے جاتے ہیں۔'' (سورہ آل عمران، آیت نمبر 169)

اس آیت میں شہداء کو زندہ کہنے کا شان نزول یہ ہے کہ جنگ احد میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکین مکہ سے مدینہ کے باہر کھلے میدان میں جنگ کرنے کا فیصلہ فرمایا تو منافقین کا گروہ یہ کہتے ہوئے جہاد سے

واپس آ گیا کہ مدینہ کے اندر رہتے ہوئے کفار مکہ سے جنگ کرنے کی ہماری تجویز قبول نہیں کی گئی لہٰذا ہم جنگ میں شریک نہیں ہوں گے۔ جنگ کے بعد منافقین نے یہ کہنا شروع کر دیا ''اگر ہماری تجویز مان لی جاتی تو مسلمان یوں جنگ میں نہ مرتے۔'' منافقین کے اس تبصرہ کا جواب اللہ تعالیٰ نے ان الفاظ میں دیا کہ ''اللہ کی راہ میں قتل ہونے والے مردہ نہیں بلکہ زندہ ہیں اور اپنے رب کے ہاں رزق دیئے جاتے ہیں۔''

سورہ آل عمران کی مذکورہ آیت کے حوالے سے جنگ اُحد میں شہید ہونے والے ایک صحابی حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کا واقعہ بھی حدیث میں آتا ہے کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے بیٹے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اے جابر! کیا میں تجھے وہ بات نہ بتاؤں جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے باپ سے کی ہے؟'' حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا ''کیوں نہیں؟'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''اللہ تعالیٰ نے کسی شخص سے بغیر حجاب کے بات نہیں فرمائی لیکن تیرے باپ سے بغیر حجاب کے (یعنی براہ راست) گفتگو فرمائی ہے اور کہا ہے اے میرے بندے! جو چاہتے ہو مانگو میں تمہیں دوں گا۔'' تمہارے باپ نے عرض کیا ''اے میرے رب! مجھے دوبارہ زندہ فرما تا کہ میں دوبارہ تیری راہ میں مارا جاؤں۔'' اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ''یہ بات تو ہماری طرف سے پہلے ہی طے ہو چکی ہے کہ مرنے کے بعد دنیا میں واپسی نہیں ہوگی۔'' تیرے باپ نے پھر عرض کیا ''اے میرے رب! اچھا تو میری طرف سے (اہل دنیا کو) میرا یہ پیغام (یعنی دوبارہ زندہ ہو کر شہید ہونے کی خواہش کرنا) پہنچا دیجئے۔'' (ابن ماجہ) تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ''جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل ہو جائیں انہیں مردہ نہ سمجھو بلکہ وہ زندہ ہیں اور اپنے رب کے ہاں رزق دیئے جاتے ہیں۔'' (سورہ آل عمران، آیت 169)

سورہ بقرہ اور سورہ آل عمران کی ان دونوں آیات کی تفسیر سے درج ذیل باتیں معلوم ہوتی ہیں۔

① شہداء کے اجسام قبر میں ہوتے ہیں لیکن ان کی ارواح کو شہادت کے بعد سیدھا جنت میں پہنچا دیا جاتا ہے۔
② شہداء کی ارواح کا جنت میں جانے کے بعد دنیا میں واپس آنا ناممکن ہے۔

کتاب و سنت کے مذکورہ دلائل کے ساتھ ساتھ شریعت کے درج ذیل احکام پر بھی ایک نظر ڈال لیجئے جو اس موقف کی مزید تائید کرتے ہیں کہ شہداء کی برزخی زندگی اس دنیا کی زندگی جیسی نہیں ہے۔

1. شہداء، اولیاء اور صلحاء کے مرنے کے بعد ان کی بیواؤں کو اسی طرح دوسرا نکاح کرنے کی اجازت ہے

جس طرح عام مسلمانوں کے مرنے کے بعدان کی بیواؤں کودوسرا نکاح کرنے کی اجازت ہے۔اگر شہداء،اولیاءاور صلحاءزندہ ہیں توان کی بیواؤں کودوسرے نکاح کرنے کی اجازت کیوں دی گئی ہے؟

2. شہداء،اولیاءاور صلحاء کے مرنے کے بعدان کی میراث بھی اسی طرح تقسیم کی جاتی ہے جس طرح عام مسلمانوں کے مرنے کے بعدان کی میراث تقسیم کی جاتی ہے۔اگر شہداء،اولیاء،اور صلحاءزندہ ہیں تو ان کی میراث تقسیم کرنے کا حکم کیوں دیا گیا ہے؟

3. شہداء،اولیاء صلحاء کومرنے کے بعدان کے لئے اسی طرح نماز جنازہ میں دعا مغفرت کی جاتی ہے جس طرح عام مسلمانوں کے مرنے کے بعدان کی نماز جنازہ میں دعا مغفرت کی جاتی ہے۔

4. شہداء،اولیاء،صلحاء کومرنے کے بعداسی طرح قبر میں دفن کیا جاتا ہے جس طرح عام مسلمانوں کو مرنے کے بعد قبر میں دفن کیا جاتا ہے۔اگر شہداء،اولیاءاور صلحاء مرنے کے بعداس دنیا جیسی زندگی کی طرح ہی زندہ ہیں تو پھر انہیں دفن کرنے کا حکم کیوں دیا گیا ہے؟

شہداء کی برزخی زندگی کے بارے میں کتاب وسنت کا یہ موقف اس قدر واضح اور غیر مبہم ہے کہ ایک عام پڑھالکھا مسلمان بھی یہ سمجھ سکتا ہے کہ اللہ اوراس کے رسول ﷺ کے ارشادات کے مطابق شہداء،اولیاء اور صلحاء کی ارواح قبروں میں نہیں ہیں، بلکہ جنت یا علیین میں ہیں اور وہ جنت یا علیین سے واپس دنیا میں آ سکتی ہیں نہ کسی پکارنے والے کی پکار سن سکتی ہیں نہ کسی مرادیں مانگنے والے کی مرادیں پوری کرسکتی ہیں نہ کسی کومراقبے یا مکاشفہ سے مل سکتی ہیں نہ کسی سے بات چیت کرسکتی ہیں۔ایسا باطل بے بنیاد اور لغو دعویٰ کرنے کی جسارت صرف وہی شخص کرسکتا ہے جس کے پیش نظر صرف اور صرف دنیاوی مفادات، دنیاوی مال ومتاع اور عز وجاہ جیسی چیزیں ہوں اور وہ اللہ کے حضور جواب دہی کو بالکل ہی بھولا ہوا ہو۔

رسول اکرم ﷺ کی برزخی زندگی:

رسول اکرم ﷺ کی برزخی زندگی کے بارے میں مسلمانوں میں دوگروہ پائے جاتے ہیں۔ایک گروہ کے نزدیک رسول اکرم ﷺ اپنی قبر میں اسی طرح زندہ ہیں جس طرح اس دنیا میں زندہ تھے۔ دوسرے گروہ کا عقیدہ یہ ہے کہ رسول اکرم ﷺ پراسی طرح موت واقع ہوئی جس طرح دوسرے انسانوں پر واقع ہوتی ہے،لہٰذااب وہ زندہ نہیں بلکہ فوت ہو چکے ہیں۔

اول الذکر گروہ کے عقائد کی چند جھلکیاں ملاحظہ ہوں:

① انبیاء کرام علیہم السلام کی حیات (برزخی) حقیقی، حسی و دنیاوی ہے۔ ان پر تصدیق وعدہ الٰہیہ کے لئے محض ایک آن کی آن موت طاری ہوتی ہے۔ پھر فوراً ان کو ویسے ہی حیات عطا فرما دی جاتی ہے۔ [1]

② حضور ﷺ کی زندگی اور وفات میں کوئی فرق نہیں۔ اپنی اُمت کو دیکھتے ہیں اور ان کے حالات، نیّات، ارادے اور دل کی باتوں کو جانتے ہیں۔ [2]

③ انبیاء کرام علیہم السلام کی قبور مطہرہ میں ازواج مطہرات پیش کی جاتی ہیں اور وہ ان سے شب باشی فرماتے ہیں۔ [3]

④ امام وقطب سیدنا احمد رفاعی رضی اللہ عنہ رسول اکرم ﷺ کے روضہ اقدس کے سامنے کھڑے ہوئے اور عرض کی دست مبارک عطا ہو کہ میرے لب اس سے بہرہ پائیں چنانچہ نبی اکرم ﷺ کا دست مبارک روضہ شریف میں سے ظاہر ہوا اور امام رفاعی نے اس پر بوسہ دیا۔ [4]

⑤ یہ ساڑھے چھ بجے (شام) کا وقت تھا کہ بارگاہ نبوت سجی تھی، مجھے تقریباً پچیس سال ہوئے ہیں کہ بارگاہ نبوت کی حاضری سے مشرف ہوں۔ شیخین کریمین امیر المومنین سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو بہت زیادہ متوجہ پایا۔ خصوصی اہتمام میں حضرت جی (مولانا اللہ یار خان) کو گھرا پایا۔ میں بے نوا ہمرکاب تھا، بہت شاندار اور عجیب طرح کا لباس حضرت کے زیب تن تھا۔ سر پر تاج جگمگا رہا تھا۔ خصوصی نشست بنی تھی۔ نبی رحمت تبسم کناں ابر رحمت برسا رہے تھے اور میں سوچ رہا تھا کہ عزت افزائی جو ایک بالکل انوکھی طرز پر ہے غالباً حضرت جی کو کوئی بہت ہی خاص منصب عطا ہو رہا تھا یہ کیفیت سارے چھ بجے سے پونے آٹھ بجے تک رہی۔ [5]

⑥ میری بیعت باطن، بلا واسطہ خود رسول اللہ ﷺ سے اس طرح ہوئی کہ میں نے دیکھا حضور ایک بلند جگہ پر رونق افروز ہیں اور سید احمد شہید کا ہاتھ آپ ﷺ کے دست مبارک میں ہے اور میں بھی اسی

---

[1] ملفوظات از احمد رضا خان بریلوی، حصہ سوم، صفحہ 276

[2] خالص الاعتقاد، صفحہ 39

[3] ملفوظات از احمد رضا خان بریلوی، حصہ سوم صفحہ 276

[4] مجموعہ رسائل از احمد رضا خان بریلوی، جلد اول، صفحہ 173

[5] ارشاد السالکین، حصہ اول، از حضرت مولانا محمد اکرم، صفحہ 19

مکان میں بوجہ ادب دُور کھڑا ہوں۔ حضرت سید نے میرا ہاتھ پکڑ کر حضور کے ہاتھ میں دے دیا۔ ❶

⑦ حضرت جی (مولانا اللہ یار خان) عام مجلس میں ذکر فرمایا کرتے تھے کہ مجھے حضور نے مُنڈی ہوئی داڑھی والے کسی شخص کو (دربار نبوی میں) ساتھ لانے سے منع فرمایا ہے حالانکہ حضرت جی بھی بالارادہ یہ نہیں کرتے تھے مگر اس کے بعد تو یہ حال ہوگیا کہ دربار نبوی کی حاضری کے وقت خاص خیال رکھا جاتا تھا اور رکھا جاتا ہے کہ کوئی ایسا ساتھی نہ ساتھ چلا جائے جس کی داڑھی منڈی ہو۔ ❷

''حیات النبی ﷺ'' کا عقیدہ رکھنے والے حضرات کے دعاوی کی یہ چند مثالیں ہیں جو ہم نے یہاں نقل کی ہیں۔ کتاب وسنت کی روشنی میں تجزیہ کریں کہ یہ عقائد درست ہیں یا غلط؟

آپ ﷺ کی وفات مبارک کے بارے میں کتاب وسنت کے حقائق درج ذیل ہیں:

① سورہ زمر میں ارشاد مبارک ہے:

﴿اِنَّکَ مَیِّتٌ وَّ اِنَّھُمْ مَّیِّتُوْنَ﴾ (30:39)

''اے محمد! بے شک تم بھی مرنے والے ہو اور یہ بھی مرنے والے ہیں۔'' (آیت 30)

اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے مرنے کے لئے جو لفظ عام مسلمانوں کے لئے استعمال فرمایا ہے وہی لفظ نبی اکرم ﷺ کے لئے بھی استعمال فرمایا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ جیسی موت دوسرے لوگوں پر واقع ہوتی ہے ویسی ہی موت رسول اکرم ﷺ پر واقع ہوئی۔

② سورہ انبیاء میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ مَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِکَ الْخُلْدَ اَفَائِنْ مِّتَّ فَھُمُ الْخَالِدُوْنَ○﴾ (21:34)

''تم سے پہلے بھی ہم نے کسی بشر کو ہمیشہ کی زندگی نہیں دی کیا تم مرجاؤ گے تو یہ ہمیشہ زندہ رہیں گے؟'' (آیت نمبر 34)

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے دو باتیں واضح فرمائی ہیں۔ پہلی یہ کہ آپ ﷺ سے پہلے جو انبیاء کرام علیہم السلام گزر چکے ہیں ان پر بھی موت آئی۔ دوسری یہ کہ تم پر بھی موت آنے والی ہے ابدی زندگی نہ ہم نے تم سے پہلے انبیاء کو دی نہ تمہیں دیں گے۔

---

❶ شمائل امدادیہ از حاجی امداد اللہ، صفحہ 108

❷ ارشاد السالکین، حصہ اول، صفحہ 80

③ جنگ اُحد میں آپ ﷺ کی شہادت کی خبر پھیل گئی تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میدان جنگ میں مایوس ہو کر بیٹھ گئے جس پر اللہ کریم نے یہ آیت نازل فرمائی:

﴿اَفَائِنْ مَاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰی اَعْقَابِکُمْ﴾(3:144)

''کیا اگر محمد (طبعی موت) مر جائیں یا (میدان جنگ میں) قتل کر دیئے جائیں تو تم لوگ الٹے پاؤں پھر جاؤ گے؟'' (سورہ آل عمران، آیت نمبر 144)

اگر چند لمحے وفات کے بعد پھر نبی کرم ﷺ کو وہی دنیا والی زندگی ملنے والی تھی تو پھر ارشاد الٰہی یوں ہونا چاہئے تھا کہ فکر نہ کرو، مرنے یا قتل ہونے کے باوجود محمد تمہارے درمیان موجود رہیں گے۔ تمہیں مایوس ہونے کی ضرورت نہیں۔ لیکن ایسا نہیں فرمایا گیا۔

④ سورہ آل عمران کی آیت میں اللہ پاک نے پہلے انبیاء کا حوالہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا ''انہیں بھی موت آئی لہٰذا تمہیں بھی آئے گی۔'' پہلے انبیاء میں سے دو کی موت کا واقعہ خود قرآن مجید میں بیان فرمایا گیا ہے، جو صراحتاً انبیاء کی وفات کی تصدیق کرتا ہے۔ سورہ سباء میں حضرت سلیمان علیہ السلام کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ''وہ لاٹھی کے سہارے کھڑے تھے کہ انہیں موت آ گئی اور وہ جنات جنہیں علم غیب کا دعوی تھا (یا جن کے بارے میں لوگوں کو گمان تھا کہ انہیں علم غیب ہے) کو لمبی مدت تک یہ معلوم ہی نہ ہو سکا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں۔'' ارشاد باری تعالیٰ ہے

﴿فَلَـمَّا قَضَيْنَا عَلَيْهِ الْمَوْتَ مَا دَلَّهُمْ عَلٰی مَوْتِهٖ اِلَّا دَآبَّةُ الْاَرْضِ تَاْكُلُ مِنْسَاَتَهٗ فَلَمَّا خَرَّ تَبَيَّنَتِ الْجِنُّ اَنْ لَّوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ الْغَيْبَ مَا لَبِثُوْا فِی الْعَذَابِ الْمُهِيْنِ۝﴾(34:14)

''پس جب ہم نے سلیمان پر موت کا حکم بھیجا تو جنات کو اس کی موت کا پتہ دینے والی چیز اس گھن کے سوا کوئی نہ تھی جو اس کے عصا کو کھا رہا تھا پھر جب سلیمان گر پڑا تو جنوں پر یہ بات کھل گئی کہ اگر وہ غیب جاننے والے ہوتے تو اس ذلت آمیز عذاب میں مبتلا نہ رہتے۔'' (سورۃ سبا آیت 14)

بعض اہل علم کے نزدیک حضرت سلیمان علیہ السلام کی موت کے بعد گھن کو عصا کھانے میں ایک سال کا عرصہ لگا اگر اسے چھ ماہ بھی شمار کریں تب بھی انبیاء کرام علیہم السلام پر لمحہ بھر کے لئے موت آنے اور پھر دنیاوی زندگی دئے جانے کا دعویٰ تو غلط ثابت کرنے کے لئے یہ عرصہ کافی ہے۔ فرمان الٰہی کے مطابق حضرت

سلیمان علیہ السلام وفات کے بعد جب تک کھڑے رہے اپنے عصا کے سہارے کھڑے رہے۔ اگر وہ زندہ نہ تھے تو عصا کے سہارے کی کیا ضرورت تھی؟ جب عصا کو گھن نے ختم کر دیا تو حضرت سلیمان علیہ السلام نیچے گر گئے، اگر وہ زندہ تھے تو نیچے کیوں گرے؟

سورۃ بقرہ میں اللہ تعالیٰ نے حضرت یعقوب علیہ السلام کی موت کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ''جب ان کی موت کا وقت قریب آیا تو اپنے بیٹوں کو بلایا اور پوچھا ﴿مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ بَعْدِیْ﴾ '' میرے بعد تم کس کی عبادت کرو گے؟'' بیٹوں نے جواب دیا ﴿ نَعْبُدُ اِلٰھَکَ وَاِلٰهَ اٰبَاۗءِکَ اِبْرٰھِیْمَ وَاِسْمٰعِیْلَ وَاِسْحٰقَ اِلٰھًا وَّاحِدًا﴾ '' ہم اسی ایک الٰہ کی بندگی کریں گے جو آپ کا اور آپ کے آباء واجداد ابراہیمؑ اسماعیل اور اسحاق کا الٰہ ہے۔'' (سورہ بقرہ آیت 133) اگر انبیاء علیہم السلام لمحہ بھر کی موت کے بعد دوبارہ حیات دنیوی کے ساتھ زندہ کر دیئے جاتے ہیں تو پھر حضرت یعقوب علیہ السلام اپنی وفات کے بعد اولاد کے بارے میں فکر مند کیوں ہوئے؟ اور ان سے یہ سوال پوچھنے کی ضرورت کیوں محسوس فرمائی کہ میرے بعد تم کس کی بندگی کرو گے؟ اگر انبیاء علیہم السلام مرنے کے بعد زندہ ہوتے ہیں تو پھر بیٹوں کو جواب تو یہ دینا چاہئے تھا کہ ابا جان! آپ ہمارے بارے میں فکر مند کیوں ہیں آپ دوبارہ حیات دنیوی کے ساتھ واپس آنے ہی والے ہیں ،آ کر دیکھ ہی لیں گے کہ ہم کس کی بندگی کر رہے ہیں؟ معلوم ہوتا ہے نہ باپ کا یہ عقیدہ تھا نہ بیٹوں کا کہ مرنے کے بعد انبیاء دوبارہ دنیوی زندگی دیئے جاتے ہیں بلکہ ان کا ایمان اسی موت پر تھا جو پہلے انبیاء کرام علیہم السلام پر آئی جس کے بعد اس دنیاوی زندگی کے ساتھ کبھی کوئی واپس نہیں آتا۔

⑤ حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ ایک عورت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور کچھ بات کہی۔ آپ ﷺ نے اسے دوبارہ کسی وقت آنے کا حکم دیا۔ عورت نے عرض کیا ''یا رسول اللہ ﷺ !اگر میں آؤں تو آپ موجود نہ ہوں؟ (راوی کہتے ہیں) گویا اس عورت کا اشارہ آپ ﷺ کی موت کی طرف تھا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''اگر مجھے نہ پاؤ تو ابوبکر رضی اللہ عنہ سے بات کر لینا۔'' (بخاری و مسلم)

حدیث شریفہ سے درج ذیل دو باتیں صاف صاف معلوم ہو رہی ہیں۔

① عہد نبوی ﷺ میں صحابہ کرام اور صحابیات رضی اللہ عنہم کا عقیدہ یہ تھا کہ رسول اکرم ﷺ کی وفات کے

بعد نہ ہم انہیں اپنی بات سنا سکتے ہیں نہ ان کی سن سکتے ہیں اور نہ وہ ہماری رہنمائی یا مدد کر سکتے ہیں۔

⑤ رسول اکرم ﷺ نے بھی امت کو یہ تعلیم کبھی نہیں دی کہ انبیاء علیہم السلام مرتے نہیں اگر میں فوت ہو جاؤں تو میری قبر پر آ کر بات کر لینا یا مرنے کے بعد بھی میں حیات دنیوی کی طرح زندہ رہوں گا، لہٰذا آ کر تمہاری بات سنوں گا بلکہ فرمایا ''میری وفات کی صورت میں ابوبکر رضی اللہ عنہ سے بات کر لینا۔''

⑥ رسول اکرم ﷺ کی وفات مبارک کے موقعے پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان بھی یہ بحث پیدا ہو گئی تھی کہ آپ ﷺ پر موت واقع ہوئی ہے یا نہیں؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جیسا کتاب وسنت کا عالم، دور اندیش اور فہم وفراست رکھنے والا صحابی بھی اس غلط فہمی میں مبتلا ہو گیا تھا کہ ''اللہ کی قسم! اللہ کے رسول فوت نہیں ہوئے اور نہ ہی انہیں موت آئے گی حتی کہ آپ ﷺ منافقوں کا قلع قمع کر دیں۔'' (ابن ماجہ) اس موقعہ پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے وہ عظیم الشان خطبہ ارشاد فرمایا جس نے قیامت تک کے لئے ''حیات النبی'' کا مسئلہ حل کر دیا۔ آپ کے الفاظ مبارک یہ تھے ﴿ مَنْ كَانَ يَعْبُدُ اللّٰهَ فَإِنَّ اللّٰهَ حَيٌّ لَا يَمُوْتُ وَمَنْ كَانَ يَعْبُدُ مُحَمَّدًا فَإِنَّ مُحَمَّدًا قَدْ مَاتَ ﴾ یعنی ''جو شخص اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا تھا اسے معلوم ہونا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ زندہ ہے اس کے لئے موت نہیں اور جو شخص محمد کی عبادت کرتا تھا اسے معلوم ہونا چاہیے کہ محمد فوت ہو چکے ہیں۔'' (ابن ماجہ) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا خطبہ سننے کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ''واللہ! ابوبکر رضی اللہ عنہ کا خطبہ سن کر میری تو کمر ہی ٹوٹ گئی، مجھ سے میرے پاؤں نہیں اٹھائے جا رہے تھے میں زمین کی طرف لڑھک کر رہ گیا کیونکہ اب مجھے یقین ہو چکا تھا کہ نبی اکرم ﷺ وفات پا چکے ہیں۔'' (بخاری)

⑦ رسول اکرم ﷺ کی وفات مبارک سے اہل بیت اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر غم واندوہ کا کوہ گراں آ پڑا۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے بڑے دکھی لہجے میں حضرت انس سے دریافت کیا ''انس! تم لوگوں نے رسول اکرم ﷺ پر مٹی ڈالنا کیسے گوارا کر لیا؟'' حضرت ثابت رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے وفات کے موقع پر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا دکھ بیان کرتے کرتے خود زار وقطار رونے لگتے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ''آپ ﷺ کی وفات سے مدینہ کی ہر چیز پر اندھیرا چھا گیا۔'' ''آپ ﷺ کی تدفین کے ساتھ ہی ہم نے اپنے دلوں کو نورِ نبوت سے محروم پانا شروع کر دیا۔'' سوال یہ ہے اگر رسول اکرم ﷺ کی

وفات مبارک لمحہ بھر کے لئے تھی تو اہل بیت، شیخین اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی دنیا کیوں اندھیر ہوگئی؟ آہنی اعصاب کے مالک حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی کمر کیوں ٹوٹ گئی؟

قرآن وحدیث کے مذکورہ دلائل سے ہٹ کر آیئے ایک اور پہلو سے اس مسئلہ کا جائزہ لیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات مبارک کے بعد سقیفہ بنی ساعدہ میں خلافت کے بارے میں جھگڑا ہوتا رہا۔ عہد صدیقی رضی اللہ عنہ میں مانعین زکاۃ اور ارتداد کے فتنے اٹھے' حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی مظلومانہ شہادت ہوئی' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان جنگ جمل اور جنگ صفین جیسی خونریز جنگیں ہوئیں۔ کربلا میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیارا نواسہ انتہائی بے دردی کے عالم میں شہید کردیا گیا۔ آج بھی دنیا کے مختلف خطوں میں ملت اسلامیہ پر کیسی کیسی قیامتیں ٹوٹ رہیں ہیں پھر یہ کیسی ''حیات'' ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ تو خلافت کے مسئلہ پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی رہنمائی فرمائی نہ مانعین زکاۃ اور ارتداد کے فتنوں میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو کوئی ہدایات دیں نہ اپنے قابل فخر داماد امیر عثمان رضی اللہ عنہ کی مدد فرمائی نہ جنگ جمل اور جنگ صفین رکوائی، نہ کربلا میں اپنے پیارے نواسے کو بچایا اور آج بھی جا بجا ملت اسلامیہ کافروں کا تختہ مشق بنی ہوئی ہے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم سب کچھ جانتے بوجھتے خاموش ہیں اور اپنی امت کی رہنمائی فرماتے ہیں نہ مدد فرماتے ہیں۔ ظالموں کو روکتے ہیں نہ ان کے خلاف کوئی حکم صادر فرماتے ہیں جبکہ دوسری طرف اولیاء کرام اور صوفیاء عظام کے ساتھ محفلیں منعقد فرمارہے ہیں، انہیں مناصب اور خلعتوں سے نواز رہے ہیں اور پوری دنیا میں ہونے والی مجالس درود وسلام میں شرکت فرمارہے ہیں۔

ہم پورے خلوص اور دردمندی کے ساتھ حیات النبی کے قائلین حضرات کی خدمت میں گزارش کریں گے کہ براہ کرم! غور فرمائیں ''حیات النبی'' کا عقیدہ پیش کرکے وہ رسول رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت اور عزت میں اضافہ کررہے ہیں یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت اور عظمت کا کوئی دوسرا ہی تصور پیش فرمارہے ہیں؟

حقیقت یہ ہے کہ آپ کی برزخی زندگی کے بارے میں جو بات کتاب وسنت سے ثابت ہے وہ یہ ہے کہ آپ کی برزخی زندگی دیگر تمام انبیاء، شہداء، اور اولیاء سے بڑھ کر اعلیٰ، افضل اور اکمل ہے، جو نہ اس دنیا کی زندگی جیسی ہے نہ آخرت کی زندگی جیسی ہے بلکہ اس کی اصل کیفیت صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا جسدِ اطہر مدینہ منورہ کی قبر مبارک میں اسی طرح تروتازہ موجود ہے جس طرح آج سے

چودہ سو سال قبل تدفین کے وقت تھا اور قیامت تک اسی طرح تروتازہ مکمل اور بے داغ رہے گا۔ آپ ﷺ کی روح مبارک جنت الفردوس کے اعلیٰ ترین مقام پر عرش الٰہی کے قریب موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے انہیں کھلاتا اور پلاتا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب!

ایک غلط فہمی کا ازالہ:

قبر میں رسول اکرم ﷺ کی دنیاوی زندگی جیسی زندگی ثابت کرنے کے لئے بعض حضرات درج ذیل احادیث پیش فرماتے ہیں۔

① ''جب کوئی شخص مجھے سلام کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ میری روح واپس لوٹا تا ہے اور میں جواب دیتا ہوں۔''
(ابوداؤد)

② ''مجھ پر کثرت سے درود بھیجا کرو اللہ میری قبر پر ایک فرشتہ مقرر فرمائے گا جب میرا کوئی امتی مجھ پر درود بھیجے گا تو یہ فرشتہ مجھے کہے گا: اے محمد! فلاں بن فلاں نے فلاں وقت آپ پر درود بھیجا ہے۔''
(دیلمی)

③ ''جمعہ کے روز کثرت سے مجھ پر درود بھیجا کرو جو آدمی جمعہ کے روز مجھ پر درود بھیجتا ہے وہ میرے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔'' (حاکم، بیہقی)

شیخ محمد ناصر الدین البانی رحمہ اللہ نے پہلی دونوں حدیثوں کو حسن اور تیسری حدیث کو صحیح کہا ہے۔ ان احادیث سے ''حیات النبی'' ثابت کرنے والے حضرات اسی غلط فہمی کا شکار ہوئے ہیں جس کا ذکر ہم اس سے پہلے ''برزخی زندگی کیسی ہے؟'' کے عنوان سے کر چکے ہیں۔ اس حقیقت سے انکار کی تو گنجائش ہی نہیں کہ رسول اکرم ﷺ برزخ میں تمام انبیاء، شہداء اور اولیاء سے اعلیٰ، افضل اور اکمل زندگی گزار رہے ہیں لیکن برزخی زندگی اس دنیا کی زندگی سے چونکہ بالکل مختلف ہے لہٰذا اس کا اس دنیا کی زندگی سے تقابل کرنا ہی غلط ہے۔ انسان کو وہ فہم اور شعور ہی نہیں دیا گیا جس سے وہ اس دنیا میں رہ کر برزخی زندگی کو سمجھ سکے۔
(ملاحظہ ہو سورہ بقرہ، آیت 154)

غور فرمایئے! لوگوں کے سلام کا جواب دینے کے لئے آپ ﷺ کی روح مبارک کو جسدِ اطہر میں

لوٹانے کی کئی صورتیں ہوسکتی ہیں۔ مثلاً ہر شخص کے سلام پر آپ ﷺ کی روح مبارک جسدِ اطہر میں لوٹائی جائے یا دن میں ایک بار کسی وقت لوٹائی جائے یا ہفتہ میں ایک بار یا مہینہ یا سال میں ایک بار اور تمام لوگوں کا اکٹھا سلام آپ ﷺ کو پہنچا دیا جائے۔ اور آپ ﷺ ان سب کا اکٹھا جواب ارشاد فرما دیں۔ روح جسدِ اطہر میں لوٹانے کی ان میں سے کوئی ایک صورت ہے یا ان سب کے علاوہ کوئی اور ہی صورت ہے۔ یہ حقیقت صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتے ہیں۔ یہی معاملہ درود شریف کا ہے کیا وہ روزانہ آپ ﷺ تک پہنچائے جاتے ہیں یا جمعہ کے دن جیسا کہ آپ ﷺ کا ارشاد مبارک ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ سارے امور ایسے ہیں جن کا علم اللہ کے سوا کسی کو نہیں۔ ہمارے لئے ان تمام باتوں پر ایمان لانا واجب ہے، لیکن ان کی کیفیت کو سمجھنا ہمارے لئے ممکن ہی نہیں اور ضروری بھی نہیں۔ کسی بات پر ایمان لانا اس کی کیفیت کو سمجھنے کے ساتھ مشروط نہیں ہے۔ کتنی ہی باتیں ایسی ہیں جن پر ہمارا ایمان ہے لیکن ان کی کیفیت کو ہم اس دنیا کی زندگی میں سمجھنے سے بالکل قاصر ہیں۔ مثلاً رات کے آخری حصہ میں اللہ تعالیٰ کے آسمان اول پر نازل ہونے پر ہمارا ایمان ہے لیکن اس کی کیفیت معلوم نہیں۔ کراماً کاتبین کے نامہ اعمال تیار کرنے پر ہمارا ایمان ہے، لیکن اس کی کیفیت ہمیں معلوم نہیں۔ قیامت کے روز اعمال کے تلنے پر ہمارا ایمان ہے لیکن اس کی کیفیت ہمیں معلوم نہیں۔ رسول اکرم ﷺ کے معراج پر ہمارا ایمان ہے، لیکن اس کی کیفیت معلوم نہیں۔ ایسی چند ایک نہیں بلکہ سینکڑوں مثالیں دی جاسکتی ہیں جن پر ہمارا ایمان ہے لیکن ان کی کیفیت ہمیں معلوم نہیں۔ برزخی زندگی میں رسول اکرم ﷺ کی روح مبارک کا جسدِ اطہر میں لوٹایا جانا، آپ ﷺ کا لوگوں کے سلام کا جواب دینا، فرشتوں کا آپ ﷺ تک لوگوں کا درود پہنچانا، جمعہ کے دن کا درود آپ ﷺ کے سامنے پیش کیا جانا یہ سارے امور بھی انہی میں سے ہیں جن کی کیفیت اور حقیقت کو سمجھنا ہمارے لئے ممکن نہیں، لیکن ان پر ایمان لانا واجب ہے، لہٰذا ان احادیث سے نہ تو رسول اکرم ﷺ کا اپنی قبر مبارک میں زندہ ہونا ثابت ہوتا ہے اور نہ ہی ان احادیث سے یہ قیاس درست ہے کہ چونکہ آپ ﷺ ہمارا سلام سنتے اور اس کا جواب دیتے ہیں لہٰذا ہماری دیگر داد فریاد اور دعا پکار بھی سنتے ہیں اور اس کا جواب دیتے ہیں یا

ہماری مرادیں اور حاجتیں پوری فرماتے ہیں یا ہمارے لئے استغفار کرتے ہیں یا قبر سے باہر تشریف لا کر اولیاء کرام کے ساتھ مجالس منعقد فرماتے ہیں۔

یہ تمام قیاسات قطعاً باطل اور گمراہ کن ہیں۔ کتاب وسنت کی تعلیمات سے ان کا کوئی واسطہ نہیں جتنی بات اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے بتائی ہے وہ بلا تامل کہنی چاہئے اور اس پر ایمان لانا چاہئے، جو بات اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے نہیں فرمائی اپنے قیاس سے کوئی بات بنا کر اللہ اور اس کے رسول کی طرف منسوب کرنے سے ہزار بار پناہ مانگنی چاہئے۔ ارشاد نبوی ہے:

((مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ))

''جس نے جان بوجھ کر میری طرف جھوٹ منسوب کیا وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے۔'' (بخاری ومسلم)

عذاب قبر روح کو ہوتا ہے یا جسم کو؟

قبر میں ثواب یا عذاب کی تفصیلات پڑھنے کے بعد قدرتی طور پر یہ سوال ذہن میں آتا ہے کہ عالم برزخ میں ثواب یا عذاب جسم کو ہوتا ہے یا روح کو یا دونوں کو؟

اہل علم نے اس موضوع پر طویل بحثیں کی ہیں، بعض حضرات کا خیال ہے کہ جسم کو کچھ عرصہ کے بعد مٹی کھا جاتی ہے جبکہ ثواب یا عذاب تو قیامت تک باقی رہتا ہے لہٰذا یہ ثواب یا عذاب روح کو ہوتا ہے۔ بعض حضرات کا خیال ہے کہ برزخ میں ثواب یا عذاب کا تعلق چونکہ قبر سے ہے، قبر مومن پر فراخ کی جاتی ہے، قبر میں روشنی کی جاتی ہے، کافر پر اژدھے قبر میں ہی مسلط کئے جاتے ہیں، قبر کی دیواریں بار بار میت کو جکڑتی ہیں اور قبر میں صرف جسم ہی ہوتا ہے، لہٰذا ثواب یا عذاب جسم کو ہوتا ہے خواہ اس کا کوئی ایک ذرہ ہی باقی رہ گیا ہو۔ بعض حضرات کا موقف یہ ہے کہ الگ الگ ہونے کے باوجود روح اور جسم کے درمیان ایک غیر مرئی تعلق قائم رہتا ہے، لہٰذا ثواب یا عذاب دونوں کو ہوتا ہے۔

ہمارے نزدیک یہ مسئلہ بھی انہیں مسائل میں سے ہے جن پر ایمان لانا واجب ہے، لیکن ان کی کیفیت کو سمجھنا ممکن نہیں۔ اللہ تعالیٰ اس بات پر پوری طرح قادر ہیں کہ چاہیں تو مٹی میں رُل مل جانے والے جسم کو ثواب یا عذاب دیں، چاہیں تو روح کو دیں اور چاہیں تو روح اور جسم دونوں کو دیں۔ ہمارے

نزدیک یہ ایک بے مقصد اور لاحاصل بحث ہے جس میں پڑ کر نہ ہم اپنا وقت ضائع کرنا چاہتے ہیں نہ قارئین کرام کا۔ اگر اس بحث کا ہماری ہدایت کے ساتھ کچھ بھی تعلق ہوتا تو رسول رحمت ﷺ اس کی ضرور وضاحت فرما دیتے، لہٰذا ہمیں اتنی بات پر ہی اکتفا کرنا چاہئے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے بتائی کہ عذابِ قبر حق ہے اس سے پناہ مانگا کرو۔ هٰذَا مَا عِنْدِیْ وَ الْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰهِ وَ هُوَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ

وَ صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى نَبِیِّنَا مُحَمَّدٍ وَ آلِهٖ وَ صَحْبِهٖ اَجْمَعِیْنَ

☪☪☪

فَاعْتَبِرُوْا یَا اُولِی الْاَبْصَارِ
دیدۂ بینا رکھنے والو! عبرت حاصل کرو

(عذابِ قبر اور ثوابِ قبر کے چند عبرت آموز واقعات)

عذابِ قبر یا ثوابِ قبر کے بعض واقعات گاہے گاہے اخبارات اور جرائد میں شائع ہوتے رہتے ہیں یا سننے میں آتے رہتے ہیں۔ایسے واقعات کی تصدیق یا تردید کرنا چونکہ مشکل ہوتا ہے، لہٰذا انہیں تحریر کرنے میں مجھے تامل تھا۔اسی دوران بخاری شریف میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کا عہد نبوی کا بیان کردہ ایک واقعہ نظر سے گزرا جس سے اس بات کا قدرے اطمینان ہو گیا کہ خلاف عادت واقعات کا ظہور پذیر ہونا کم از کم ناممکن نہیں۔شائد بندوں پر رحم فرمانے والی ذات ایسے واقعات کے ذریعے قلب سلیم رکھنے والے لوگوں کے لئے سامان عبرت مہیا کرنا چاہتی ہو۔درج ذیل واقعات اسی مقصد کے لئے شامل اشاعت کئے جا رہے ہیں۔امید ہے کہ انہیں پڑھنے کے بعد سعید روحیں ان سے عبرت حاصل کریں گی تاہم ان واقعات کی صحت کی ذمہ داری راویوں پر ہے یا ان رسائل و جرائد پر جن کا ساتھ حوالہ دیا گیا ہے۔

① عہد نبوی کا واقعہ:

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک عیسائی آدمی مسلمان ہوا اور اس نے سورہ بقرہ اور سورہ آل عمران پڑھ لی اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے وحی کی کتابت کرنے لگا بعد میں مرتد ہو گیا اور کہنے لگا

''محمد (ﷺ) کو تو کسی بات کا پتہ ہی نہیں جو کچھ میں لکھ دیتا ہوں بس وہی کہہ دیتے ہیں۔'' اللہ تعالیٰ نے جب اسے موت دی تو عیسائیوں نے اسے دفن کر دیا، صبح ہوئی تو لوگوں نے دیکھا کہ قبر نے اسے باہر نکال پھینکا ہے۔ عیسائیوں نے کہا'' یہ محمد ﷺ اور ان کے ساتھیوں کا کام ہے کیونکہ وہ ان کے دین سے بھاگ کر آیا ہے، لہٰذا انہوں نے اس کی قبر کھود کر لاش باہر پھینکی ہے۔'' اگلے روز عیسائیوں نے نئی قبر کھود کر اسے پہلے کی نسبت زیادہ گہرا دفن کیا، لیکن جب صبح ہوئی تو لوگوں نے دیکھا کہ قبر نے پھر اسے باہر نکال پھینکا ہے۔ عیسائیوں نے پھر الزام لگایا کہ محمد ﷺ اور ان کے اصحاب کا کام ہے چونکہ وہ ان کے دین سے بھاگ کر آیا ہے، لہٰذا انہوں نے اس کی قبر کھود کر لاش باہر نکال پھینکی ہے۔ عیسائیوں نے پھر اس کی قبر بنائی اور اسے اتنا گہرا کھودا جتنا کھود سکتے تھے۔ اگلی صبح قبر نے پھر اسے نکال باہر پھینکا۔ تب عیسائیوں کو یقین ہو گیا کہ یہ مسلمانوں کا فعل نہیں اور انہوں نے اس کی لاش ایسے ہی چھوڑ دی۔ ❶

② قبر کا بچھو:

جنگ عظیم دوم کے دوران محوری طاقتوں کی ہندوستان پر بمباری کے دوران انگریزی فوج کو سنگاپور اور برما میں ہتھیار ڈالنے پڑے۔ انگریز جرنیل نے ہتھیار ڈالتے وقت فوجیوں کو اجازت دے دی کہ جو فوجی فرار ہو کر جانیں بچا سکتے ہیں وہ فرار ہو جائیں۔ فوج کے ایک میجر طفیل اپنے ایک ساتھی میجر نہال سنگھ کے ساتھ فرار ہوئے۔ میجر طفیل بیان کرتے ہیں کہ ہم دونوں اندھیری رات میں گھوڑوں پر سوار ہو کر نکلے اور برما کے محاذ سے سرپٹ بھاگے، برما گھنے، گنجان، تاریک اور خطرناک جنگلوں کا ملک ہے جن میں سے گزرنا بڑا مشکل کام تھا۔ بہر حال ہم نے اندازے سے ہندوستانی صوبہ آسام کا رخ کیا جہاں جاپانی بمباری کے باوجود ہنوز انگریزی تسلط برقرار تھا۔ گھنے جنگلوں میں ہم لکڑیوں سے راستہ کاٹتے چھانٹتے چلے جا رہے تھے۔ دنوں کی گنتی نہ راتوں کا شمار یاد رہا۔ کھانے پینے کا سامان ختم ہوتا جا رہا تھا۔ جنگلی پھلوں اور ندی نالوں کے پانی پر گزارہ ہونے لگا۔ بعض دفعہ درندوں اور خطرناک سانپوں سے بھی واسطہ پڑا مگر ان سے بچ بچا کر نکلتے گئے۔

ایک دن اچانک سامنے کھلی جگہ پر قبرستان دکھائی دیا۔ پچیس تیس قبریں ہوں گی۔ اچانک ایک قبر سے

---

❶ بخاری، کتاب المناقب، باب علامات النبوۃ فی الاسلام

مردے کی تقریباً آدھی نعش باہر نکلی ہوئی، کچھ گلی سڑی اور کچھ بچی ہوئی دکھائی دی۔ اس پر ایک چھوٹے سائز کے کچھوے کے برابر بچھو بیٹھا اسے بار بار ڈنگ مارتا تھا اور نعش سے خوفناک چیخیں نکلتی تھیں بعینہ جیسے وہ بھیانک بچھو کسی جیتے جاگتے انسان کو کاٹتا تو اس کی شدت درد سے چیخیں نکلتیں، جو زندہ انسانوں اور جانوروں کو دہلانے بلکہ بے ہوش کرنے کے لئے کافی ہوتیں۔ یہ ایک خاصا وحشت ناک اور دہشت انگیز منظر تھا۔ میجر نہال سنکھ نے میرے منع کرنے کے باوجود بچھو پر گولی چلا دی۔ ایک شعلہ سا نکلا لیکن بچھو پر کوئی اثر نہ ہوا۔ نہال سنکھ نے گولی چلانے کی نیت سے دوبارہ نشانہ لیا تو میں نے اسے سختی سے منع کیا اور اپنی راہ لینے کے لئے کہا، لیکن میجر نہال سنگھ آخر سکھ تھا اس نے میری بات سنی ان سنی کر دی اور بظاہر قبرستان کے ایک مردے کو بچھو سے بچانے کے لئے دوبارہ گولی داغ دی۔ پھر ایک شعلہ سا نکلا لیکن بچھو پر کوئی اثر نہ ہوا۔ اس پر بچھو نعش کو چھوڑ کر ہماری طرف بڑھا۔ میں نے نہال سنگھ سے کہا کہ اب بھاگو یہاں سے بچھو کا نعش چھوڑ کر ہماری طرف بڑھنا خطرے سے خالی نہیں۔

ہم نے گھوڑے دوڑا دیئے۔ خاصی دور آگے جا کر پیچھے نظر ڈالی تو بچھو ہمارے تعاقب میں تیزی سے چلا آ رہا تھا۔ ہم نے گھوڑوں کو پھر ایڑ لگائی۔ چند میل آگے جا کر ایک ندی سامنے آ گئی جو خاصی گہری معلوم ہوتی تھی۔ ہم تھوڑی دیر کے لئے رک کر سوچنے لگے کہ ندی میں گھوڑے ڈال دیں یا کنارے کنارے چل کر کوئی پل، گھاٹ وغیرہ تلاش کیا جائے، لیکن ابھی کوئی فیصلہ نہ کر پائے تھے کہ دیکھا وہی بچھو ہمارے قریب پہنچا ہی چاہتا ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ جنگ آزمودہ اور مسلح فوجی ہونے کے باوجود ہم پر سخت گھبراہٹ طاری ہوگئی اور ہمارے گھوڑے ٹاپو مارنے لگے جیسے وہ بھی بچھو سے خوفزدہ ہو گئے ہوں۔ بچھو کا رخ نہال سنگھ کی طرف تھا۔ نہال سنگھ نے خوف اور حواس باختگی کے عالم میں اپنا گھوڑا ندی میں ڈال دیا۔ اس کے تعاقب میں بچھو بھی ندی میں اتر گیا۔ خدا جانے بچھو نے اُسے پاؤں یا ٹانگ یا جسم کے کس حصے پر کاٹا کہ گھوڑے نے بھی اس غیر معمولی قسم کی بلائے بے درماں بچھو کی آمد سے خوف محسوس کیا۔ اس پر کپکپی سی طاری ہوگئی۔ نہال سنگھ نے کربناک چیخ کے ساتھ مجھے پکارا "طفیل! میں ڈوب رہا ہوں، جل رہا ہوں، مجھے بچھو سے بچاؤ، بچاؤ۔" میں نے بھی گھوڑے کو ندی میں ڈال دیا اور سہارے کے لئے بایاں ہاتھ نہال سنگھ کی طرف بڑھایا جسے اس نے مضبوطی سے پکڑ لیا، لیکن مجھے ایسا محسوس ہوا کہ وہاں ندی کا عام پانی نہیں بلکہ آگ کا زہریلا لاوہ بہہ رہا ہے جو نہ

صرف میرے ہاتھ کو جلا ڈالے گا بلکہ میرے باقی جسم کو بھی مکئی کے بھٹے کی طرح ابال کر رکھ دے گا۔ میں نے اوسان بحال رکھے اور جلدی سے فوجی لکڑی نکالی اور اپنا بایاں بازو کاٹ کر پھینک دیا۔ میں نے اپنے آپ کو نہال سنگھ کی گرفت سے چھڑا لیا تھا، لہٰذا جلدی سے گھوڑے سمیت کنارے کا رخ کیا۔ میجر نہال سنگھ مجھے آوازیں دیتے دیتے اور درد سے چیختے کراہتے گھوڑے سمیت کھولتے پانی کی دیگ میں ڈوب چکا تھا اور سطح آب پر بڑے بڑے اونچے آتشیں بلبلے اٹھ رہے تھے۔ کنارے کے قریب پانی کا درجہ حرارت نارمل معلوم ہوا۔

وہ قہر خداوندی......بچھو......اپنا کام کر کے جا چکا تھا مجھے کہیں دکھائی نہ دیا۔ اللہ کے لشکروں میں سے وہ اکیلا ایک غیبی لشکر کے مانند تھا۔ اس نے مجھ سے کوئی تعرض نہیں کیا۔ غالباً جدھر سے آیا تھا ادھر ہی کو اپنے اصل کار مفوضہ کی طرف لوٹ گیا۔ ❶

③ ٹیڑھی قبر :

گزشتہ روز ایک پولیس افسر کو سپرد خاک کیا جانے لگا تو اس کی قبر ٹیڑھی ہوگئی۔ جب نئی قبر کھودی گئی تو وہ بھی ٹیڑھی ہوگئی آغاز میں لوگوں نے اسے گورکن کا قصور سمجھا، مگر جب یکے بعد دیگرے پانچ بار قبر کھودی گئی اور بار بار ٹیڑھی ہوتی رہی تو جنازہ میں شریک لوگوں نے مل کر میت کے لئے مغفرت کی دعا کی اور پانچویں بار زبردستی میت قبر میں اتار دی گئی حالانکہ قبر پہلے کی طرح ہی ٹیڑھی تھی۔ یہ واقعہ راولپنڈی کے مشہور قبرستان اُترامرال میں پیش آیا۔ ❷

④ قبر میں سانپ اور بچھو:

نارنگ منڈی (ضلع شیخوپورہ) کے نواحی قصبے جئے سنگھ والا میں دو متحارب گروپوں کے درمیان فائرنگ ہوئی جس سے تین افراد ہلاک ہوگئے۔ ان میں سے ایک آدمی کو اس کے ورثاء تابوت میں بند کر کے دفن کرنے کے لئے لائے اور قبر کھودی تو اس سے سانپ اور بچھو نکل آئے۔ ورثاء نے خوف زدہ ہو کر دور سے ہی قبر پر مٹی ڈال دی اور تابوت واپس لے گئے۔ ❸

---

❶ قبر کا بچھو، اردو ڈائجسٹ، اپریل 1992ء

❷ روزنامہ جنگ، لاہور، 17 دسمبر 1990ء، جمادی الاولیٰ 1411ھ، بروز پیر

❸ روزنامہ نوائے وقت، لاہور 9 اگست 1993ء

⑤ قبر میں لرزش:

گوجرانوالہ کے نواحی قصبہ کھیالی کے قبرستان میں دفن کی جانے والی خاتون کی قبر میں لرزش کے واقعے نے علاقے میں خوف وہراس پھیلا دیا۔تفصیلات کے مطابق عورت کو جب قبر میں دفن کیا گیا تو وہاں موجود لوگوں نے محسوس کیا کہ مرحومہ کی قبر لرز رہی ہے۔بعض لوگوں نے قبر کے ساتھ کان لگا کر آواز سنی تو قبر کے اندر سے ٹھک ٹھک کی آوازیں اور دھمک سنائی دی، چنانچہ ایک معروف عالم دین سے رابطہ کیا گیا تو انہوں نے میت کو کسی دوسری جگہ دفن کرنے کا مشورہ دیا جس پر لوگوں نے اس عالم کی موجودگی میں ہی قبر کھود ڈالی جونہی تختے ہٹائے گئے تو عجیب وغریب سی تیز قسم کی بو سے گورکن کو قے کے دورے آنے لگے جس پر قبر دوبارہ بند کر دی گئی اور میت کے لئے مغفرت کی دعا کی گئی جس کے بعد آہستہ آہستہ لرزش ختم ہوگئی۔❶

⑥ سانپ سانپ:

ایک زمیندار گھرانے کی صاحب حیثیت ماں باپ کی اکلوتی اولاد کو ورثہ میں بہت بڑی جائیداد، ڈھیروں سونا اور نقد روپے ملے۔روپیہ اللہ کی راہ میں خرچ کرنے سے اسے سخت کوفت ہوتی۔اگر کوئی خاتون اسے مسجد، مدرسہ وغیرہ بنوانے یا کسی یتیم اور بیوہ کو مدد کرنے کا کہتی تو اس کا چہرہ مکدر ہو جاتا۔ میں نے آخری بار اسے 1968ء میں بستر مرگ پر بے ہوشی کی حالت میں سول ہسپتال لاہور کے انتہائی نگہداشت (i.c.u) وارڈ میں دیکھا۔اس کی نبضیں ڈوب چکی تھیں، سانس رک رک کر وقفوں وقفوں سے آرہی تھی، آنکھیں پتھرا چکی تھیں۔ڈاکٹر صاحب قریب کھڑے تھے تاکہ اس کی موت کا سرٹیفکیٹ دے کر رخصت ہوں۔اچانک اس کے بدن نے حرکت شروع کر دی،اس کے چہرے پر خوف کے آثار نمودار ہوئے، رونگٹے کھڑے ہوگئے،جسم سے پسینہ بہہ نکلا،اس کے ہونٹ ہلنے لگے۔سب لوگوں نے سنا کہ وہ تھرائی ہوئی آواز میں ''سانپ سانپ'' کہہ کر اس سے بچنے کے انداز میں ہاتھ پاؤں ہلا رہی تھی۔ میں یہ مشاہدہ کر کے خوف زدہ ہوگیا اور ڈاکٹر صاحب سے پوچھا ''طبی نقطہ نظر سے آپ اس کی آخری حرکت کو کیا نام دیں گے؟'' ڈاکٹر صاحب نے بھی حیرت کا

---

❶ 1۔روزنامہ نوائے وقت،لاہور 23 جون 1993ء

اظہار کرتے ہوئے کہا ”میرے لئے یہ مشاہدہ کسی طبی معجزے سے کم نہیں، یہ حرکت اور سانپ سانپ کی آوازیں بلاشبہ ایک میت کے منہ سے نکلی ہیں اس گہری بے ہوشی کے عالم میں وہ بول سکتی تھی نہ حرکت کرسکتی تھی۔ ❶

یہ چند واقعات عذابِ قبر (یا برزخ) سے متعلق تھے۔اب چند ایک واقعات ثوابِ قبر کے متعلق بھی پڑھ لیجئے۔

① قبر سے خوشبو:

ڈاکٹر سید زاہد علی واسطی راوی ہیں ”میں ون یونٹ کے زمانے میں رتو ڈیرو، ضلع لاڑکانہ میں بحیثیت میڈیکل آفیسر تعینات تھا۔ایک روز ایک پولیس ہرکارہ کاغذات لے کر آیا کہ قبر کشائی کرنی ہے۔ سول سرجن ضلع کے تمام ہسپتالوں کا مہتمم ہوتا تھا۔ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے قبر کشائی کے لئے بورڈ تشکیل دیا، تو ڈاکٹر محمد شفیع صاحب، سول سرجن کے ساتھ، میں بھی شامل تھا۔یہ قبرستان رتو ڈیرو سے دو میل دُور ایک گاؤں میں تھا جس کا نام اب ذہن سے محو ہو گیا ہے۔پولیس کاغذات سے معلوم ہوا کہ یہ ایک عورت کی لاش ہے جو تقریباً دو ماہ قبل دفن کردی گئی تھی۔اس کے شوہر نے اس وجہ سے قتل کردیا تھا کہ اس عورت کے کسی آدمی سے ناجائز تعلقات تھے۔

مقررہ دن میں اس گاؤں کے وڈیرے کے ڈیرے پر پہنچ گیا۔سول سرجن لاڑکانہ بھی آ گئے تھے۔ ڈیرہ دار کا اصرار تھا کہ چائے پی کر روانہ ہوں۔مجسٹریٹ صاحب آ گئے۔پولیس قبرستان پہنچ چکی تھی۔ جب چائے آئی تو معلوم ہوا کہ یہ چائے نہیں مکمل لنچ تھا۔اس دوران عجیب انکشافات ہوئے۔ معلوام ہوا کہ یہ عورت بہت نیک تھی، جس کی عمر بمشکل ستائیس برس تھی۔نماز روزے کی پابند تھی، پانچ سال شادی کو ہو گئے تھے، مگر اولاد نہیں تھی۔شوہر کے تعلقات کسی اور عورت سے ہو گئے تھے اور وہ اس بیوی کو راستے سے ہٹانا چاہتا تھا اور الٹا الزام لگا کر کہ تیرے مراسم فلاں آدمی سے ہیں، روز مارتا تھا۔وہ شخص، جس سے تعلقات کا الزام لگایا گیا تھا، اس عورت کے باپ سے بھی بڑا تھا۔ایک دن صبح کے وقت وہ بدنصیب بستر پر مردہ پائی گئی۔ جتنے منہ اتنی باتیں۔کوئی کچھ کہتا کوئی کچھ،

❶ دولت سے محبت کا انجام، از محمد اکرم رانجھا ہفت روزہ الاعتصام، لاہور ستمبر 1999ء

مگر حالات سے محسوس ہوتا تھا کہ عورت بے گناہ تھی۔

قبر کشائی ہر اک کے بس کی بات نہیں ہوتی۔ ہم ڈاکٹر لوگ تو اس کے عادی ہوتے ہیں۔ قبر کے اندر کی گھٹن اور لاش کی کیفیت بڑے بڑے دل والوں سے نہیں دیکھی جاتی۔ میں نے سو کے قریب قبر کشائیاں کیں، مگر کبھی مجسٹریٹ یا پولیس والوں کو قریب آنے کی ہمت نہ ہوئی۔ وہ ڈیوٹی پر لازم ہوتے، مگر دور جا کر بیٹھ جاتے۔

اس دن حسب معمول قبر کھودنے والے نے قبر کھودی اور مٹی ہٹائی۔ ہم لوگ سرہانے کھڑے تھے اور آنے والے لمحات سے نبرد آزمائی کے لئے ذہنی طور پر تیار تھے۔ یک لخت قبر کے اندر سے عطر بیز مہک نکلی جیسے ہم کسی چنبیلی کے باغ میں کھڑے ہوں۔ میں نے قبر کے اندر جھانک کر دیکھا کہ دفناتے وقت کسی نے پھول تو نہیں رکھ دیئے، حالانکہ یہ خام خیالی تھی۔ اگر پھول رکھے بھی ہوتے تو لاش کی مخصوص بو پھولوں سے زیادہ تیز ہوتی ہے۔ بعد میں سول سرجن نے بتایا کہ یہی خیال انہیں آیا۔ جوں توں میت باہر نکالی، تو خوشبو کی لپٹوں سے دل ودماغ معطر ہو گئے۔ اتنی دیر میں خوشبو دور تک پھیل گئی۔ تھانیدار اور مجسٹریٹ بھی اٹھ کر قریب آ گئے۔ وہاں پولیس نہ ہوتی تو ایک مجمع لگ جاتا۔ ڈاکٹر شفیع بولے: ''سائیں! دیکھو خوشبو ایسی ہے جیسے ہم جنت کے باغ میں کھڑے ہوں۔'' سبحان اللہ، سبحان اللہ، کہتے ان کی زبان تھک رہی تھی۔ لاش دیکھی تو انتہائی تروتازہ، چہرہ مجلّاء ومصفا۔ معلوم ہوتا تھا مقتولہ آرام سے سو رہی ہے۔ پولیس والے بولے: ''رب کی شان! یہ ثابت ہو گیا کہ مائی پر جھوٹا الزام لگایا گیا تھا۔'' میں پیچھے ہٹا تو سول سرجن بھی ہٹ گئے۔ ہمارا دل نہیں چاہ رہا تھا کہ اس لاش کا پوسٹ مارٹم کریں۔

اتنے میں اس کا شوہر، جو بیوی کی ہلاکت کے بعد مفرور ہو گیا تھا، چیخیں مارتا نہ معلوم کہاں سے آ گیا اور پولیس والوں سے کہنے لگا: ''مجھے گرفتار کر لو، میری بیوی بے قصور تھی۔ اس پر جھوٹا الزام تھا......'' پولیس اور مجسٹریٹ موجود تھے۔ اس کا بیان لیا گیا جس میں اس نے اعتراف جرم کر لیا، مگر پوسٹ مارٹم نہ ہونے دیا۔ [1]

[1] میڈیکل آفیسر کی پر اسرار ڈائری، از ڈاکٹر سید زاہد علی واسطی، اردو ڈائجسٹ، لاہور، نومبر 1996ء

② میت سے خوشبو:

ہمارے دادا مرحوم نور الٰہی رحمہ اللہ کے چھوٹے بھائی حافظ عبدالحی رحمہ اللہ حافظ قرآن تھے، بہت ہی نیک متقی اور صالح بزرگ تھے، نوے سال کے لگ بھگ عمر پائی۔ عمر بھر کتاب وسنت کی دعوت اور تبلیغ میں بسر کی۔ رزق حلال کا اس قدر خیال رکھتے کہ ایک دفعہ لاہور سے اپنے گاؤں منڈی وار برٹن (ضلع شیخوپورہ) آ رہے تھے۔ جیب میں پیسے نہیں تھے، ٹرین پر بیٹھ کر منڈی وار برٹن پہنچ گئے۔ سٹیشن پر ہی کسی سے پیسے ادھار لئے اور منڈی وار برٹن سے لاہور کا ٹکٹ خرید کر پھاڑ دیا تا کہ حکومت کے خزانے کی واجب الادا رقم ادا ہو جائے۔ قرآن مجید کی تلاوت سے اس قدر شغف تھا کہ کہیں جانا ہوتا تو پیدل سفر کو سواری پر صرف اس لئے ترجیح دیتے کہ پیدل سفر میں تلاوت زیادہ ہوتی ہے۔

تعلق باللہ کا یہ عالم تھا کہ ایک دفعہ دل کا شدید دورہ ہوا گھر میں موجود افراد رونے دھونے لگے، طبیعت بحال ہوئی تو پوچھنے لگے ''تم لوگ کیوں رو رہے تھے؟'' بچوں نے کہا ''ہم سمجھ رہے تھے کہ اب آپ کا آخری وقت ہے اور آپ جاں بر نہیں ہو سکیں گے۔'' فرمانے لگے ''اس میں فکر کی کون سی بات ہے، میں اپنے سجن (دوست) کے پاس ہی جا رہا تھا کسی دشمن کے پاس تو نہیں جا رہا تھا۔''

مرحوم کے صاحبزادے شیخ الحدیث علامہ عبدالسلام کیلانی حفظہ اللہ (فاضل جامعہ اسلامیہ، مدینہ منورہ) راوی ہیں کہ ان کی تدفین کے وقت اتنی تیز خوشبو آئی کہ وہاں پر موجود تمام افراد کے دل معطر ہو گئے۔ بعض لوگوں کا گمان یہ تھا کہ شاید کسی نے قبر میں خود خوشبو ڈالی ہے حالانکہ ایسا نہیں تھا۔

③ قبر میں روشنی:

سوہدرہ (ضلع گوجرانوالہ) کے مشہور عالم دین مولانا حافظ محمد یوسف رحمہ اللہ راوی ہیں کہ ایک رات میں سویا ہوا تھا کہ ایک بجے کے قریب کچھ لوگ آئے، دروازہ کھٹکھٹایا۔ میں نے دروازہ کھولا، تو انہوں نے بتایا کہ ہمارا ایک عزیز فوت ہو گیا ہے بیماری کی وجہ سے لاش زیادہ دیر رکھنے کے قابل نہیں ہم اسی وقت اس کی تدفین کرنا چاہتے ہیں۔ آپ آ کر نماز جنازہ پڑھا دیں۔ میں نے نماز جنازہ پڑھائی، گورکن تدفین کے لئے قبر تیار کرنے لگا، تو اچانک ساتھ والی قبر کھل گئی جس سے اس قدر تیز

روشنی آ رہی تھی جیسے سورج چڑھا ہوا ہو۔ میں نے مشورہ دیا کہ فوراً اس قبر کی دیوار چن دیں کوئی اللہ کا نیک بندہ آرام کر رہا ہے، چنانچہ اس کی دیوار چن دی گئی اور ساتھ کی قبر میں دوسری میت دفن کر دی گئی۔

④ میت سے خوشبو:

اس واقعہ کے راوی والد محترم حافظ محمد ادریس کیلانی رحمہ اللہ ہیں۔ فرماتے ہیں کہ تقسیم ہند سے قبل دہلی میں استاد العلماء شیخ الحدیث سید میاں محمد نذیر حسین محدث دہلوی رحمہ اللہ کے مدرسہ کا ایک طالب علم فوت ہوا، تو اس کی میت سے اس قدر مسحور کن خوشبو آئی کہ سارا ماحول معطر ہو گیا۔ لوگوں نے حضرت میاں محمد نذیر حسین رحمہ اللہ سے پوچھا ''کیا آپ کے علم میں اس طالب علم کا کوئی ایسا عمل ہے جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اسے یہ عزت عطا فرمائی ہے؟'' تو میاں صاحب نے درج ذیل واقعہ سنایا:

''دوسرے طلباء کی طرح اس طالب علم کا کھانا بھی ایک گھر میں لگا ہوا تھا (یاد رہے کہ کچھ عرصہ قبل آج کی طرح طلباء کے لئے کھانے کا انتظام مدارس میں نہیں ہوتا تھا بلکہ شہر کے مختلف مخیّر حضرات اپنے ذمہ ایک ایک یا دو دو طلباء کا کھانا لے لیتے اور گھر بلا کر انہیں کھانا کھلا دیتے) اس گھر میں ایک نوجوان لڑکی تھی، جو اس طالب علم سے محبت کرنے لگی۔ ایک روز اہل خانہ کو کسی عزیز کی تعزیت کے لئے جانا تھا، لڑکی گھر میں اکیلی تھی۔ حسب معمول لڑکا کھانے کے لئے آیا، تو لڑکی نے گھر کے دروازے بند کر لئے اور دعوت گناہ دی۔ لڑکے نے انکار کیا، تو لڑکی نے دھمکی دی کہ اگر تم نے میری بات نہ مانی تو تمہیں بدنام کر دوں گی۔ طالب علم نے رفع حاجت کے لئے بیت الخلاء میں جانے کی اجازت مانگی تو لڑکی نے مکان کی چھت پر جانے کی اجازت دے دی۔ طالب علم بیت الخلاء میں گیا اور اپنے تمام جسم کو غلاظت اور نجاست سے آلودہ کر لیا۔ جب واپس آیا تو لڑکی نے اسے دیکھتے ہوئے شدید نفرت کا اظہار کیا اور فوراً اسے گھر سے نکال دیا۔ سردی کا موسم تھا، طالب علم نے مسجد آ کر غسل کیا، کپڑے دھوئے، باہر نکلا تو شدید سردی کے باعث کانپ رہا تھا۔ اسی دوران نماز تہجد کے لئے میں مسجد پہنچ گیا۔ طالب علم کو اس حالت میں دیکھ کر تعجب ہوا۔ اس سے دریافت کیا، تو اس نے کچھ تامل

کے بعد ساری بات سنادی تب میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی ''یا اللہ! قرآن وحدیث کے اس طالب علم نے تیرے ڈر اور خوف کی وجہ سے اپنے جسم کو غلاظت سے آلودہ کر کے اپنے آپ کو گناہ سے بچایا ہے تو اپنے فضل وکرم سے دنیا و آخرت میں اس کی عزت افزائی فرما اور اسے اعلیٰ مقام اور مرتبہ فرما۔''

بعید نہیں اللہ تعالیٰ نے اس طالب علم کے اسی عمل کے نتیجہ میں اس کی یہ عزت افزائی فرمائی ہو۔[1]

مذکورہ بالا واقعات جہاں عذابِ قبر اور ثوابِ قبر کا واضح ثبوت ہیں ۔ وہاں ہمارے لئے باعث عبرت بھی ہیں۔ پھر ہے کوئی عبرت حاصل کرنے والا؟ فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ ؟

[1] محترم والد حافظ محمد ادریس کیلانی رحمہ اللہ گاؤں کی مسجد میں جمعۃ المبارک کا خطبہ دیتے تھے۔ دوران خطبہ میں نے دو تین بار ان سے یہ واقعہ سنا۔ واقعہ تحریر کر چکا تھا کہ اسی دوران ہفت روزہ ''الاعتصام'' کے شمارہ 14 مورخہ 25 محرم الحرام 1422ھ (26 اپریل 2001ء) میں ''غیر محرم عورت سے خلوت نشینی کے خطرات'' کے عنوان سے لکھے گئے مضمون میں محترم ڈاکٹر عبدالغفور راشد صاحب نے بھی اس کا مفصل ذکر فرمایا ہے۔ جسے پڑھ کر واقعہ کی صحت پر الحمد للہ مزید اطمینان ہو گیا۔ (مؤلف)

ذِكْرُ الْمَوْتِ مُسْتَحَبٌّ

موت کو یاد کرنا مستحب ہے

مَسئلہ 1 موت کو کثرت سے یاد کرنا چاہئے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اَكْثِرُوْا ذِكْرَ هَاذِمِ اللَّذَّاتِ)) يَعْنِی الْمَوْتَ. رَوَاه ابْنُ مَاجَةَ (1) (صحیح)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''لذتوں کو مٹانے والی چیز، یعنی موت کو کثرت سے یاد کیا کرو۔'' اسے ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 2 موت کو کثرت سے یاد کرنے والے لوگ ہی عقلمند ہیں۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّهٗ قَالَ كُنْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَجَاءَهٗ رَجُلٌ مِنَ الْاَنْصَارِ فَسَلَّمَ عَلَى النَّبِیِّ ﷺ ثُمَّ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ! اَیُّ الْمُؤْمِنِيْنَ اَفْضَلُ ؟ قَالَ ((اَحْسَنُهُمْ خُلُقًا)) قَالَ فَاَیُّ الْمُؤْمِنِيْنَ اَكْيَسُ ؟ قَالَ ((اَكْثَرُهُمْ لِلْمَوْتِ ذِكْرًا وَ اَحْسَنُهُمْ لِمَا بَعْدَهٗ اِسْتِعْدَادًا، اُولٰئِكَ الْاَكْيَاسُ)) رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ (2) (حسن)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا ایک انصاری آدمی آیا اور سلام عرض کیا پھر کہنے لگا ''یارسول اللہ ﷺ! مومنوں میں سے افضل کون ہے؟'' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''جس کے اخلاق اچھے ہوں۔'' انصاری نے عرض کیا ''مومنوں میں سے سب سے زیادہ عقل مند کون ہے؟'' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''جو موت کو زیادہ یاد کرتا ہو اور موت کے بعد آنے والے وقت کے لئے اچھی طرح تیاری کرتا ہو وہ سب سے زیادہ عقل مند ہے۔'' اسے ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا ، قَالَ اَتَيْتُ النَّبِیَّ ﷺ عَاشِرَ عَشْرَةٍ، فَقَامَ رَجُلٌ مِنَ الْاَنْصَارِ ، فَقَالَ : يَا نَبِیَّ اللّٰهِ ﷺ ، مَنْ اَكْيَسُ النَّاسِ وَ اَحْزَمُ النَّاسِ ؟ قَالَ ((اَكْثَرُهُمْ ذِكْرًا

(1) کتاب الزهد ، باب ذکر الموت والاستعداد له (3434/2)
(2) کتاب الزهد ، باب ذکر الموت والاستعداد له (3435/2)

لِلْمَوْتِ ، وَ اَكْثَرُهُمُ اسْتِعْدَادًا لِلْمَوْتِ، اُولٰئِكَ الْاَكْيَاسِ ذَهَبُوْا بِشَرَفِ الدُّنْيَا وَ كَرَامَةِ الْآخِرَةِ)) رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ ❶ (حسن)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں دسواں آدمی حاضر ہوا۔ انصار میں سے ایک آدمی کھڑا ہوا اور عرض کی ''اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! لوگوں میں سے سب سے زیادہ عقل منداور دوراندیش کون ہے؟'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''موت کو سب سے زیادہ یاد کرنے والا اور موت کے لئے سب سے زیادہ تیاری کرنے والا ...... یہ لوگ سب سے زیادہ عقل مند ہیں۔ دنیا اور آخرت میں عزوشرف پانے والے ہیں۔'' اسے طبرانی نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 3 موت کو یاد کرنا عبادت ہے۔

عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ ذُكِرَ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ رَجُلٌ بِعِبَادَةٍ وَ اجْتِهَادٍ فَقَالَ : ((كَيْفَ ذِكْرُ صَاحِبِكُمْ لِلْمَوْتِ؟)) قَالُوْا مَا نَسْمَعُهُ يَذْكُرُهُ ، قَالَ : ((لَيْسَ صَاحِبُكُمْ هُنَاكَ)) رَوَاهُ الْبَزَّارُ ❷ (حسن)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک آدمی کی عبادت اور ریاضت کا ذکر کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا ''تمہارا ساتھی موت کو کتنا یاد کرتا تھا؟'' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا ''ہم نے اسے کبھی موت کا ذکر کرتے تو نہیں سنا۔'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''پھر تمہارا ساتھی عبادت کے اس درجہ کو نہیں پہنچا جس کا ذکر تم کر رہے ہو۔'' اسے بزار نے روایت کیا ہے۔

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدِ نِ السَّاعِدِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ مَاتَ رَجُلٌ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ، فَجَعَلَ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يُثْنُوْنَ عَلَيْهِ ، وَ يَذْكُرُوْنَ مِنْ عِبَادَتِهِ وَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ سَاكِتٌ ، فَلَمَّا سَكَتُوْا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((هَلْ كَانَ يُكْثِرُ ذِكْرَ الْمَوْتِ؟)) قَالُوْا: لَا . قَالَ : ((فَهَلْ كَانَ يَدَعُ كَثِيْرًا مِمَّا يَشْتَهِيْ؟)) قَالُوْا : لاَ . قَالَ : ((مَا بَلَغَ صَاحِبُكُمْ كَثِيْرًا مِمَّا تَذْهَبُوْنَ اِلَيْهِ)) رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ ❸ (حسن)

حضرت سہل بن سعد انصاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں سے ایک آدمی فوت ہو گیا تو

❶ الترغيب والترهيب لمحي الدين ديب ، الجزء الرابع، رقم الحديث 4886
❷ الترغيب والترهيب لمحي الدين ديب ، الجزء الرابع، رقم الحديث 4888
❸ الترغيب و الترهيب لمحي الدين ديب ، الجزء الرابع، رقم الحديث 4887

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس کی تعریف کی اور اس کی (کثرت) عبادت کا ذکر کیا۔ رسول اکرم ﷺ خاموشی سے سنتے رہے۔ جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم خاموش ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے دریافت فرمایا ''کیا وہ کثرت سے موت کا ذکر کرتا تھا؟'' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا ''نہیں۔'' پھر آپ ﷺ نے دریافت فرمایا ''کیا اس نے مرغوبات نفس کو چھوڑا؟'' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا ''نہیں۔'' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''جس درجہ کو تم پہنچے ہو اس درجہ کو وہ نہیں پہنچا۔'' اسے طبرانی نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 4 موت اور قبر کو یاد رکھنے والا صحیح معنوں میں اللہ سے حیا کا حق ادا کرتا ہے۔

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ ﷺ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِسْتَحْيُوْا مِنَ اللّٰهِ حَقَّ الْحَيَاءِ)) قُلْنَا : يَا نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ ! اِنَّا لَنَسْتَحْيِيْ وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ، قَالَ ((لَيْسَ ذَاكَ وَ لٰكِنِ الاسْتِحْيَاءَ مِنَ اللّٰهِ حَقَّ الْحَيَاءِ اَنْ تَحْفَظَ الرَّأْسَ، وَ مَا وَعَى ، وَ تَحْفَظَ الْبَطْنَ، وَ مَا حَوٰى ، وَ تَتَذَكَّرَ الْمَوْتَ وَ الْبِلٰى ، وَمَنْ اَرَادَ الْآخِرَةَ تَرَكَ زِيْنَةَ الدُّنْيَا فَمَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ فَقَدِ اسْتَحْيٰى)) يَعْنِيْ مِنَ اللّٰهِ حَقَّ الْحَيَاءِ . رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ ❶ (صحيح)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''اللہ تعالیٰ سے اس طرح حیا کرو جس طرح حیا کرنے کا حق ہے۔'' ہم نے عرض کیا ''اے اللہ کے نبی ﷺ! اللہ کا شکر ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ سے حیا تو کرتے ہیں۔'' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''ایسے نہیں بلکہ اس طرح کہ جس طرح حیا کرنے کا حق ہے اور وہ یہ کہ تم حفاظت کرو، سر کی اور جو کچھ سر میں ہے (یعنی آنکھ، کان اور زبان وغیرہ کی) اور پھر پیٹ کی حفاظت کرو (کہ اس میں کوئی حرام چیز نہ جائے) اور ان چیزوں کی حفاظت کرو جو پیٹ کے ساتھ لگی ہوئی ہیں (یعنی شرم گاہ اور ہاتھ پاؤں وغیرہ) اور یاد کرو (قبر میں) ہڈیوں کے گل سڑ جانے کو، اور جو شخص آخرت کی زندگی کا خواہشمند ہو اسے چاہئے کہ دنیا کی زیب و زینت چھوڑ دے۔ جس شخص نے یہ سارے کام کئے اس نے گویا اللہ تعالیٰ سے اس طرح حیا کی جس طرح واقعی حیا کرنے کا حق تھا۔'' اسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔

☹☹☹

❶ ابواب صفة القيمة ، باب في بيان ما يقتضيه الاستحيا من الله......، باب رقم 14 (2000/2)

تَمَنِّی الْمَوْتِ مَمْنُوْعٌ
موت کی تمنا کرنا منع ہے

مَسئلہ 5 موت کی خواہش کرنا منع ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لاَ یَتَمَنَّیَنَّ اَحَدُكُمُ الْمُوْتَ إِمَّا مُحْسِنًا فَلَعَلَّهُ اَنْ یَزْدَادَ خَیْرًا وَ إِمَّا مُسِیْئًا فَلَعَلَّهُ اَنْ یَسْتَعْتِبَ)) .رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ[1]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''کوئی شخص موت کی تمنا نہ کرے اگر کوئی نیک آدمی ہے تو اپنی نیکیوں میں اضافہ کرے گا اور اگر گنہگار ہے تو ممکن ہے اللہ تعالیٰ سے معافی مانگ لے۔'' اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 6 شدید تکلیف میں موت کی دعا درج ذیل الفاظ میں کرنی چاہئے۔

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ النَّبِیُّ ﷺ ((لاَیَتَمَنَّیَنَّ اَحَدُكُمُ الْمَوْتَ مِنْ ضَرٍّ اَصَابَهُ فَإِنْ كَانَ لاَ بُدَّ فَاعِلاً فَلْیَقُلْ : اَللّٰهُمَّ اَحْیِنِیْ مَاكَانَتِ الْحَیَاةُ خَیْرًا لِّیْ وَ تَوَفَّنِیْ اِذَا كَانَتِ الْوَفَاةُ خَیْرًا لِّیْ)) .رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ[2]

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ''تم میں سے کوئی بھی آدمی تکلیف یا مصیبت کی وجہ سے موت کی آرزو نہ کرے اور اگر اس کے بغیر چارہ کار نہ ہو تو یوں کہنا چاہئے ''یا اللہ! مجھے اس وقت تک زندہ رکھ جب تک میرے زندہ رہنے میں بھلائی ہے اور مجھے اس وقت وفات دے جب وفات میں میرے لئے بھلائی ہو۔'' اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 7 شہادت کے لئے دعا کرنا جائز ہے۔

---

[1] مختصر صحیح بخاری للزبیدی ، رقم الحدیث 1960

[2] مختصر صحیح بخاری للزبیدی ، رقم الحدیث 1958

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ؓ قَالَ : قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ ﷺ یَقُوْلُ ((وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَوَدِدْتُ اَنِّیْ اُقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ثُمَّ اُحْیَا ثُمَّ اُقْتَلُ ثُمَّ اُحْیَا ثُمَّ اُقْتَلُ ثُمَّ اُحْیَا ثُمَّ اُقْتَلُ)). رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ [1]

حضرت ابو ہریرہ ؓ کہتے ہیں، میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں پسند کرتا ہوں کہ اللہ کی راہ میں قتل کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں، پھر (اللہ کی راہ میں) قتل کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں، پھر (اللہ کی راہ میں) قتل کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں، پھر (اللہ کی راہ میں) قتل کیا جاؤں۔'' اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 8 موت کو خیر و برکت کا باعث بنانے کے لئے اللہ تعالیٰ سے یہ دعا مانگنی چاہئے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ؓ قَالَ: کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ ((اَللّٰهُمَّ اَصْلِحْ لِیْ دِیْنِیَ الَّذِیْ هُوَ عِصْمَةُ أَمْرِیْ وَ أَصْلِحْ لِیْ دُنْیَایَ الَّتِیْ فِیْهَا مَعَاشِیْ وَ أَصْلِحْ لِیْ آخِرَتِیَ الَّتِیْ فِیْهَا مَعَادِیْ وَ اجْعَلِ الْحَیَاةَ زِیَادَةً لِیْ فِیْ کُلِّ خَیْرٍ وَاجْعَلِ الْمَوْتَ رَاحَةً لِّیْ مِنْ کُلِّ شَرٍّ)) . رَوَاهُ مُسْلِمٌ [2]

حضرت ابو ہریرہ ؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ یہ دعا مانگا کرتے تھے ''یا اللہ! میرے دین کی اصلاح فرما جو میرے انجام کا محافظ ہے میری دنیا کی اصلاح فرما جس میں میری روزی ہے میری آخرت کی اصلاح فرما جہاں مجھے (مرنے کے بعد) پلٹ کر جانا ہے میری زندگی کو نیکیوں میں اضافے کا باعث بنا اور موت کو ہر برائی سے بچنے کے لئے باعث راحت بنا۔'' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

[1] کتاب الجهاد ، باب تمنی الشهادة

[2] مختصر صحیح مسلم ، للالبانی ، رقم الحدیث 1869

سَکَرَاتُ الْمُوْتِ

موت کی سختیاں

مَسئلہ 9 موت کی تکلیف اور سختی برحق ہے۔

﴿ وَجَاءَ تْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ﴾ (19:50)

''اور موت کی سختی حق لے کر آ پہنچی۔'' (سورۃ ق، آیت نمبر 19)

مَسئلہ 10 موت کی تکلیف بڑی شدید ہے۔

عَنْ جَابِرٍ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لَاتَمَنَّوُا الْمَوْتَ فَإِنَّ هَوْلَ الْمَطْلَعِ شَدِيْدٌ وَإِنَّ مِنَ السَّعَادَةِ اَنْ يَطُوْلَ عُمُرُ الْعَبْدِ وَيَرْزُقَهُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ الْإِنَابَةَ)). رَوَاهُ اَحْمَد [1] (حسن)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''موت کی تمنا نہ کرو جان کنی کی تکلیف بڑی شدید ہے اور یہ نیک بختی کی علامت ہے کہ اللہ کسی بندے کی عمر لمبی کردے اور اسے توبہ کی توفیق عطا فرمادے۔'' اسے احمد نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 11 موت کی جتنی تکلیف رسول اکرم ﷺ کو ہوئی اتنی تکلیف قیامت تک کسی دوسرے آدمی کو نہیں ہوگی۔

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ﷺ قَالَ لَمَّا وَجَدَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ كَرَبِ الْمَوْتِ مَا وَجَدَ، قَالَتْ فَاطِمَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا وَاكَرْبَ اَبَتَاهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لَا كَرْبَ عَلٰى اَبِيْكِ بَعْدَ الْيَوْمِ اِنَّهُ قَدْ حَضَرَ مِنْ اَبِيْكِ مَا لَيْسَ بِتَارِكٍ مِنْهُ اَحَدًا الْمُوَافَاةُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ)). رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ [2] (صحيح)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جب رسول اکرم ﷺ کو موت کی تکلیف شروع ہوئی تو

[1] الترغيب والترهيب ، لمحى الدين ديب ، الجزء الرابع، رقم الحديث 4931

[2] ابواب الجنائز، باب ذكر وفاته و دفنه ﷺ (1320/1)

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا ''ہائے میرے باپ کی تکلیف!'' رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ''آج کے بعد تمہارے باپ کو ایسی تکلیف کبھی نہیں ہوگی، تمہارے باپ کو موت کے وقت ایسی تکلیف آئی جو آئندہ قیامت تک کسی اور کو نہیں آئے گی۔'' اسے ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 12 رسول اکرم ﷺ کی موت کی تکلیف پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا اظہارِ خیال!

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ مَاتَ ا لنَّبِيُّ ﷺ وَاِنَّهُ لَبَيْنَ حَاقِنَتِيْ وَ ذَاقِنَتِيْ فَلاَ اَكْرَهُ شِدَّةَ الْمَوْتِ لِاَحَدٍ اَبَدًا بَعْدَ النَّبِيِّ ﷺ . رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ❶

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کی وفات اس حالت میں ہوئی کہ آپ ﷺ کا سر مبارک میرے سینے اور ٹھوڑی کے درمیان تھا۔ آپ ﷺ کی موت کی تکلیف دیکھنے کے بعد اب میں کسی کے لئے موت کی سختی کو برا نہیں سمجھتی۔ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

❶ کتاب المغازی، باب مرض النبی ﷺ و وفاته

مَكَارِمُ الْمُحْتَضَرِ

مرتے وقت مومن کے اعزازات

مَسئله 13 مرتے وقت مومن آدمی کو درج ذیل دس قسم کے اعزازات یا ان میں سے بعض اعزازات سے نوازا جاتا ہے۔

① فرشتے روح قبض کرنے سے پہلے آ کر السلام علیکم کہتے ہیں۔
② مومن آدمی کی روح قبض کرنے کے لئے سورج کی طرح روشن چہروں والے فرشتے آتے ہیں۔
③ مومن آدمی کی روح لپیٹنے کے لئے رحمت کے فرشتے جنت سے سفید ریشمی کفن اپنے ساتھ لاتے ہیں۔
④ روح کو معطر کرنے کے لئے فرشتے جنت سے خوشبو بھی اپنے ساتھ لاتے ہیں۔
⑤ مومن کی روح قبض کرتے ہوئے فرشتے مومن آدمی کو اللہ تعالیٰ کی مغفرت اور رضامندی کی بشارت دیتے ہیں۔
⑥ مومن آدمی کی روح جسم سے نکلتی ہے تو اس سے روئے زمین پر پائی جانے والی بہترین مشک جیسی خوشبو آتی ہے۔
⑦ مومن آدمی کی روح کے لئے زمین و آسمان کے درمیان موجود سارے فرشتے رحمت کی دعا کرتے ہیں۔

⑧ مومن آدمی کی روح کو آسمان پر لے جانے والے فرشتے آسمان کے دروازے پر مومن آدمی کا تعارف کرواتے ہیں تو محافظ فرشتے خوش آمدید کہتے ہوئے آسمان کا دروازہ کھول دیتے ہیں۔

⑨ ہر آسمان کے فرشتے مومن آدمی کی روح کو الوداع کہنے کے لئے اگلے آسمان تک ساتھ جاتے ہیں۔

⑩ ساتویں آسمان پر پہنچنے کے بعد اللہ تعالیٰ کے حکم سے مومن روح کا اندراج علیین میں کرلیا جاتا ہے اور روح کو واپس قبر میں بھیج دیا جاتا ہے۔

وضاحت: مذکورہ بالا تمام اعزازات کا ذکر آئندہ صفحات میں دیے گئے مسائل کے تحت آنے والی احادیث میں ملاحظہ فرمائیں۔

مَسئله 14 روح قبض کرنے سے پہلے فرشتے مومن آدمی کو اللہ تعالیٰ کا سلام پہنچاتے ہیں۔

﴿الَّذِيْنَ تَتَوَفّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ طَيِّبِيْنَ يَقُوْلُوْنَ سَلٰمٌ عَلَيْكُمُ ﴾ (32:16)

''نیک اور متقی لوگوں کی روح فرشتے قبض کرنے آتے ہیں تو کہتے ہیں تم پر سلامتی ہو۔'' (سورۃ نحل، آیت نمبر 32)

﴿ تَحِيَّتُهُمْ يَوْمَ يَلْقَوْنَهٗ سَلٰمٌ ﴾ (44:33)

''جس روز (اہل ایمان) اللہ سے ملیں گے ان کا استقبال سلام سے ہوگا۔'' (سورۃ احزاب، آیت نمبر 44)

مَسئله 15 مومن آدمی کی روح قبض کرنے سے پہلے فرشتے اسے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور رضامندی کی بشارت دیتے ہیں جس سے مومن کے دل میں اللہ تعالیٰ سے ملاقات کی خواہش شدید تر ہو جاتی ہے۔

عَنْ عُبَادَةَ ابْنِ الصَّامِتِ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((مَنْ اَحَبَّ لِقَاءَ اللّٰهِ اَحَبَّ اللّٰهُ لِقَاءَهٗ

وَمَنْ كَرِهَ لِقَاءَ اللّٰهِ كَرِهَ اللّٰهُ لِقَاءَهُ)) قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَوْ بَعْضُ اَزْوَاجِهٖ اِنَّا لَنَكْرَهُ الْمَوْتَ قَالَ ((لَيْسَ ذٰلِكِ وَلٰكِنَّ الْمُؤْمِنَ اِذَا حَضَرَهُ الْمَوْتُ بُشِّرَ بِرِضْوَانِ اللّٰهِ وَكَرَامَتِهٖ فَلَيْسَ شَيْءٌ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِمَّا اَمَامَهُ فَاَحَبَّ لِقَاءَ اللّٰهِ وَاَحَبَّ اللّٰهُ لِقَاءَهُ وَ اِنَّ الْكَافِرَ اِذَا حُضِرَ بُشِّرَ بِعَذَابِ اللّٰهِ وَعَقُوْبَتِهٖ فَلَيْسَ شَيْءٌ اَكْرَهَ اِلَيْهِ مِمَّا أَمَامَهُ فَكَرِهَ لِقَاءَ اللّٰهِ وَكَرِهَ اللّٰهُ لِقَاءَهُ)) رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ[1]

حضرت عبادۃ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ''جو شخص اللہ سے ملاقات کرنا پسند کرتا ہے اللہ بھی اس سے ملاقات کرنا پسند کرتا ہے اور جو شخص اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرنا پسند نہیں کرتا، اللہ تعالیٰ بھی اس سے ملنا پسند نہیں فرماتا۔'' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا یا آپ ﷺ کی کسی دوسری زوجہ نے کہا ''موت تو ہمیں بھی ناپسند ہے۔'' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''اللہ کی ملاقات سے مراد موت نہیں بلکہ مومن کو جب موت آتی ہے تو اسے اللہ کی رضا مندی اور عزت افزائی کی خوشخبری دی جاتی ہے اس وقت مومن کو آئندہ ملنے والی نعمتوں سے زیادہ کوئی چیز محبوب نہیں ہوتی اور وہ (جلدی جلدی) اللہ سے ملنا چاہتا ہے اور اللہ بھی اس سے ملنے کو پسند فرماتا ہے جب کافر کو موت آتی ہے تو اسے اللہ کے عذاب اور اس کی سزا کی ''بشارت'' دی جاتی ہے تب اسے آئندہ پیش آنے والے حالات سے زیادہ نفرت کسی چیز سے نہیں ہوتی لہٰذا وہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کو ناپسند کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ بھی اس سے ملنا پسند نہیں فرماتا۔'' اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 16 مومن آدمی کی روح قبض کرنے کے لئے سورج کی طرح روشن چہروں والے فرشتے آتے ہیں۔

مَسئلہ 17 مومن آدمی کی روح قبض کرنے والے فرشتے جنت سے کفن اور جنت سے خوشبو اپنے ساتھ لاتے ہیں۔

مَسئلہ 18 روح قبض کرنے سے پہلے فرشتے مومن آدمی کی روح کو مخاطب کر کے کہتے ہیں ''اے پاک روح! اللہ کی مغفرت اور خوشنودی کی

[1] كتاب الرقاق باب من احب لقاء الله احب الله لقاءه

طرف چل۔“

مَسئلہ 19 مومن آدمی کی روح، جسم سے اس طرح جلدی جلدی نکلتی ہے جس طرح پانی کی مشک سے پانی جلدی جلدی نکلتا ہے۔

مَسئلہ 20 مومن آدمی کی روح سے روئے زمین پر پائی جانے والی بہترین مشک جیسی خوشبو آتی ہے۔

مَسئلہ 21 مومن آدمی کی روح کو آسمان پر لے جانے والے فرشتے ہر آسمان کے دروازے پر مومن آدمی کا تعارف کرواتے ہیں تو محافظ فرشتے خوش آمدید کہتے ہوئے آسمان کا دروازہ کھول دیتے ہیں۔

مَسئلہ 22 ہر آسمان کے فرشتے مومن آدمی کی روح کو الوداع کہنے کے لئے اگلے آسمان تک ساتھ جاتے ہیں۔

مَسئلہ 23 ساتویں آسمان پر پہنچنے کے بعد اللہ تعالیٰ کے حکم سے نیک آدمی کی روح کا اندراج علیین میں کرلیا جاتا ہے اور روح کو واپس قبر میں بھیج دیا جاتا ہے۔

عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رضی اللہ عنہ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِیْ جَنَازَةِ رَجُلٍ مِنَ الْاَنْصَارِ فَانْتَهَيْنَا اِلَى الْقَبْرِ وَلَمَّا يُلْحَدْ بَعْدُ فَجَلَسَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَجَلَسْنَا حَوْلَهٗ كَاَنَّمَا عَلٰى رُءُوْسِنَا الطَّيْرَ ، فِیْ يَدِهٖ عُوْدٌ يَنْكُتُ بِهٖ فِي الْاَرْضِ فَرَفَعَ رَأْسَهٗ فَقَالَ ((اسْتَعِيْذُوْا بِاللّٰهِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ)) مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا ، ثُمَّ قَالَ : ((اِنَّ الْعَبْدَ الْمُؤْمِنَ اِذَا كَانَ فِیْ اِنْقِطَاعٍ مِنَ الدُّنْيَا وَ اِقْبَالٍ مِنَ الْآخِرَةِ نَزَلَ اِلَيْهِ مَلَائِكَةٌ مِنَ السَّمَاءِ بِيْضُ الْوُجُوْهِ ، كَأَنَّ وُجُوْهَهُمُ الشَّمْسُ ، مَعَهُمْ كَفَنٌ مِنْ اَكْفَانِ الْجَنَّةِ ، وَحَنُوْطٌ مِنْ حَنُوْطِ الْجَنَّةِ ، حَتّٰى يَجْلِسُوْا مِنْهُ مَدَّ الْبَصَرِ ، ثُمَّ يَجِیْءُ مَلَكُ الْمَوْتِ عَلَيْهِ السَّلَامُ حَتّٰى يَجْلِسَ عِنْدَ رَأْسِهٖ فَيَقُوْلُ : اَيَّتُهَا النَّفْسُ الطَّيِّبَةُ : اُخْرُجِیْ اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِنَ اللّٰهِ وَ رِضْوَانٍ قَالَ : فَتَخْرُجُ تَسِيْلُ كَمَا تَسِيْلُ الْقَطْرَةُ مِنْ فِی السِّقَاءِ ، فَيَاْخُذُهَا ،

فَاِذَا اَخَذَهَا لَمْ يَدْعُوْهَا فِيْ يَدِهٖ طَرْفَةَ عَيْنٍ حَتّٰى يَاْخُذُوْهَا فَيَجْعَلُوْهَا فِيْ ذٰلِكَ الْكَفَنِ ، وَفِيْ ذٰلِكَ الْحَنُوْطِ ، وَيَخْرُجُ مِنْهُ كَأَطْيَبِ نَفْحَةِ مِسْكٍ وُجِدَتْ عَلٰى وَجْهِ الْاَرْضِ قَالَ : فَيَصْعَدُوْنَ بِهَا فَلاَ يَمُرُّوْنَ عَلٰى مَلاٍ مِنَ الْمَلاَئِكَةِ اِلَّا قَالُوْا : مَا هٰذَا الرُّوْحُ الطَّيِّبُ ؟ فَيَقُوْلُوْنَ : فُلاَنُ ابْنُ فُلاَنٍ ، بِاَحْسَنِ أَسْمَائِهِ الَّتِيْ كَانَ يَسَمُّوْنَهُ بِهَا فِي الدُّنْيَا ، حَتّٰى يَنْتَهُوْا بِهَا اِلَى السَّمَآءِ الدُّنْيَا ، فَيَسْتَفْتِحُوْنَ لَهُ فَيُفْتَحُ لَهُ ، فَيُشَيِّعُهُ مِنْ كُلِّ سَمَاءٍ مُقَرَّبُوْهَا اِلَى السَّمَاءِ الَّتِيْ تَلِيْهَا ، حَتّٰى يُنْتَهٰى بِهَا اِلَى السَّمَاءِ السَّابِعَةِ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ : اُكْتُبُوْا كِتَابَ عَبْدِيْ فِيْ عِلِّيِّيْنَ وَاَعِيْدُوْهُ اِلَى الْاَرْضِ فِيْ جَسَدِهٖ)) رَوَاهُ اَحْمَدُ [1] (حسن)

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہم ایک انصاری کے جنازے کے لئے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے جب ہم قبر پر پہنچے تو قبرابھی نامکمل تھی ۔رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ گئے اور ہم بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد(اس قدر خاموشی سے) بیٹھ گئے جیسے ہمارے سروں پر پرندے بیٹھے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ مبارک میں ایک چھڑی تھی جس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم زمین کرید رہے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (اچانک)اپنا سر مبارک اٹھایا اوردو یا تین مرتبہ فرمایا''لوگو!عذاب قبر سے اللہ کی پناہ مانگو۔'' پھر ارشادفرمایا''جب مومن آدمی دنیا سے کوچ کرکے آخرت کی طرف روانہ ہونے لگتا ہے تو اس کے پاس اس قدر سفید چہرے والے فرشتے آتے ہیں گویا کہ سورج کی طرح چمک رہے ہیں ان کے پاس جنت کے کفنوں میں سے ایک کفن اور جنت کی خوشبوؤں میں سے ایک خوشبو ہوتی ہے وہ فرشتے حدنگاہ کے فاصلہ پرآ کر بیٹھ جاتے ہیں پھر ملک الموت (حضرت عزرائیل علیہ السلام) تشریف لاتے ہیں اور مومن آدمی کے سر کے پاس آ کر بیٹھ جاتے ہیں اور کہتے ہیں اے پاک روح!نکل (اس جسم سے)اور اللہ کی مغفرت اور رضا کی طرف چل ، چنانچہ روح جسم سے اس طرح (آسانی سے)نکل آتی ہے جیسے پانی مشک سے بہہ نکلتا ہے۔ملک الموت اسے پکڑ لیتا ہے ملک الموت کے ہاتھ میں لحہ بھر کے لئے وہ روح رہتی ہے کہ دوسرے فرشتے اس سے لے کر (جنت کے) کفن میں لپیٹ لیتے ہیں اوراسے (جنت کی) خوشبو سے معطر کردیتے ہیں، چنانچہ اس روح سے روئے زمین پر پائی جانے والی بہترین مشک سے بھی اچھی خوشبو آتی ہے پھر وہ فرشتے (خوشبودار) روح کو لے کر آسمان کی طرف جاتے ہیں ۔راستے میں جہاں جہاں مقرب ملائکہ انہیں ملتے ہیں وہ کہتے ہیں یہ پاکیزہ روح کس

[1] الترغيب و الترهيب ، لمحى الدين ديب ، الجزء الرابع، رقم الحديث 5221

آدمی کی ہے؟ جواب میں فرشتے کہتے ہیں یہ فلاں ابن فلاں شخص کی ہے جو دنیا میں اپنے فلاں بہترین نام سے پہچانا جاتا تھا۔ فرشتے اس کی روح لے کر آسمان دنیا تک پہنچ جاتے ہیں اور اس کے لئے دروازہ کھولنے کی درخواست کرتے ہیں، دروازہ کھول دیا جاتا ہے اور اس آسمان کے فرشتے مومن کی روح کو اگلے آسمان تک الوداع کہنے کے لئے ساتھ جاتے ہیں حتی کہ فرشتے اس روح کو لے کر ساتویں آسمان تک پہنچ جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوتا ہے ''میرے بندے کا نام علیین میں لکھ لو اور اسے زمین کی طرف واپس اس کے جسم میں لوٹا دو۔'' اسے احمد نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 24 مومن کی روح قبض کرنے کے لئے رحمت کے فرشتے سفید رنگ کا ریشمی کفن اپنے ساتھ لاتے ہیں۔

مَسئلہ 25 روح قبض کرنے سے پہلے فرشتے مومن آدمی کو اللہ تعالیٰ کی رضا اور رحمت کی بشارت دیتے ہیں۔

مَسئلہ 26 مومن آدمی کی روح سے آنے والی خوشبو سونگھ کر فرشتے بھی مسرت محسوس کرتے ہیں۔

مَسئلہ 27 فوت ہونے والے اہل ایمان کی روحیں جب علیین میں پہنچتی ہیں تو پہلے سے موجود اہل ایمان کی روحوں سے مل کر انہیں خوشی محسوس ہوتی ہے اور وہ ایک دوسرے کا حال احوال دریافت کرتی ہیں۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ:((اِنَّ الْمُؤْمِنَ اِذَا اِحْتَضَرَ اَتَتْهُ مَلاَئِكَةُ الرَّحْمَةِ بِحَرِیْرَةٍ بَیْضَاءَ فَیَقُوْلُوْنَ : اُخْرُجِیْ رَاضِیَةً مَرْضِیَّةً عَنْكِ اِلٰی رَوْحِ اللّٰهِ وَ رِیْحَانٍ وَ رَبٍّ غَیْرِ غَضْبَانَ فَتَخْرُجُ كَاَطْیَبِ رِیْحِ الْمِسْكِ حَتّٰی اَنَّهُمْ لِیُنَاوِلُهٗ بَعْضُهُمْ بَعْضًا یَشَمُّوْنَهٗ حَتّٰی یَاْتُوْا بِهٖ بَابَ السَّمَاءِ فَیَقُوْلُوْنَ : مَاأَطْیَبَ هٰذِهِ الرِّیْحُ الَّتِیْ جَاءَ تْكُمْ مِنَالْاَرْضِ فَكُلَّمَا اَتَوْا سَمَاءً قَالُوْا ذٰلِكَ حَتّٰی یَأْتُوْا بِهٖ اَرْوَاحَ الْمُؤْمِنِیْنَ قَالَ فَلَهُمْ اَفْرَحُ بِهٖ مِنْ اَحَدِكُمْ بِغَائِبِهٖ اِذَا قَدِمَ عَلَیْهِ قَالَ فَیَسْأَلُوْنَ مَا فَعَلَ فُلاَنٌ قَالَ ، فَیَقُوْلُوْنَ دَعُوْهُ حَتّٰی یَسْتَرِیْحَ فَاِنَّهٗ كَانَ فِیْ

غَمِّ الدُّنْيَا ، فَإِذَا قَالَ لَهُمْ : اَمَا اَتَاكُمْ فَإِنَّهُ قَدْ مَاتَ قَالَ : فَيَقُوْلُوْنَ ذُهِبَ بِهٖ اِلٰى اُمِّهِ الْهَاوِيَةِ قَالَ : وَأَمَّا الْكَافِرُ فَإِنَّ مَلَائِكَةَ الْعَذَابِ تَأْتِيْهِ فَيَقُوْلُ اُخْرُجِيْ سَاخِطَةً مَسْخُوْطًا عَلَيْكِ اِلٰى عَذَابِ اللّٰهِ وَسَخَطِهٖ فَيَخْرُجُ كَأَنْتَنِ رِيْحِ جِيْفَةٍ فَيَنْطَلِقُوْنَ بِهٖ اِلٰى بَابِ الْاَرْضِ فَيَقُوْلُوْنَ : مَاأَنْتَنَ هٰذِهِ الرِّيْحُ كُلَّمَا أَتَو عَلَى الْاَرْضِ قَالُوْا ذٰلِكَ حَتّٰى يَأْتُوْا بِهٖ أَرْوَاحَ الْكُفَّارِ))
رَوَاهُ الْحَاكِمُ وَابْنُ حَبَّانَ .[1] (صحیح)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''جب مومن کی موت کا وقت قریب آتا ہے تو رحمت کے فرشتے سفید ریشم (کا کفن) لے کر آتے ہیں اور کہتے ہیں (اے روح!) اللہ کی رحمت، جنت کی خوشبو اور اپنے خوش ہونے والے رب کی طرف اس حالت میں اس جسم سے نکل کہ تو اپنے رب سے راضی ہے اور تیرا رب تجھ سے راضی ہے۔ مومن آدمی کی روح جب جسم سے نکلتی ہے تو اس سے بہترین مشک جیسی خوشبو آ رہی ہوتی ہے یہاں تک کہ فرشتے ایک دوسرے سے لے کر اس کی خوشبو سونگھتے ہیں اور جب آسمان کے دروازے پر پہنچتے ہیں تو آسمان کے فرشتے آپس میں کہتے ہیں یہ کیسی عمدہ خوشبو (والی روح) ہے جو زمین سے تمہارے پاس آ رہی ہے فرشتے جیسے ہی اگلے آسمان پر پہنچتے ہیں تو اس آسمان کے فرشتے بھی اسی طرح کہتے ہیں یہاں تک کہ (لانے والے فرشتے) اس روح کو اہل ایمان کی روحوں کی جگہ (علیین) میں لے آتے ہیں جب وہ روح پہنچتی ہے تو (پہلے سے موجود) روحوں کو اتنی زیادہ خوشی ہوتی ہے جتنی تم میں سے کسی ایک کو اپنے بھائی کے ملنے پر ہوسکتی ہے چنانچہ بعض روحیں (نئی آنے والی روح سے) پوچھتی ہیں فلاں آدمی کس حال میں ہے؟ پھر وہ آپس میں کہتی ہیں اسے ذرا چھوڑ دو آرام کرنے دو یہ دنیا کے مصائب و آلام میں مبتلا تھا (ستانے کے بعد) وہ روح جواب دیتی ہے کیا وہ روح تمہارے پاس نہیں آئی وہ آدمی تو فوت ہو چکا ہے جس پر وہ (افسوس سے) کہتے ہیں وہ اپنی ماں ہاویہ (یعنی جہنم) میں لے جایا گیا ہے۔ کافر آدمی کے پاس عذاب کے فرشتے آتے ہیں اور کہتے ہیں اے غمزدہ اور مغضوب روح نکل اللہ کے عذاب اور اس کی ناراضی کی طرف۔ کافر کی روح جب جسم سے نکلتی ہے تو اس سے اس قدر (غلیظ) بدبو آتی ہے جس قدر کسی مردار سے (غلیظ) بو آتی ہے فرشتے اسے لے کر زمین کے دروازے کی

[1] حاکم، کتاب الجنائز، باب حال قبض روح المؤمن وقبض روح الکافر (1342/1) تحقیق ابو عبداللہ عبدالسلام بن محمد بن عمر علوش

طرف آتے ہیں تو (زمین کے دروازے کے محافظ) فرشتے کہتے ہیں کس قدر گندی بو ہے یہ! جیسے ہی فرشتے اگلی زمین کے دروازے پر پہنچتے ہیں تو اس زمین کے دروازے کے محافظ فرشتے بھی ایسا ہی کہتے ہیں حتی کہ عذاب کے فرشتے اسے کفار کی روحوں کی معین جگہ (یعنی سجین) میں لے آتے ہیں۔'' اسے حاکم اور ابن حبان نے روایت کیا ہے۔

وضاحت: یاد رہے مرنے کے بعد اہل ایمان کی روحیں سرکاری مہمان خانے میں پہنچا دی جاتی ہیں جو ساتوں آسمانوں کے اوپر ہے جس کا نام ''علیین'' ہے جبکہ کافروں کی روحیں مرنے کے بعد سرکاری جیل خانے میں پہنچا دی جاتی ہیں جو ساتویں زمین کے نیچے ہے جس کا نام سجین ہے۔ واللہ اعلم بالصواب!

مسئلہ 28 مومن آدمی کی روح کو جسم سے نکلنے تک فرشتے مسلسل بشارتیں دیتے رہتے ہیں حتی کہ روح جسم سے نکل آتی ہے۔

مسئلہ 29 روح کو عرش عظیم تک لے جاتے ہوئے ہر آسمان کے محافظ فرشتے بڑی عزت اور احترام سے مومن آدمی کی روح کا استقبال کرتے ہیں۔

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ﷺ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ((اَلْمَيِّتُ تَحْضُرُهُ الْمَلاَئِكَةُ فَاِذَا كَانَ الرَّجُلُ صَالِحًا ، قَالُوْا : اُخْرُجِیْ اَيَّتُهَا النَّفْسُ الطَّيِّبَةُ ! كَانَتْ فِی الْجَسَدِ الطَّيِّبِ اُخْرُجِیْ حَمِيْدَةً وَأَبْشِرِیْ بِرَوْحٍ وَ رَيْحَانٍ وَ رَبٍّ غَيْرِ غَضْبَانَ ، فَلاَ يَزَالُ يُقَالُ لَهَا ، حَتّٰى تَخْرُجَ ، ثُمَّ يُعْرَجُ بِهَا اِلَى السَّمَآءِ فَيُفْتَحُ لَهَا فَيُقَالُ : مَنْ هٰذَا ؟ فَيَقُوْلُوْنَ فُلاَنٌ ، فَيُقَالُ: مَرْحَبًا بِالنَّفْسِ الطَّيِّبَةِ كَانَتْ فِی الْجَسَدِ الطَّيِّبِ اُدْخُلِیْ حَمِيْدَةً وَ أَبْشِرِیْ بِرَوْحٍ وَ رَيْحَانٍ وَرَبٍّ غَيْرِ غَضْبَانَ فَلاَ يَزَالُ يُقَالُ لَهَا ذٰلِكَ حَتّٰى يُنْتَهٰى بِهَا اِلَى السَّمَآءِ الَّتِیْ فِيْهَا اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ وَ اِذَا كَانَ الرَّجُلُ السُّوْءُ قَالَ : اُخْرُجِیْ اَيَّتُهَا النَّفْسُ الْخَبِيْثَةُ ! كَانَتْ فِی الْجَسَدِ الْخَبِيْثِ اُخْرُجِیْ ذَمِيْمَةً وَ اَبْشِرِیْ بِحَمِيْمٍ وَ غَسَّاقٍ وَآخَرَ مِنْ شَكْلِهٖ اَزْوَاجٌ فَلاَ يَزَالُ يُقَالُ لَهَا ذٰلِكَ حَتّٰى تَخْرُجَ ثُمَّ يُعْرَجُ بِهَا اِلَى السَّمَآءِ فَلاَ يُفْتَحُ لَهَا فَيُقَالُ : مَنْ هٰذَا ؟ فَيُقَالُ فُلاَنٌ ، فَيُقَالُ : لاَ مَرْحَبًا بِالنَّفْسِ الْخَبِيْثَةِ كَانَتْ فِی الْجَسَدِ الْخَبِيْثِ اِرْجِعِیْ ذَمِيْمَةً فَاِنَّهَا لاَ تُفْتَحُ لَكِ اَبْوَابُ السَّمَآءِ فَيُرْسَلُ بِهَا مِنَ السَّمَآءِ ثُمَّ تَصِيْرُ اِلَى الْقَبْرِ)) رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ [1] (صحيح)

[1] ابواب الزهد ، باب ذكر الموت والاستعداد له (3437/2)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ''فرشتے روح قبض کرنے کے لئے جب مرنے والے کے پاس آتے ہیں تو نیک اور صالح ہونے کی صورت میں فرشتے کہتے ہیں۔ ''اے پاک روح! تو پاک جسم میں تھی اب تو جسم سے نکل آ، تو تعریف کے لائق ہے اللہ کی رحمت سے خوش ہو جا تیرے لئے جنت کی نعمتیں ہیں تیرا رب تجھ سے راضی ہے۔'' فرشتے مرنے والے کو مسلسل ایسے ہی کہتے رہتے ہیں یہاں تک کہ روح جسم سے نکل آتی ہے پھر جب روح نکل آتی ہے تو فرشتے اسے لے کر آسمان کی طرف چڑھتے ہیں آسمان کے دروازے اس کے لئے کھولے جاتے ہیں اور پوچھا جاتا ہے۔ ''یہ کون ہے؟'' فرشتے جواب دیتے ہیں ''یہ فلاں آدمی ہے۔'' جواب میں کہا جاتا ہے۔ ''اس پاک روح کے لئے خوش آمدید ہے (دنیا میں) یہ پاک جسم میں تھی (اے پاک روح آسمان کے دروازے میں) خوشی خوشی داخل ہو جا تیرے لئے اللہ کی رحمت کی بشارت ہے جنت کی نعمتوں سے خوش ہو جا اور راضی ہونے والے رب (سے ملاقات) کی تجھے مبارک ہو۔'' ہر آسمان کے دروازے سے گزرتے ہوئے اسے مسلسل یہی خوشخبریاں دی جاتی ہیں حتی کہ وہ روح عرش تک پہنچ جاتی ہے۔ مرنے والا اگر برا آدمی ہو تو فرشتے کہتے ہیں ۔''اے خبیث روح! نکل (اس جسم سے) تو خبیث جسم میں تھی نکل اس جسم سے ذلیل ہو کر اور بشارت ہو تجھے کھولتے پانی کی، پیپ کی اور بعض دوسرے عذابوں کی۔'' فرشتے روح نکلنے تک مسلسل یہی کہتے رہتے ہیں پھر اسے لے کر آسمان کی طرف جاتے ہیں آسمان کا دروازہ اس کے لئے نہیں کھولا جاتا۔ آسمان کے فرشتے پوچھتے ہیں۔ ''یہ کون ہے؟'' جواب میں کہا جاتا ہے۔ ''یہ فلاں شخص ہے آسمان کے فرشتے کہتے ہیں اس خبیث روح کے لئے جو خبیث جسم میں تھی کوئی خوش آمدید نہیں اسے ذلیل کر کے واپس بھیج دو۔'' آسمان کے دروازے ایسی خبیث روح کے لئے نہیں کھولے جاتے چنانچہ فرشتے اسے آسمان سے ہی نیچے پھینک دیتے ہیں اور وہ قبر میں لوٹ آتی ہے۔'' اسے ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 30 مومن آدمی کی روح آسمان پر پہنچنے سے پہلے ہی آسمان کے فرشتے اس کے لئے دعا رحمت کرنے لگتے ہیں۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ﷺ قَالَ اِذَا خَرَجَتْ رُوْحُ الْمُؤْمِنِ تَلَقَّاهَا مَلَكَانِ یُصْعِدَانِهَا قَالَ حَمَّادٌ: فَذَكَرَ مِنْ طِیْبِ رِیْحِهَا وَ ذَكَرَ الْمِسْكَ ، قَالَ : وَ یَقُوْلُ اَهْلُ السَّمَاءِ : رُوْحٌ طَیِّبَةٌ

جَاءَ تْ مِنْ قِبَلِ الْاَرْضِ صَلَّى اللّٰهُ وَ عَلَيْكِ وَعَلٰى جَسَدٍ كُنْتِ تَعْمُرِيْنَهُ فَيُنْطَلَقُ بِهٖ اِلٰى رَبِّهٖ عَزَّوَجَلَّ ثُمَّ يَقُوْلُ : اِنْطَلِقُوْا بِهٖ اِلٰى آخِرِ الْاَجَلِ، قَالَ : وَ اِنَّ الْكَافِرَ اِذَا خَرَجَتْ رُوْحُهٗ قَالَ حَمَّادٌ وَذَكَرَ مِنْ نَتْنِهَا وَذَكَرَ لَعْنًا وَ يَقُوْلُ اَهْلُ السَّمَآءِ : رُوْحٌ خَبِيْثَةٌ جَاءَ تْ مِنْ قِبَلِ الْاَرْضِ قَالَ : فَيُقَالُ : اِنْطَلِقُوْا بِهٖ اِلٰى آخِرِ الْاَجَلِ قَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ ﷺفَرَدَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رَيْطَةً كَانَتْ عَلَيْهِ عَلٰى اَنْفِهٖ هٰكَذَا. رَوَاهُ مُسْلِمٌ ❶

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب مومن کی روح نکلتی ہے تو دو فرشتے اسے لے کر آسمان کی طرف جاتے ہیں (حدیث کے راوی) حماد کہتے ہیں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے روح کی خوشبو اور مشک کا ذکر کیا اور کہا کہ آسمان والے فرشتے (اس روح کی خوشبو پا کر) کہتے ہیں کوئی پاک روح ہے جو زمین کی طرف سے آئی ہے اللہ تجھ پر رحمت کرے اور اس جسم پر بھی جسے تو نے آباد کر رکھا تھا پھر فرشتے اپنے رب کے حضور اس روح کو لے جاتے ہیں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں اسے قیامت قائم ہونے تک (اس کی معین جگہ یعنی علیین میں) پہنچا دو۔ حدیث کے راوی نے کافر کی روح کے نکلنے کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے روح کی بدبو اور اس پر (فرشتوں کی) لعنت کا ذکر کیا۔ آسمان کے فرشتے کہتے ہیں کوئی ناپاک روح ہے جو زمین کی طرف سے آ رہی ہے پھر (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) حکم ہوتا ہے اسے قیامت قائم ہونے تک (اس کی معین جگہ یعنی سجین میں) لے جاؤ۔ حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جب رسول اکرم ﷺ نے کافر کی روح کی بدبو کا ذکر فرمایا تو (نفرت سے) اپنی چادر کا دامن اس طرح اپنی ناک پر رکھ لیا۔ (اور پھر اپنی چادر ناک پر رکھ کر دکھائی) اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

---

❶ كتاب الجنة و صفة، باب عرض مقعد الميت من الجنة و اثبات ......

عَقَابَاتُ الْمُحْتَضَرِ

مرتے وقت کافر کی سزائیں

مَسئلہ 31 مرتے وقت کافر آدمی کو درج ذیل دس قسم کی یا ان میں سے بعض سزائیں دی جاتی ہیں۔

① کافر کی روح قبض کرنے کے لئے انتہائی خوفناک سیاہ چہرے والے فرشتے آتے ہیں۔

② کافر کی روح قبض کرنے والے فرشتے اپنے ساتھ ٹاٹ کا کفن لے کر آتے ہیں۔

③ روح قبض کرنے سے پہلے ہی فرشتے کافر کو یہ کہہ کر ڈرانا شروع کر دیتے ہیں ''اے ناپاک روح، نکل اس جسم سے اور چل اللہ کے غصہ اور غضب کی طرف۔''

④ کافر کی روح قبض کرتے وقت فرشتے اس کے چہرے اور پیٹھ پر تھپڑ مارتے ہیں۔

⑤ کافر کی روح قبض کرتے وقت فرشتے کافر کو آگ کے عذاب کا ''مژدہ'' بھی سناتے ہیں۔

⑥ مرتے وقت کافر کی روح سے روئے زمین پر پائے جانے والے

بدترین مردار جیسی غلیظ بو آتی ہے۔

7 کافر روح کی بدبو محسوس کر کے زمین و آسمان کے درمیان اور آسمان میں موجود تمام فرشتے اس پر لعنت بھیجتے ہیں۔

8 کافر کی روح قبض کرنے کے بعد فرشتے اسے آسمان اول کی طرف لے جاتے ہیں اور تعارف کروانے کے بعد آسمان کا دروازہ کھولنے کی درخواست کرتے ہیں لیکن محافظ فرشتے دروازہ کھولنے سے انکار کر دیتے ہیں۔

9 اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوتا ہے اس کافر روح کا اندارج سجین میں کر لیا جائے۔

10 سجین میں اندراج کے بعد کافر کی روح کو بڑی ذلت کے ساتھ آسمان اول سے ہی زمین پر پٹخ دیا جاتا ہے۔

وضاحت: مذکورہ بالا تمام سزاؤں کا ذکر آئندہ صفحات میں دیے گئے مسائل کے تحت قرآنی آیات اور احادیث میں ملاحظہ فرمائیں۔

مسئلہ 32 کافر کی روح قبض کرنے سے پہلے ہی فرشتے اسے جہنم میں داخل ہونے کا ''مژدہ'' سنا دیتے ہیں۔

﴿اَلَّذِیْنَ تَتَوَفّٰھُمُ الْمَلٰٓئِکَةُ ظَالِمِیْٓ اَنْفُسِھِمْ فَاَلْقَوُا السَّلَمَ مَا کُنَّا نَعْمَلُ مِنْ سُوْٓءٍ بَلٰٓی اِنَّ اللّٰہَ عَلِیْمٌ بِمَا کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ O فَادْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَھَنَّمَ خٰلِدِیْنَ فِیْھَا فَلَبِئْسَ مَثْوَی الْمُتَکَبِّرِیْنَ O﴾ (16:28-29)

''فرشتے جب ان کی جان قبض کرنے لگتے ہیں اس وقت وہ جھک جاتے ہیں کہ ہم برائی نہیں کرتے تھے کیوں نہیں؟ اللہ تعالیٰ خوب جاننے والا ہے جو کچھ تم کرتے تھے۔ جہنم کے دروازوں سے ہمیشہ

کے لئے داخل ہو جاؤ جو متکبرین کے لئے بہت بری جگہ ہے۔'' (سورہ نحل، آیت نمبر 28-29)

مَسئله 33 کافر کی روح قبض کرتے وقت فرشتے ان کے چہروں پر تھپڑ اور پیٹھوں پر کوڑے مارتے ہیں اور ساتھ ساتھ آگ کے عذاب کی خوشخبری بھی دیتے ہیں۔

﴿ وَلَوْ تَرٰىٓ اِذْ يَتَوَفَّى الَّذِيْنَ كَفَرُوا الْمَلٰٓئِكَةُ يَضْرِبُوْنَ وُجُوْهَهُمْ وَاَدْبَارَهُمْ وَذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ O﴾ (50:8)

''کاش تم وہ منظر دیکھ سکو جب فرشتے کافروں کی روح قبض کر رہے ہوتے ہیں اور (ساتھ ساتھ) ان کے چہروں اور پیٹھوں پر ضربیں لگا رہے ہوتے ہیں اور کہتے ہیں اب جلنے کے عذاب کا مزہ چکھو۔'' (سورۃ انفال، آیت نمبر 50)

﴿ فَكَيْفَ اِذَا تَوَفَّتْهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ يَضْرِبُوْنَ وُجُوْهَهُمْ وَاَدْبَارَهُمْ ﴾ (27:47)

''اس وقت کیا حال ہوگا (کافروں کا) جب فرشتے ان کی روح قبض کریں گے (اور ساتھ) ان کے چہروں اور پیٹھوں پر مار رہے ہوں گے۔'' (سورۃ محمد، آیت نمبر 27)

مَسئله 34 کافر کی روح قبض کرنے سے پہلے فرشتے اسے خوب ڈانٹتے ڈپٹتے ہیں اور رُسوا کن عذاب سے دوچار ہونے کا مژدہ سناتے ہیں۔

﴿ وَلَوْ تَرٰىٓ اِذِ الظّٰلِمُوْنَ فِيْ غَمَرَاتِ الْمَوْتِ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَاسِطُوْٓا اَيْدِيْهِمْ اَخْرِجُوْٓا اَنْفُسَكُمْ اَلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا كُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ وَكُنْتُمْ عَنْ اٰيٰتِهٖ تَسْتَكْبِرُوْنَ O﴾ (93:6)

''کاش تم کافروں کو اس وقت دیکھو جب وہ موت کی سختیوں میں (پھنسے) ہوتے ہیں اور فرشتے ہاتھ پھیلائے ہوئے کہہ رہے ہوتے ہیں نکالو اپنی جانیں، آج تمہیں ذلت کا عذاب دیا جائے گا کیونکہ تم اللہ کی طرف ناحق باتیں منسوب کیا کرتے تھے اور اس کی آیتوں سے تکبر کیا کرتے تھے۔'' (سورۃ انعام، آیت نمبر 93)

مَسئله 35 کافر کی روح قبض کرنے کے لئے سیاہ چہرے والے عذاب کے

فرشتے آتے ہیں۔

مَسئلہ 36 کافر کی روح لپیٹنے کے لئے عذاب کے فرشتے ٹاٹ کا کفن اپنے ساتھ لاتے ہیں۔

مَسئلہ 37 کافر کی روح اس کے جسم سے اتنی مشکل سے نکلتی ہے جتنی مشکل سے لوہے کی سیخ گیلی اون سے باہر نکلتی ہے۔

مَسئلہ 38 کافر کی روح سے روئے زمین پر پائے جانے والے بدترین مردار سے زیادہ غلیظ اور گندی بو آتی ہے۔

مَسئلہ 39 آسمان پر جاتے ہوئے جن جن فرشتوں کے پاس سے روح کا گزر ہوتا ہے وہ سب اسے لعنت ملامت کرتے ہیں۔

مَسئلہ 40 کافر کی روح کو اللہ تعالیٰ کے حضور لے جانے کے لئے آسمان اول کا دروازہ کھولنے کی درخواست کی جاتی ہے لیکن محافظ فرشتے دروازہ کھولنے سے انکار کردیتے ہیں۔

مَسئلہ 41 اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوتا ہے کہ اس کافر کا نام سب سے نچلی (یعنی ساتویں) زمین کے نیچے موجود سجین (جیل) کے رجسٹر میں درج کرلیا جائے۔

مَسئلہ 42 سجین میں اندراج کے بعد کافر کی روح آسمان اول سے بری طرح زمین پر پٹخ دی جاتی ہے۔

عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ ﷺ قَالَ : خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِیْ جَنَازَةِ رَجُلٍ مِنَ الْاَنْصَارِ ، فَانْتَهَیْنَا اِلَی الْقَبْرِ وَلَمَّا یُلْحَدُ بَعْدُ ، فَجَلَسَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَجَلَسْنَا حَوْلَهٗ كَاَنَّمَا عَلٰی رُءُوْسِنَا الطَّیْرُ فِیْ یَدِهٖ عُوْدٌ یَنْكُتُ بِهٖ فِی الْاَرْضِ فَرَفَعَ رَأْسَهٗ فَقَالَ : ((اسْتَعِیْذُوْا

بِـاللّٰہِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ)) مَرَّتَیْنِ اَوْ ثَلاثًا ثُمَّ قَالَ ((وَ اِنَّ الْعَبْدَ الْکَافِرَ اِذَا کَانَ فِیْ اِنْقِطَاعٍ مِنَ الدُّنْیَا وَ اِقْبَالٍ مِنَ الْآخِرَۃِ نَزَلَ اِلَیْہِ مِنَ السَّمَآءِ مَلَائِکَۃٌ سُوْدُ الْوُجُوْہِ مَعَھُمُ الْمُسُوْحُ فَیَجْلِسُوْنَ مِنْہُ مَدَّ الْبَصَرِ ، ثُمَّ یُجِیْءُ ، مَلَکُ الْمَوْتِ حَتّٰی یَجْلِسَ عِنْدَ رَأْسِہٖ فَیَقُوْلُ : اَیَّتُھَاالنَّفْسُ الْخَبِیْثَۃُ ، اُخْرُجِیْ اِلٰی سَخَطٍ مِنَ اللّٰہِ وَغَضَبٍ قَالَ فَتَفَرَّقُ فِیْ جَسَدِہٖ فَیَنْتَزِعُھَا کَمَا یُنْتَزَعُ السَّفُّوْدُ مِنَ الصُّوْفِ الْمَبْلُوْلِ ، فَیَاْخُذُھَا ، فَاِذَا اَخَذَھَا لَمْ یَدَعُوْھَا فِیْ یَدِہٖ طَرْفَۃَ عَیْنٍ حَتّٰی یَجْعَلُوْھَا فِیْ تِلْکَ الْمُسُوْحِ ، وَیَخْرُجُ مِنْھَا کَأَنْتَنِ رِیْحِ جِیْفَۃٍ وُجِدَتْ عَلٰی وَجْہِ الْاَرْضِ فَیَصْعَدُوْنَ بِھَا فَلاَ یَمُرُّوْنَ بِھَا عَلٰی مَلاَءٍ مِنَ الْمَلاَئِکَۃِ اِلاَّ قَالُوْا : مَاھٰذِہِ الرِّیْحُ الْخَبِیْثَۃُ ؟ فَیَقُوْلُوْنَ : فُلاَنُ ابْنُ فُلاَنٍ ، بِاَقْبَحِ اَسْمَائِہِ الَّتِیْ کَانَ یُسَمّٰی بِھَا فِی الدُّنْیَا ، حَتّٰی یُنْتَھٰی بِھَا اِلَی السَّمَاءِ الدُّنْیَا ، فَیُسْتَفْتَحُ لَہٗ فَلاَ یُفْتَحُ لَہٗ ، ثُمَّ قَرَأَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ ﴿ لاَ تُفَتَّحُ لَھُمْ اَبْوَابُ السَّمَاءِ ، وَلاَیَدْخُلُوْنَ الْجَنَّۃَ حَتّٰی یَلِجَ الْجَمَلُ فِیْ سَمِّ الْخِیَاطِ ﴾ (الاعراف : 40) فَیَقُوْلُ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ : اُکْتُبُوْا کِتَابَہٗ فِیْ سِجِّیْنٍ فِی الْاَرْضِ السُّفْلٰی ، فَتُطْرَحُ رُوْحُہٗ طَرْحًا ، ثُمَّ قَرَأَ : ﴿وَمَنْ یُّشْرِکْ بِاللّٰہِ فَکَاَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَآءِ فَتَخْطَفُہُ الطَّیْرُ اَوْ تَھْوِیْ بِہِ الرِّیْحُ فِیْ مَکَانٍ سَحِیْقٍ (الحج : 31) ﴾رَوَاہُ اَحْمَدُ[1] (حسن)

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم ایک انصاری کے جنازے کے لئے رسول اکرم ﷺ کے ساتھ (تدفین کے لئے) نکلے جب ہم قبرستان پہنچے تو قبر ابھی تیار نہیں ہوئی تھی چنانچہ رسول اکرم ﷺ بیٹھ گئے اور ہم بھی آپ ﷺ کے گرد (اس قدر خاموشی سے) بیٹھ گئے گویا ہمارے سروں پر پرندے بیٹھے ہوئے ہیں آپ ﷺ کے ہاتھ میں ایک چھڑی تھی جس سے آپ ﷺ زمین کرید رہے تھے آپ ﷺ نے سر مبارک اوپر اٹھایا اور فرمایا ''عذاب قبر سے اللہ کی پناہ طلب کرو۔'' آپ ﷺ نے یہ بات دو یا تین مرتبہ ارشاد فرمائی۔ پھر فرمایا ''کافر آدمی جب دنیا سے کوچ کرنے لگتا ہے اور آخرت کی طرف روانہ ہوتا ہے تو اس کی طرف سیاہ چہرے والے فرشتے نازل ہوتے ہیں ان کے پاس ٹاٹ (کے کفن) ہوتے ہیں اور وہ اس سے حدنگاہ کے فاصلہ پر بیٹھ جاتے ہیں پھر ملک الموت (حضرت عزرائیل) آتا ہے اور اس کے سر کے پاس بیٹھ جاتا ہے اور کہتا ہے اے خبیث روح! نکل (اور چل) اللہ کی غصے اور

[1] الترغیب والترھیب ، لمحی الدین ، الجزء الرابع، رقم الحدیث 5221

غضب کی طرف، روح جسم کے اندر جاتی ہے اور فرشتے اسے اس طرح باہر کھینچتے ہیں جیسے کانٹے دار لوہے کی سیخ گیلی اون سے باہر نکالی جاتی ہے۔ فرشتہ اس کی روح نکال لیتا ہے تو دوسرے فرشتے لمحہ بھر کے لئے بھی اسے ملک الموت کی ہاتھ میں نہیں رہنے دیتے بلکہ اسے ٹاٹ (کے کفن) میں لپیٹ لیتے ہیں۔ روئے زمین پر کسی مردار سے اٹھنے والی بدترین سڑاند جیسی بدبو اس روح سے آرہی ہوتی ہے فرشتے اسے لے کر اوپر (آسمان کی طرف) جاتے ہیں (راستے میں) جہاں کہیں ان کا گزر مقرب فرشتوں پر ہوتا ہے تو وہ کہتے ہیں یہ کس خبیث (روح) کی بدبو ہے۔ جواب میں فرشتے کہتے ہیں یہ فلاں ابن فلاں کی روح ہے۔ بدترین نام جو دنیا میں لیا جاتا تھا یہاں تک کہ فرشتے اسے لے کر آسمان دنیا تک پہنچ جاتے ہیں فرشتے آسمان کا دروازہ کھولنے کے لئے درخواست کرتے ہیں لیکن دروازہ نہیں کھولا جاتا۔ پھر رسول اکرم ﷺ نے یہ آیت پڑھی (کافروں کے لئے) آسمان کے دروازے نہیں کھولے جاتے نہ ہی وہ جنت میں داخل ہوں گے حتی کہ اونٹ سوئی کے ناکے سے گزر جائے۔'' (سورۃ اعراف، آیت نمبر 40) پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوتا ہے سب سے نچلی زمین میں موجود سجین (جیل) میں اس کا اندراج کرلو اور کافر کی روح بری طرح زمین پر پٹخ دی جاتی ہے۔ اس کے بعد رسول اکرم ﷺ نے قرآن مجید کی یہ آیت تلاوت فرمائی ''جس نے اللہ سے شرک کیا وہ گویا آسمان سے گر پڑا اب اسے پرندے اچک لیں یا ہوا اسے کسی دور دراز مقام پر پھینک دے (سورۃ حج، آیت نمبر 31)۔'' اسے احمد نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 43 کافر کی روح قبض کرنے سے پہلے فرشتے کافر کو اللہ کے عذاب اور عقاب کا ''مژدہ'' سناتے ہیں جس سے کافر اللہ کے پاس جانا پسند نہیں کرتا۔

وضاحت: حدیث مسئلہ نمبر 15 کے تحت ملاحظہ فرمائیں۔

مسئلہ 44 کافر کی روح قبض کرنے سے پہلے فرشتے اسے یوں مخاطب کرتے ہیں ''اے خبیث روح! تو خبیث جسم میں تھی اب نکل ذلیل ہو کر، آج بشارت ہو تجھے (جہنم کے) کھولتے پانی اور پیپ کی اور دوسرے عذابوں کی۔''

وضاحت : حدیث مسئلہ نمبر 29 کے تحت ملاحظہ فرمائیں۔

مَسئلہ 45 کافر روح کی بدبو محسوس کر کے فرشتے اس پر لعنت بھیجتے ہیں۔

وضاحت : حدیث مسئلہ نمبر 30 کے تحت ملاحظہ فرمائیں۔

مَسئلہ 46 کافر روح کو سجین کی طرف لے جاتے ہوئے زمین کے دروازوں کے فرشتے روح کی بدبو محسوس کر کے شدید اظہار نفرت کرتے ہیں۔

وضاحت : حدیث مسئلہ نمبر 24 تا 27 کے تحت ملاحظہ فرمائیں۔

❁❁❁

كَلَامُ الْمَيِّتِ وَسِمَاعُهُ

میت کا کلام کرنا اور سننا

مَسئله 47 مرنے کے بعد نیک اور بد دونوں میتیں اپنا اپنا انجام دیکھ کر اپنے اپنے پسماندگان سے ہمکلام ہوتی ہیں جسے پسماندگان نہیں سنتے اگر سن لیں تو بے ہوش ہو جائیں۔

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ ﷛ یَقُوْلُ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِذَا وُضِعَتِ الْجَنَازَةُ فَاحْتَمَلَهَا الرِّجَالُ عَلٰی اَعْنَاقِهِمْ فَاِنْ کَانَتْ صَالِحَةً قَالَتْ قَدِّمُوْنِیْ قَدِّمُوْنِیْ وَاِنْ کَانَتْ غَیْرَ صَالِحَةٍ قَالَتْ یَا وَیْلَهَا اَیْنَ یَذْهَبُوْنَ بِهَا ؟ یَسْمَعُ صَوْتَهَا کُلُّ شَیْءٍ اِلَّا الْاِنْسَانَ وَلَوْ سَمِعَهَا الْاِنْسَانُ لَصَعِقَ)) . رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ[1]

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ''جب جنازہ تیار ہوتا ہے اور لوگ اسے اپنے کندھوں پر اٹھا لیتے ہیں نیک آدمی کہتا ہے مجھے جلدی لے چلو مجھے جلدی لے چلو اگر نیک نہ ہو تو کہتا ہے ہائے ہلاکت! مجھے کہاں لے جا رہے ہو میت کی آواز انسانوں (اور جنوں) کے علاوہ ساری مخلوق سنتی ہے اگر انسان سن لے تو بے ہوش ہو جائے۔'' اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

وضاحت: آپ ﷺ کا ارشاد مبارک ہے میت کو جلد از جلد دفن کرو تا کہ اگر مرنے والا نیک ہے تو جلد از جلد بھلائی حاصل کرے اور اگر برا ہے تو اس کا بوجھ جلد از جلد کندھوں سے اتر جائے۔ (بخاری)

مَسئله 48 جنگ بدر کے مقتول کافروں نے رسول اللہ ﷺ کا فرمان مبارک سنا۔

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ ﷛ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ تَرَکَ قَتْلٰی بَدْرٍ ثَلَاثًا ثُمَّ اَتَاهُمْ فَقَامَ عَلَیْهِمْ فَنَادَاهُمْ فَقَالَ ((یَا اَبَا جَهْلِ بْنَ هِشَامٍ ! یَا اُمَیَّةَ بْنَ خَلَفٍ! یَا عُتْبَةَ بْنَ رَبِیْعَةَ ! یَا شَیْبَةَ

[1] کتاب الجنائز ، باب کلام المیت علی الجنازة

بْنَ رَبِيْعَةَ ! اَلَيْسَ قَدْ وَجَدْتُمْ مَا وَعَدَكُمْ رَبُّكُمْ حَقًّا ؟ فَاِنِّيْ قَدْ وَجَدْتُ مَا وَعَدَنِيْ رَبِّيْ حَقًّا)) فَسَمِعَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَوْلَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ !كَيْفَ يَسْمَعُوْا وَاَنّٰى يُجِيْبُوْا وَقَدْ جَيَّفُوْا قَالَ ((وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ ! مَا اَنْتُمْ بِاَسْمَعَ لِمَا اَقُوْلُ مِنْهُمْ وَ لٰكِنَّهُمْ لاَ يَقْدِرُوْنَ اَنْ يُجِيْبُوْا)) ثُمَّ اَمَرَبِهِمْ فَسُحِبُوْا فَاُلْقُوْا فِيْ قَلِيْبِ بَدْرٍ . رَوَاهُ مُسْلِمٌ [1]

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے بدر کے مقتولین کو تین دن تک ایسے ہی پڑا رہنے دیا پھر آپ ﷺ ان کے پاس تشریف لائے اوران پر کھڑے ہو کر آواز دی فرمایا ''اے ابوجہل بن ہشام' اے امیہ بن خلف اے عتبہ بن ربیعہ' اے شیبہ بن ربیعہ! تمہارے رب نے (میرے ذریعے) تمہارے ساتھ جو وعدہ کیا تھا کیا تم نے اسے سچ پالیا (یا نہیں؟) میرے رب نے میرے ساتھ جو وعدہ کیا تھا میں نے تو اسے سچ پالیا۔'' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کا ارشاد سنا تو عرض کیا ''یارسول اللہ ﷺ! یہ کیسے سنتے ہیں اور کیا جواب دیتے ہیں حالانکہ یہ تو اب مردار ہو چکے ہیں؟'' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں جو کچھ ان سے کہہ رہا ہوں وہ تم ان سے زیادہ نہیں سن رہے؟ ہاں! البتہ یہ جواب نہیں دے سکتے۔'' پھر آپ ﷺ نے انہیں ٹھکانے لگانے کا حکم دیا تو وہ گھسیٹ کر (بدر کے کنویں) قلیب میں ڈال دیئے گئے۔'' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 49 تدفین کے بعد جب میت کے اعزہ واقرباء واپس جاتے ہیں تو میت ان کے قدموں کی آواز سنتی ہے۔

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِنَّ الْعَبْدَ اِذَا وُضِعَ فِيْ قَبْرِهٖ وَتَوَلّٰى عَنْهُ اَصْحَابُهٗ اِنَّهٗ لَيَسْمَعُ خَفْقَ نِعَالِهِمْ اِذَا انْصَرَفُوْا)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ [2]

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''جب بندہ اپنی قبر میں دفن کیا جاتا ہے اوراس کے ساتھی واپس پلٹتے ہیں تو میت اپنے ساتھیوں کے جوتوں کی آواز سنتی ہے۔'' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

---

[1] كتاب الجنة و صفة ، باب عرض مقعد الميت من الجنة والنار عليه و اثبات عذاب القبر

[2] كتاب الجنة و صفة ، باب عرض مقعد الميت من الجنة والنار عليه و اثبات عذاب القبر

مَعْنَى الْقَبْرِ
قبر کا مفہوم

مَسئلہ 50 ''قبر'' کا مطلب کسی چیز کو چھپانا یا دفن کرنا ہے۔

﴿ فَبَعَثَ اللّٰهُ غُرَابًا يَّبْحَثُ فِى الْاَرْضِ لِيُرِيَهٗ كَيْفَ يُوَارِىْ سَوْءَةَ اَخِيْهِ ﴾(31:5)

''پھر اللہ تعالیٰ نے ایک کوا بھیجا جس نے زمین کھودی تا کہ (قابیل کو) دکھائے کہ وہ اپنے بھائی کی لاش کیسے چھپا سکتا ہے۔'' (سورۃ مائدہ، آیت نمبر 31)

قَوْلُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَل ﴿فَاَقْبَرَهٗ﴾ (21:80) اَقْبَرْتُ الرَّجُلَ: اِذَا جَعَلْتُ لَهٗ قَبْرًا وَقَبَرْتُهٗ: دَفَنْتُهٗ.[1]

سورۃ عبس کی آیت 21 میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے '' فَاَقْبَرَهٗ'' عرب لوگ کہتے ہیں ''اَقْبَرْتُ الرَّجُلَ ''، یعنی میں نے آدمی کو دفن کیا۔ جب کوئی آدمی کہے کہ میں نے اس کے لئے قبر بنائی اور اسے قبر میں ڈالا تو اس کا مطلب ہے میں نے اسے دفن کیا۔ (بخاری)

مَسئلہ 51 قبر کی زندگی کو برزخ (یعنی پردہ) کی زندگی یا عالم برزخ بھی کہا جاتا ہے۔

﴿ وَمِنْ وَّرَآئِهِمْ بَرْزَخٌ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ﴾(100:23)

''ان سب (مرنے والوں) کے پیچھے ایک پردہ حائل ہے اس دن تک کے لئے جب وہ (قبروں سے) اٹھائے جائیں گے۔ (سورۃ مومنون، آیت نمبر 100)

وضاحت : مرنے کے بعد میت مٹی میں دفن ہو یا پانی میں غرق ہو یا درندے اسے کھا جائیں یا جلا کر اسے راکھ بنا دیا جائے، جہاں جہاں میت کا جسم یا جسم کے ذرات یا ذرہ ٹھہرے گا، وہی اس کی قبر کہلائے گی۔

☺☺☺

---

[1] بخاری ، کتاب الجنائز ، باب ما جاء فی قبر النبی ﷺ

نَعِيمُ الْقَبْرِ حَقٌّ
قبر کی نعمتیں حق ہیں

مَسئلہ 52 اہل ایمان کو قبر میں جنت کی نعمتیں حاصل ہوتی ہیں۔

﴿ اَلَّذِيْنَ تَتَوَفّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ طَيِّبِيْنَ يَقُوْلُوْنَ سَلٰمٌ عَلَيْكُمُ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴾O(32:16)

''نیک اور پاک لوگوں کی روح قبض کرنے کے لئے جب فرشتے آتے ہیں تو (پہلے) السلام علیکم کہتے ہیں (اور پھر کہتے ہیں) داخل ہو جاؤ جنت میں ان اعمال کے بدلے جو تم کرتے رہے۔'' (سورۃ نحل، آیت نمبر32)

مَسئلہ 53 قبر مومن کے لئے سرسبز و شاداب باغ ہے جس میں چودہویں کے چاند جیسی روشنی ہوتی ہے ۔

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((اِنَّ الْمُؤْمِنَ فِيْ قَبْرِهٖ لَفِيْ رَوْضَةٍ خَضْرَاءَ فَيُرَحَّبُ لَهٗ قَبْرُهٗ سَبْعُوْنَ ذِرَاعًا وَ يُنَوَّرُ لَهٗ كَالْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ)) رَوَاهُ اَبُوْ يَعْلٰى [1] (حسن)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''بے شک مومن اپنی قبر میں سرسبز باغ میں ہوتا ہے جو اس کے لئے ستر ہاتھ (تقریباً 105 فٹ یا 35 میٹر) فراخ کر دیا جاتا ہے اور اس میں چودھویں رات کے چاند جیسی روشنی کر دی جاتی ہے۔'' اسے ابو یعلی نے روایت کیا ہے۔

وضاحت : دوسری حدیث میں مومن کی قبر ستر در ستر (یعنی 35X35 میٹر) فراخ کرنے کے الفاظ آئے ہیں۔ قبر میں فراخی مومن کے نیک اعمال کے مطابق ہوگی۔ واللہ اعلم!

مَسئلہ 54 اہل ایمان کو قبر میں ان کی جنت والی رہائش گاہ صبح و شام دکھائی جاتی

[1] الترغيب والترهيب لمحى الدين ، الجزء الرابع، رقم الحديث 5216

ہے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ اِنَّ اَحَدَکُمْ اِذَا مَاتَ عُرِضَ عَلَیْہِ مَقْعَدُہٗ بِالْغَدَاۃِ وَالْعَشِیِّ اِنْ کَانَ مِنْ اَھْلِ الْجَنَّۃِ فَمِنْ اَھْلِ الْجَنَّۃِ وَاِنْ کَانَ مِنْ اَھْلِ النَّارِ فَمِنْ اَھْلِ النَّارِ یُقَالُ ھٰذَا مَقْعَدُکَ حَتّٰی یَبْعَثَکَ اللّٰہُ اِلَیْہِ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ)) رَوَاہُ مُسْلِمٌ [1]

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''تم میں سے جب کوئی مرتا ہے تو اسے صبح وشام اس کا ٹھکانہ دکھایا جاتا ہے اگر وہ جنتی ہے تو اسے جنتیوں والے محلات دکھائے جاتے ہیں اور اگر جہنمی ہے تو جہنمیوں والا ٹھکانہ دکھایا جاتا ہے اور اسے بتایا جاتا ہے یہ ہے تیری رہائش گاہ اللہ تعالیٰ قیامت کے روز تجھے یہاں بھیجے گا۔'' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 55 مومن کو قبر میں جنت کا بستر اور جنت کا لباس مہیا کیا جاتا ہے۔

وضاحت : حدیث مسئلہ نمبر 91 کے تحت ملاحظہ فرمائیں۔

مَسئلہ 56 مومن کی قبر میں جنت کی طرف ایک مستقل دروازہ کھول دیا جاتا ہے۔

وضاحت : حدیث مسئلہ نمبر 92 کے تحت ملاحظہ فرمائیں۔

OOO

[1] کتاب الجنة و صفة ، باب عرض مقعد المیت من الجنة و النار علیه و اثبات عذاب القبر

عَذَا بُ الْقَبْرِ حَقٌّ

عذاب قبر حق ہے

مَسئلہ 57 عذاب قبر حق ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ يَهُوْدِيَّةً دَخَلَتْ عَلَيْهَا فَذَكَرَتْ عَذَابَ الْقَبْرِ فَقَالَتْ لَهَا : أَعَاذَكِ اللّٰهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ ، فَسَأَلَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا : رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنْ عَذَابِ الْقَبْرِ ؟ فَقَالَ :((نَعَمْ ، عَذَابُ الْقَبْرِ حَقٌّ)) قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا: فَمَا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بَعْدُ صَلّٰى صَلاَةً اِلَّا تَعَوَّذَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ . رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ❶

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک یہودی عورت ان کے پاس آئی اور عذاب قبر کا ذکر کیا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہنے لگی ''اللہ تجھے عذاب قبر سے بچائے۔'' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں میں نے رسول اکرم ﷺ سے عذاب قبر کے بارے میں سوال کیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہاں ''عذاب قبر حق ہے'' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں اس کے بعد میں نے نبی اکرم ﷺ کو کوئی ایسی نماز پڑھتے نہیں دیکھا جس میں آپ نے عذاب قبر سے پناہ نہ مانگی ہو۔'' اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 58 رسول اکرم ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے بذریعہ وحی عذاب قبر کے بارے میں آگاہ فرمایا۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : دَخَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَعِنْدِي امْرَأَةٌ مِنَ الْيَهُوْدِ ، وَهِيَ تَقُوْلُ : اِنَّكُمْ تُفْتَنُوْنَ فِي الْقُبُوْرِ ، فَارْتَاعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَقَالَ : ((اِنَّمَا تُفْتَنُ يَهُوْدُ)) وَقَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا : فَلَبِثْنَا لَيَالِيَ ، ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ ﷺ ((اِنَّهُ أُوْحِيَ اِلَيَّ اَنَّكُمْ تُفْتَنُوْنَ فِي الْقُبُوْرِ)) قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فَسَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بَعْدُ يَسْتَعِيْذُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ . رَوَاهُ النَّسَائِيُّ ❷ **(صحيح)**

❶ بخاری ، کتاب الجنائز ، باب ما جاء فی عذاب القبر
❷ کتاب الجنائز ، باب التعوذ من عذاب القبر

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں رسول اکرم ﷺ میرے ہاں تشریف لائے اس وقت میرے پاس ایک یہودی عورت بیٹھی ہوئی تھی اور کہہ رہی تھی ''تم لوگ قبروں میں آزمائے جاؤ گے۔'' (یعنی عذاب دیئے جاؤ گے) رسول اکرم ﷺ (نے یہ بات سنی اور) گھبرا گئے فرمایا ''بے شک یہودی عذاب دیئے جائیں گے۔'' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں اس کے بعد ہم نے کئی راتیں (وحی کا) انتظار کیا پھر (ایک روز) رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ''میری طرف وحی کی گئی ہے کہ تم لوگ قبروں میں آزمائے جاؤ گے۔'' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں ''اس کے بعد میں نے آپ ﷺ کو ہمیشہ عذاب قبر سے پناہ مانگتے سنا ہے۔'' اسے نسائی نے روایت کیا ہے۔

وضاحت : مذکورہ حدیث متلو وحی (یعنی قرآن مجید) کے علاوہ غیر متلو وحی کی واضح مثال ہے۔

مسئلہ 59 کافروں کو قبر میں عذاب دیا جاتا ہے اور ان کے چیخنے چلانے کی آواز (انسانوں اور جنوں کے علاوہ) سارے جانور سنتے ہیں

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((اِنَّ الْمَوْتٰى لَيُعَذَّبُوْنَ فِيْ قُبُوْرِهِمْ حَتّٰى اِنَّ الْبَهَائِمَ لَتَسْمَعُ اَصْوَاتَهُمْ)) رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ [1] (حسن)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ''مردے (کافر یا مشرک) اپنی قبروں میں عذاب دیئے جاتے ہیں اور ان (کے چیخنے چلانے) کی آوازیں سارے چوپائے سنتے ہیں۔'' اسے طبرانی نے روایت کیا ہے۔

عَنْ اَيُّوْبَ رضی اللہ عنہ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَعْدَ مَاغَرَبَتِ الشَّمْسُ فَسَمِعَ صَوْتًا فَقَالَ ((يَهُوْدُ تُعَذَّبُ فِيْ قُبُوْرِهَا)) .رَوَاهُ مُسْلِمٌ [2]

حضرت ایوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ سورج غروب ہونے کے بعد (گھر سے) نکلے تو (قبرستان میں) ایک آواز سنی آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''یہودیوں کو ان کی قبروں میں عذاب ہو رہا ہے۔'' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 60 عہد نبوی میں عذاب قبر کا ایک عبرت ناک واقعہ جسے مدینہ منورہ کے

[1] الترغيب والترهيب ، لمحى الدين ديب ، الجزء الرابع، رقم الحديث

[2] كتاب الجنة و صفة ، باب عرض المعقد على الميت و عذاب القبر

سب لوگوں نے دیکھا۔

عَنْ اَنَسٍ ﷛ اَنَّهُ قَالَ كَانَ رَجُلٌ نَصْرَانِيًّا فَاَسْلَمَ وَقَرَءَ الْبَقَرَةَ وَآلَ عِمْرَانَ فَكَانَ يَكْتُبُ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَعَادَ نَصْرَانِيًّا ، فَكَانَ يَقُوْلُ : مَايَدْرِيْ مُحَمَّدٌ ﷺ اِلَّا مَاكَتَبْتُ لَهُ ' فَاَمَاتَهُ اللّٰهُ فَدَفَنُوْهُ فَاصْبَحَ وَقَدْ لَفَظَتْهُ الْاَرْضُ فَقَالُوْا : هٰذَا فِعْلُ مُحَمَّدٍ ﷺ وَاَصْحَابِهٖ ' نَبَشُوْا عَنْ صَاحِبِنَا لَمَّا هَرَبَ مِنْهُمْ فَاَلْقَوْهُ ' فَحَفَرُوْا لَهُ فَأَعْمَقُوْا فَأَصْبَحَ وَقَدْ لَفَظَتْهُ الْاَرْضُ فَقَالُوْا : هٰذَا فِعْلُ مُحَمَّدٍ ﷺ وَأَصْحَابِهٖ ' نَبَشُوْا عَنْ صَاحِبِنَا لَمَّا هَرَبَ مِنْهُمْ فَاَلْقَوْهُ خَارِجَ الْقَبْرِ ' فَحَفَرُوْا لَهُ ، وَأَعْمَقُوْا لَهُ فِي الْأَرْضِ مَااسْتَطَاعُوْا فَأَصْبَحَ قَدْ لَفَظَتْهُ الْاَرْضُ فَعَلِمُوْا اَنَّهُ لَيْسَ مِنَ النَّاسِ فَاَلْقَوْهُ . رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ[1]

حضرت انس ﷛ روایت کرتے ہیں کہ ایک عیسائی آدمی مسلمان ہوا اس نے سورۃ بقرہ اور سورۃ آل عمران پڑھ لی اور رسول اکرم ﷺ کے لئے (وحی کی) کتابت کرنے لگا لیکن بعد میں مرتد ہو گیا کہنے لگا محمد (ﷺ) کو تو کسی بات کا پتہ ہی نہیں ہے جو کچھ میں لکھ کر دیتا ہوں بس وہی کہہ دیتے ہیں۔ اللہ نے جب اسے موت دی تو عیسائیوں نے اسے (قبر میں) دفن کر دیا صبح ہوئی تو (لوگوں نے دیکھا کہ) زمین نے اسے باہر نکال پھینکا ہے عیسائیوں نے کہا یہ محمد (ﷺ) اور ان کے ساتھیوں کا کام ہے چونکہ وہ ان کے دین سے بھاگ کر آیا ہے لہذا انہوں نے اس کی قبر کھود کر لاش باہر نکال پھینکی ہے عیسائیوں نے اس کے لئے دوبارہ (نئی جگہ) قبر کھودی اور اسے (پہلے کی نسبت) بہت گہرا بنایا اور (لاش کو دوبارہ دفن کر دیا) جب صبح ہوئی تو (لوگوں نے دیکھا کہ) زمین نے اسے پھر باہر نکال پھینکا ہے عیسائیوں نے پھر الزام لگایا یہ محمد (ﷺ) اور ان کے ساتھیوں کا کام ہے چونکہ وہ ان کے دین سے بھاگ کر آیا ہے لہذا انہوں نے اس کی قبر کھود کر لاش باہر نکال پھینکی ہے عیسائیوں نے (تیسری مرتبہ) اس کے لئے قبر کھودی اور اتنی گہری بنائی جتنی گہری وہ بنا سکتے تھے۔ صبح ہوئی تو (لوگوں نے دیکھا کہ) زمین نے اسے پھر نکال باہر پھینکا ہے تب انہیں یقین ہو گیا کہ یہ مسلمانوں کا کام نہیں ہے (بلکہ اللہ کا عذاب ہے) چنانچہ عیسائیوں نے اس کی لاش ایسے ہی چھوڑ دی۔'' اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

☜☜☜

[1] کتاب المناقب ، باب علامات النبوة فی الاسلام

عَذَابُ الْقَبْرِ فِیْ ضَوْءِ الْقُرْآنِ
عذابِ قبر،قرآن مجید کی روشنی میں

مَسئلہ 61 سمندر میں غرق ہونے کے بعد آل فرعون کو روزانہ صبح وشام آگ کا عذاب دیا جاتا ہے۔

﴿ وَحَاقَ بِآلِ فِرْعَوْنَ سُوْءُ الْعَذَابِ ○ اَلنَّارُ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَّ عَشِيًّا وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ اَدْخِلُوْٓا آلَ فِرْعَوْنَ اَشَدَّ الْعَذَابِ ○ ﴾ (46-45:40)

”آل فرعون بدترین عذاب کے پھیر میں آ گئے جہنم کی آگ کے سامنے وہ صبح وشام پیش کئے جاتے ہیں اور جب قیامت کی گھڑی آئے گی تو حکم ہوگا کہ آل فرعون کو شدید ترین عذاب میں داخل کرو۔“ (سورۃ مومن، آیت نمبر 45-46)

مَسئلہ 62 موت کے وقت سے ہی کافروں کو عذاب شروع ہو جاتا ہے۔

﴿ وَلَوْ تَرٰٓى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ فِيْ غَمَرٰتِ الْمَوْتِ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَاسِطُوْٓا اَيْدِيْهِمْ اَخْرِجُوْٓا اَنْفُسَكُمْ اَلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا كُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ وَكُنْتُمْ عَنْ اٰيٰتِهٖ تَسْتَكْبِرُوْنَ ○ ﴾ (93:6)

”کاش! تم ظالموں کو اس حالت میں دیکھو جب وہ جان کنی کی تکلیف میں مبتلا ہوتے ہیں فرشتے ہاتھ بڑھا بڑھا کر کہہ رہے ہوتے ہیں، لاؤ نکالو اپنی جانیں آج تمہیں ان باتوں کی پاداش میں رسوا کن عذاب دیا جائے گا جو تم ناحق اللہ تعالیٰ کے بارے میں کہا کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ کی آیات کے مقابلے میں تکبر کیا کرتے تھے۔“ (سورۃ انعام، آیت نمبر 93)

مَسئلہ 63 کافروں کی روح قبض کرتے ہی فرشتے انہیں جہنم کے عذاب میں

جھونک دیتے ہیں۔

﴿ اَلَّذِيْنَ تَتَوَفّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِيْٓ اَنْفُسِهِمْ فَاَلْقَوُا السَّلَمَ مَا كُنَّا نَعْمَلُ مِنْ سُوْٓءٍ بَلٰٓى اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ○ فَادْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا فَلَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ ○﴾ (16:28-29)

''اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے کافر جب (موت کے وقت) فرشتوں کے ہاتھوں گرفتار ہوتے ہیں تو فورا (سرکشی سے) باز آجاتے ہیں اور کہتے ہیں ''ہم تو کوئی برا کام نہیں کر رہے تھے'' فرشتے جواب دیتے ہیں'' کیسے نہیں کر رہے تھے؟ اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال سے خوب واقف ہے اب جہنم کے دروازوں میں داخل ہو جاؤ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ،جہنم یقیناً بہت ہی برا ٹھکانہ ہے تکبر کرنے والوں کے لئے۔'' (سورۃ نحل، آیت نمبر 28-20)

مسئلہ 64 کافروں کی روح قبض کرتے ہی فرشتے انہیں مارنا پیٹنا شروع کر دیتے ہیں۔

﴿وَلَوْ تَرٰٓى اِذْ يَتَوَفَّى الَّذِيْنَ كَفَرُوا الْمَلٰٓئِكَةُ يَضْرِبُوْنَ وُجُوْهَهُمْ وَاَدْبَارَهُمْ وَذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ ○﴾ (8:50)

''کاش! تم دیکھتے جب فرشتے (میدان بدر میں) کافروں کی روحیں قبض کر رہے تھے وہ ان کے چہروں اور کولہوں پر ضربیں لگاتے جاتے تھے اور کہتے جاتے تھے ''لو اب جلنے کی سزا کا مزا چکھو۔'' (سورۃ انفال، آیت نمبر 50)

﴿ فَكَيْفَ اِذَا تَوَفَّتْهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ يَضْرِبُوْنَ وُجُوْهَهُمْ وَاَدْبَارَهُمْ ﴾ (47:27)

''پس کیا حال ہوگا کافروں کا جس وقت فرشتے ان کی روحیں قبض کریں گے اور ان کے چہروں اور پیٹھوں پر (تھپڑ) ماریں گے۔'' (سورہ محمد، آیت 27)

مسئلہ 65 قوم نوح کو غرقاب ہونے کے ساتھ ہی آگ میں داخل کر دیا گیا۔

﴿ مِمَّا خَطِيْٓئٰتِهِمْ اُغْرِقُوْا فَاُدْخِلُوْا نَارًا فَلَمْ يَجِدُوْا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْصَارًا﴾ (71:25)

''قوم نوح کے لوگ اپنے گناہوں کے جرم میں غرق کئے گئے اور آگ میں داخل کر دیئے گئے اور پھر انہوں نے اللہ سے بچانے کے لئے کسی کو اپنا مددگار نہ پایا۔'' (سورہ نوح، آیت نمبر 25)

شِدَّةُ عَذَابُ الْقَبْرِ

عذابِ قبر کی شدت

مَسئلہ 66 قبر کے کنارے بیٹھ کر آپ ﷺ اس قدر روئے کہ مٹی تر ہوگئی۔

عَنِ الْبَرَاءِ ﷺ قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِىْ جَنَازَةٍ ، فَجَلَسَ عَلٰى شَفِيْرِ الْقَبْرِ ، فَبَكٰى حَتّٰى بَلَّ الثَّرٰى ، ثُمَّ قَالَ((يَا اِخْوَانِىْ لِمَثْلِ هٰذَا فَاَعِدُّوْا)).رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ [1] (حسن)

حضرت براء ﷺ سے روایت ہے کہ ہم رسول اکرم ﷺ کے ساتھ ایک جنازے میں تھے۔ آپ ﷺ قبر کے کنارے بیٹھ کر رونے لگے، حتی کہ مٹی آپ ﷺ کے آنسوؤں سے تر ہوگئی پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''اے میرے بھائیو! اس کے لئے کچھ تیاری کرلو۔'' اسے ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 67 قبروں میں لوگ فتنہ دجال کی طرح آزمائے جائیں گے۔

عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِىْ بَكْرٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ((وَ لَقَدْ اُوْحِىَ اِلَىَّ اَنَّكُمْ تُفْتَنُوْنَ فِى الْقُبُوْرِ مِثْلَ اَوْ قَرِيْبًا مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ))، لاَ اَدْرِىْ اَيَّتُهُمَا قَالَتْ اَسْمَاءُ. رَوَاهُ الْبُخَارِىُّ [2]

حضرت اسماء بنت ابی بکر ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ''میری طرف وحی کی گئی ہے کہ تم لوگ قبروں میں فتنہ دجال کی طرح یا اس کے قریب قریب آزمائے جاؤ گے، میں (یعنی حضرت انس ﷺ) نہیں جانتا کہ حضرت اسماء ﷺ نے کون سا لفظ استعمال کیا (یعنی فتنہ دجال کی طرح یا فتنہ دجال کے قریب)۔'' اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ النَّبِىَّ ﷺ كَانَ يَسْتَعِيْذُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ فِتْنَةِ

---

[1] کتاب الزهد ، باب الحزن و البکاء (3383/2)

[2] ابو اب الکسوف ، باب صلاۃ النساء مع الرجال فی الکسوف

الدَّجَّالِ وَقَالَ ((اَنَّكُمْ تُفْتَنُوْنَ فِيْ قُبُوْرِكُمْ)). رَوَاهُ النَّسَائِيُّ ❶ (صحيح)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ عذاب قبر اور فتنہ مسیح دجال سے پناہ مانگا کرتے تھے اور فرماتے ''تم لوگ قبروں میں آزمائے جاؤ گے۔'' اسے نسائی نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 68 رسول اکرم ﷺ نے عذاب قبر سے پناہ مانگی ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّهَا قَالَتْ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اَللّٰهُمَّ رَبَّ جِبْرَائِيْلَ وَمِيْكَائِيْلَ وَرَبَّ اِسْرَافِيْلَ اَعُوْذُبِكَ مِنْ حَرِّ النَّارِ وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ)). رَوَاهُ النَّسَائِي ❷

(صحيح)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے یہ دعا مانگی ہے ''یا اللہ'' جبرائیل' میکائیل اور اسرافیل کے رب ! میں تیری پناہ طلب کرتا ہوں آگ کی گرمی سے اور عذاب قبر سے۔'' اسے نسائی نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 69 اگر لوگ عذاب قبر دیکھ لیں تو قبروں میں مردے دفن کرنا چھوڑ دیں۔

عَنْ اَنَسٍ رضي الله عنه اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ ((لَوْ لاَ اَنْ لاَّ تَدَافَنُوْا لَدَعَوْتُ اللّٰهَ اَنْ يُّسْمِعَكُمْ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ)) .رَوَاهُ مُسْلِمٌ ❸

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ''اگر (مجھے یہ خدشہ نہ ہوتا) تم (اپنے مردے) دفن کرنا چھوڑ دو گے تو میں اللہ تعالی سے دعا کرتا کہ وہ تمہیں عذاب قبر (کی آوازیں) سنوا دے۔'' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 70 اگر لوگ عذاب قبر دیکھ لیں تو ہنسیں کم روئیں زیادہ، عورتوں کے ساتھ تعلقات قائم کرنا بھول جائیں اور بستیاں چھوڑ کر میدانوں اور جنگلوں میں جا بسیں۔

---

❶ كتاب الجنائز ، باب التعوذ من عذاب القبر (1951/2)

❷ كتاب الاستعاذة ، باب الاستعاذة من حر النار (5092/3)

❸ كتاب الجنة و صفة نعيمها ، باب عرض مقعد الميت من الجنة والنار عليه ......

عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ ﷺ قَالَ قَالَ: رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِنِّیْ اَرٰی مَا لاَ تَرَوْنَ، وَاَسْمَعُ مَا لاَ تَسْمَعُوْنَ، اِنَّ السَّمَاءَ اَطَّتْ وَ حَقَّ لَهَا اَنْ تَئِطَّ مَا فِیْهَا مَوْضِعُ اَرْبَعِ اَصَابِعَ اِلاَّ وَمَلَكٌ وَاضِعٌ جَبْهَتَهُ سَاجِدًا لِلّٰهِ وَاللّٰهِ! لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا اَعْلَمُ، لَضَحِكْتُمْ قَلِیْلاً وَ لَبَكَیْتُمْ كَثِیْرًا وَ مَا تَلَذَّذْتُمْ بِالنِّسَاءِ عَلَى الْفُرُشَاتِ. وَ لَخَرَجْتُمْ اِلَى الصُّعُدَاتِ تَجْأَرُوْنَ اِلَى اللّٰه)) قَالَ اَبُوْ ذَرٍّ ﷺ وَاللّٰهِ! لَوَدِدْتُ اَنِّیْ كُنْتُ شَجَرَةً تُعْضَدُ. رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ [1] (حسن)

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ''بے شک میں وہ چیزیں دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے اور میں وہ کچھ سنتا ہوں جو تم نہیں سنتے ۔آسمان (اللہ کے خوف سے) چرچرا رہا ہے اور اسے چرچرانا ہی چاہئے ۔اس ذات کی قسم ! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے آسمان میں چار انگل جگہ (تقریباً تین انچ) ایسی نہیں جہاں کوئی فرشتہ اپنی پیشانی اللہ کے حضور رکھے سجدہ نہ کر رہا ہو، اگر تم وہ باتیں جان لو جو میں جانتا ہوں تو تم ہنستے کم اور روتے زیادہ ۔بستروں پر بیویوں سے لطف اندوز نہ ہو سکتے اور اللہ کی پناہ طلب کرتے ہوئے میدانوں کی طرف نکل جاتے ۔'' (حدیث کے راوی) حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، کاش! میں ایک درخت ہوتا جو کاٹ دیا جاتا ۔اسے ابن ماجہ نے روایت کیا ہے ۔

مَسئلہ 71 قبر سے زیادہ گھبراہٹ اور سختی والی اور کوئی جگہ نہیں ۔

عَنْ عُثْمَانَ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَا رَأَیْتُ مَنْظَرًا قَطُّ اِلاَّ وَ الْقَبْرُ اَفْظَعُ مِنْهُ)). رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ [2] (حسن)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''میں نے قبر سے زیادہ سختی اور گھبراہٹ والی جگہ کوئی نہیں دیکھی ۔'' اسے ترمذی نے روایت کیا ہے ۔

☆☆☆

---
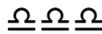
[1] کتاب الزهد ، باب الحزن والبكاء (3378/2)

[2] ابواب الزهد ، باب ما جاء فی فظاعة القبر و انه ...... (1877/2)

تُوجِبُ الْكَبَائِرُ عَذَابَ الْقَبْرِ
کبیرہ گناہوں پر عذاب قبر ہوتا ہے

مَسئلہ 72 رسول اکرم ﷺ نے پیشاب کی چھینٹوں سے احتیاط نہ کرنے پر عذابِ قبر کی خبر دی ہے۔

مَسئلہ 73 غیبت کرنے والوں کو بھی قبر میں عذاب ہوتا ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا مَرَّ النَّبِيُّ ﷺ عَلٰى قَبْرَيْنِ فَقَالَ ((اِنَّهُمَا لَيُعَذَّبَانِ وَمَا يُعَذَّبَانِ فِيْ كَبِيْرٍ)) ثُمَّ قَالَ ((بَلٰى أَمَّا أَحَدُهُمَا فَكَانَ يَسْعٰى بِالنَّمِيْمَةِ وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَكَانَ لاَ يَسْتَتِرُ مِنْ بَوْلِهِ)) .رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ[1]

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ دو قبروں سے گزرے آپ ﷺ نے فرمایا ''ان دونوں کو (قبروں میں) عذاب ہو رہا ہے اور کسی بڑی بات پر نہیں۔'' پھر فرمایا ''ان میں سے ایک چغلی کھاتا تھا اور دوسرا اپنے پیشاب سے احتیاط نہیں کرتا تھا۔'' اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

وضاحت : ''کسی بڑی بات پر عذاب نہیں ہو رہا'' اس کا مطلب یہ ہے کہ کسی مشکل یا ناقابل عمل بات پر عذاب نہیں ہو رہا بلکہ اگر یہ دونوں ان کاموں سے بچنا چاہتے تو بچنا بہت آسان تھا۔''

---

[1] کتاب الجنائز ، باب عذاب القبر من الغیبة و البول

مَلَكَا الْقَبْرِ ...... مُنْكَرٌ وَ نَكِيْرٌ

قبر کے دوفرشتے......منکراورنکیر

مَسئلہ 74 قبر میں تدفین کے بعد میت کے پاس سوال و جواب کے لئے دوفرشتے آتے ہیں جن کا رنگ کالا سیاہ اور آنکھیں نیلی ہوتی ہیں انہیں منکر اور نکیر کہا جاتا ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ﷛ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِذَا قُبِرَ الْمَیِّتُ (اَوْ قَالَ اَحَدُکُمْ) اَتَاهُ مَلَکَانِ اَسْوَدَانِ اَزْرَقَانِ یُقَالُ لِاَحَدِهِمَا الْمُنْکَرُ وَ الْاٰخَرُ النَّکِیْرُ فَیَقُوْلَانِ مَا کُنْتَ تَقُوْلُ فِیْ هٰذَا الرَّجُلِ ؟)). رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ [1] **(حسن)**

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”جب میت دفنائی جاتی ہے (یا آپ ﷺ نے فرمایا تم میں سے کسی ایک کی میت دفنائی جاتی ہے) تو اس کے پاس دو سیاہ رنگ کے، نیلی آنکھوں والے فرشتے آتے ہیں ان میں سے ایک کو ”منکر“ اور دوسرے کو ”نکیر“ کہا جاتا ہے وہ دونوں میت سے پوچھتے ہیں ”تم اس شخص (یعنی حضرت محمد ﷺ) کے بارے میں کیا کہتے تھے؟۔“ اسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 75 منکر اور نکیر کی آنکھیں تانبے کے دیگچے کے برابر بڑی بڑی، دانت گائے کے سینگ کے برابر اور آواز بجلی کی طرح گرج دار ہوگی۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ﷛ قَالَ شَهِدْنَا جَنَازَةً مَعَ نَبِیِّ اللّٰهِ ﷺ فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ دَفْنِهَا ، وَانْصَرَفَ النَّاسُ ، قَالَ نَبِیُّ اللّٰهِ ﷺ ((اِنَّهُ الْآنَ یَسْمَعُ خَفْقَ نِعَالِکُمْ ، أَتَاهُ مُنْکَرٌ وَ نَکِیْرٌ

---

[1] ابواب الجنائز ، باب ما جاء عذاب القبر (856/1)

اَعْيُنُهُمَا مِثْلُ قُدُوْرِ النُّحَاسِ ، وَ أَنْيَابُهُمَا مِثْلُ صَيَاصِي الْبَقَرِ ، وَأَصْواتُهُمَا مِثْلُ الرَّعْدِ ، فَيُجْلِسَانِهِ فَيُسْأَلاَنِهِ مَا كَانَ يَعْبُدُ وَمَنْ كَانَ نَبِيُّهُ ؟)). رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ[1] (حسن)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ایک جنازے میں ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے جب ہم اس کی تدفین سے فارغ ہوئے اور لوگ واپس جانے لگے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''اب یہ (تمہارے واپس پلٹنے پر) تمہارے جوتوں کی آواز سنے گا اس کے پاس منکر اور نکیر آئے ہیں جن کی آنکھیں تانبے کے دیگچے کے برابر ہیں، دانت گائے کے سینگ کی طرح ہیں اور ان کی آواز بجلی کی طرح گرج دار ہے وہ دونوں اس کو بٹھائیں گے اور پوچھیں گے تم کس کی عبادت کرتے تھے اور تمہارا نبی کون تھا؟'' اسے طبرانی نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 76 **منکر اور نکیر اپنے دانتوں سے زمین اکھیڑتے آتے ہیں، ان کی آواز میں گرجنے والے بادلوں جیسی کڑک اور آنکھوں میں چندھیا دینے والی چمک ہوتی ہے۔**

عَنِ الْبَرَاءِ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ فِيْ ذِكْرِ الْمُؤْمِنِ ((فَيُرَدُّ اِلٰى مَضْجَعِهٖ فَيَاْتِيْهِ مُنْكَرٌ وَ نَكِيْرٌ يُثِيْرَانِ الْاَرْضَ بِاَنْيَابِهِمَا وَ يَلْجُفَانِ الْاَرْضَ بِاَشْعَارِهِمَا فَيُجْلِسَانِهٖ ثُمَّ يُقَالُ لَهٗ يَا هٰذَا مَنْ رَبُّكَ ؟)) وَقَالَ فِيْ ذِكْرِ الْكَافِرِ ((فَيَاْتِيْهِ مُنْكَرٌ وَ نَكِيْرٌ يُثِيْرَانِ الْاَرْضَ بِاَنْيَابِهِمَا وَ يَلْجُفَانِ الْاَرْضَ بِشِفَاهِهِمَا ، اَصْوَاتُهُمَا كَالرَّعْدِ الْقَاصِفِ وَ اَبْصَارُهُمَا كَالْبَرْقِ الْخَاطِفِ فَيُجْلِسَانِهٖ ثُمَّ يُقَالُ لَهٗ يَا هٰذَا مَنْ رَبُّكَ؟)). رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالْبَيْهَقِيُّ[2] (حسن)

حضرت براء رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مومن آدمی (کی موت کا) ذکر کرتے ہوئے فرمایا ''پھر اسے اس کی جگہ (یعنی قبر) میں لوٹایا جاتا ہے تو اس کے پاس منکر اور نکیر آتے ہیں اپنے دانتوں سے زمین اکھیڑتے ہوئے، اپنے بالوں سے زمین روندتے ہوئے اور مومن آدمی کو بٹھا دیتے ہیں اور اسے پوچھتے ہیں اے فلاں تمہارا رب کون ہے؟'' اور کافر کا ذکر کرتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

---

1. الترغيب و الترهيب لمحى الدين ديب الجزء الرابع، رقم الحديث 5223
2. الترغيب و الترهيب لمحى الدين ديب الجزء الرابع، رقم الحديث

''منکر اور نکیر اس کے پاس آتے ہیں' اپنے دانتوں سے زمین اکھیڑتے ہوئے اور اپنے بڑے بڑے ہونٹوں سے زمین رگیدتے ہوئے' ان کی آواز گرجتے ہوئے بادلوں کی طرح ہوتی ہے اور ان کی آنکھوں میں چندھیا دینے والی چمک ہوتی ہے وہ کافر کو اٹھا کر بٹھا دیتے ہیں اور اسے پوچھتے ہیں اے فلاں! بتا تیرا رب کون ہے؟'' اسے احمد اور بیہقی نے روایت کیا ہے۔

كَيۡفِيَّةُ الۡمَيِّتِ فِى الۡقَبۡرِ عِنۡدَ السُّوَالِ؟

قبر میں سوال و جواب کے وقت میت کی کیفیت؟

مَسئله 77 قبر میں تدفین کے بعد انسان کے جسم میں روح ڈالی جاتی ہے اور سوالوں کا جواب دینے کے لئے ہر انسان کو عقل اور شعور بھی دیا جاتا ہے۔

عَنۡ عَبۡدِ اللّٰهِ بۡنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنۡهُمَا اَنَّ رَسُوۡلَ اللّٰهِ ﷺ ذَكَرَ فَتَّانَ الۡقُبُوۡرِ فَقَالَ عُمَرُ أَتُرَدُّ عَلَيۡنَا عُقُوۡلُنَا يَا رَسُوۡلَ اللّٰهِ ﷺ ؟ فَقَالَ رَسُوۡلُ اللّٰهِ ﷺ ((نَعَمۡ كَهَيۡئَتِكُمُ الۡيَوۡمَ)) فَقَالَ عُمَرُ : بِفِيۡهِ الۡحَجَرُ)) .رَوَاهُ اَحۡمَدُ وَالطَّبَرَانِيُّ [1] (حسن)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قبر کے فرشتوں کا ذکر فرمایا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا ''یارسول اللہ ﷺ ! کیا ہمیں ہماری یہ سمجھ بوجھ لوٹا دی جائے گی؟'' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا'' بالکل ! آج جیسی ہی سوجھ بوجھ (قبر میں) دی جائے گی ۔'' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا ''فرشتے کے منہ میں پتھر'' (یعنی میں اس کو خاموش کرادوں گا۔) اسے احمد اور طبرانی نے روایت کیا ہے۔

عَنۡ عُمَرَ بۡنِ الۡخَطَّابِ رضی اللہ عنہ لَمَّا اَخۡبَرَ النَّبِيُّ ا بِفِتۡنَةِ الۡمَيِّتِ فِيۡ قَبۡرِهٖ وَ سَوَالِ مُنۡكَرٍ وَ نَكِيۡرٍ وَ هُمَا مَلَكَانِ قَالَ لَهٗ يَارَسُوۡلَ اللّٰهِ ﷺ أَيَرۡجِعُ اِلَيَّ عَقۡلِيۡ ؟ قَالَ ((نَعَمۡ)) قَالَ اِذًا اَكۡفِيۡكَهُمَا وَ اللّٰهِ ! لَئِنۡ سَالَانِيۡ سَأَلۡتُهُمَا فَاَقُوۡلُ لَهُمَا اِنَّ رَبِّيَ اللّٰهُ ! فَمَنۡ رَبُّكُمَا اَنۡتُمَا ؟. رَوَاهُ الۡبَيۡهَقِيُّ [2]

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب نبی اکرم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو قبر میں آزمائے جانے اور منکر اور نکیر کے سوال و جواب کے بارے میں آگاہ فرمایا تو انہوں نے پوچھا ''یارسول

[1] الترغيب والترهيب لمحى الدين ديب ، الجزء الرابع ، رقم الحديث 5217

[2] التذكره للامام قرطبى ، باب ذكر حديث البراء الفصل الثانى

اللہ ﷺ! کیا اس وقت مجھے میری عقل لوٹا دی جائے گی؟" آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا "ہاں!" حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا "پھر میں دونوں فرشتوں (منکر نکیر) کے لئے کافی ہوں گا، واللہ! اگر ان فرشتوں نے مجھ سے پوچھا (تمہارا رب کون ہے؟) میں جواب دوں گا، میرا رب تو اللہ ہے تم بتاؤ تم دونوں کا رب کون ہے؟" اسے بیہقی نے روایت کیا ہے۔

وضاحت : سوال و جواب کے وقت انسان کو عقل اور شعور دیا جاتا ہے تاکہ سوچ سمجھ کر جواب دے سکے لیکن برزخی زندگی بہر حال دنیا کی زندگی سے مختلف ہے لہٰذا اس کیفیت کو دنیا کی کیفیت جیسا سمجھنا درست نہیں ہوگا۔ اس کیفیت کا علم اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

اَنْوَاعُ النِّعَمِ فِی الْقَبْرِ
قبر میں نعمتوں کی اقسام

مَسئلہ 78 مومن آدمی کو قبر میں درج ذیل دس نعمتیں یا ان میں سے بعض نعمتیں حاصل ہوتی ہیں۔

❶ قبر میں اطمینان اور بے خوفی کی کیفیت۔
❷ جہنم سے بچنے کی خوشخبری۔
❸ جنت کی بشارت اور جنت میں اپنی نعمتوں بھری آرام گاہ کا دلکش نظارہ۔
❹ جنت کی نعمتوں سے مستفید ہونے کے لئے جنت کی طرف ایک دروازہ
❺ جنت کے بستر اور جنت کے لباس۔
❻ ستر در ستر ہاتھ (35X35 میٹر) قبر کی فراخی۔
❼ قبر میں چودھویں کے چاند جیسی روشنی کے ساتھ سرسبز باغ کا منظر۔
❽ قبر کی تنہائی دور کرنے کے لئے نیک اعمال کی خوبصورت انسانی شکل میں رفاقت۔
❾ قیامت کے روز ایمان پر اٹھنے کی بشارت۔

⑩ سکون اور آرام کی نیند قیامت تک ۔

وضاحت : مذکورہ بالا تمام نعمتوں کی احادیث آئندہ مسائل میں ملاحظہ فرمائیں

مسئلہ 79 مومن آدمی اپنی قبر میں کسی گھبراہٹ اور پریشانی کے بغیر اٹھ کر بیٹھ جاتا ہے۔

مسئلہ 80 سوال وجواب میں کامیاب ہونے کے بعد مومن آدمی کو جہنم دکھائی جاتی ہے اور اس سے بچنے کی بشارت دی جاتی ہے

مسئلہ 81 جنت کی طرف سوراخ کر کے مومن آدمی کو جنت کی نعمتوں کا نظارہ کروایا جاتا ہے اور اسے اس کا محل بھی دکھایا جاتا ہے۔

مسئلہ 82 مومن کو قیامت کے روز حالت ایمان پر اٹھنے کی بشارت دی جاتی ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : جَاءَ تْ يَهُوْدِيَّةٌ اسْتَطْعَمَتْ عَلٰى بَابِيْ فَقَالَتْ : اَطْعِمُوْنِيْ اَعَاذَكُمُ اللّٰهُ مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ وَ مِنْ فِتْنَةِ عَذَابِ الْقَبْرِ قَالَتْ : فَلَمْ اَزَلْ اَحْبِسُهَا حَتّٰى جَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْتُ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ! مَا تَقُوْلُ هٰذِهِ الْيَهُوْدِيَّةُ ؟ قَالَ ((وَ مَا تَقُوْلُ؟)) قُلْتُ : تَقُوْلُ اَعَاذَكُمُ اللّٰهُ مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ ، وَ مِنْ فِتْنَةِ عَذَابِ الْقَبْرِ ، قَالَتْ عَائِشَةُ ، فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَ رَفَعَ يَدَيْهِ مَدًّا يَسْتَعِيْذُ بِاللّٰهِ مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ وَ مِنْ فِتْنَةِ عَذَابِ الْقَبْرِ ، ثُمَّ قَالَ ((اَمَّا فِتْنَةُ الدَّجَّالِ فَاِنَّهٗ لَمْ يَكُنْ نَبِيٌّ اِلَّا قَدْ حَذَّرَ اُمَّتَهٗ وَ سَاُحَدِّثُكُمْ بِحَدِيْثٍ لَمْ يُحَذِّرْهُ نَبِيٌّ اُمَّتَهٗ اَنَّهٗ اَعْوَرُ ، وَ اِنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِاَعْوَرَ ، مَكْتُوْبٌ بَيْنَ عَيْنَيْهِ كَافِرٌ يَقْرَءُهٗ كُلُّ مُؤْمِنٍ ، فَاَمَّا فِتْنَةُ الْقَبْرِ فَبِيْ تُفْتَنُوْنَ وَ عَنِّيْ تُسْأَلُوْنَ ، فَاِذَا كَانَ الرَّجُلُ الصَّالِحُ اُجْلِسَ فِيْ قَبْرِهٖ غَيْرَ فَزِعٍ وَ لَا مَشْعُوْفٍ ، ثُمَّ يُقَالُ لَهٗ : فَمَا كُنْتَ تَقُوْلُ فِي الْاِسْلَامِ؟ فَيَقُوْلُ:اَللّٰهُ رَبِّيْ ، فَيُقَالُ : مَا هٰذَا الرَّجُلُ الَّذِيْ كَانَ فِيْكُمْ ؟ فَيَقُوْلُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ جَاءَ نَا بِالْبَيِّنَاتِ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ فَصَدَّقْنَاهُ فَيُفْرَجُ لَهٗ فُرْجَةٌ

قِبَلَ النَّارِ ، فَيَنْظُرُ اِلَيْهَا يَحْطِمُ بَعْضُهَا بَعْضًا، فَيُقَالُ لَهٗ : اُنْظُرْ اِلٰى مَا وَقَاكَ اللّٰهُ ، ثُمَّ يُفْرَجُ لَهٗ فُرْجَةٌ اِلَى الْجَنَّةِ فَيَنْظُرُ اِلٰى زَهْرَتِهَا وَ مَا فِيْهَا ، فَيُقَالُ لَهٗ : هٰذَا مَقْعَدُكَ مِنْهَا وَيُقَالُ : عَلَى الْيَقِيْنِ كُنْتَ ، وَ عَلَيْهِ مِتَّ ، وَ عَلَيْهِ تُبْعَثُ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ)). رَوَاهُ اَحْمَدُ [1]

(صحيح)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں ایک یہودی عورت میرے گھر کھانا مانگنے آئی اور کہنے لگی ”اللہ تجھے فتنہ دجال اور فتنہ قبر سے پناہ دے مجھے کھانا کھلاؤ۔“ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں، میں نے اسے روک لیا حتی کہ رسول اکرم ﷺ تشریف لے آئے۔ میں نے عرض کیا ”یارسول اللہ ﷺ! یہ یہودی عورت کیا کہہ رہی ہے؟“ آپ ﷺ نے پوچھا ”کیا کہتی ہے؟“ میں نے عرض کیا ”یہ کہتی ہے اللہ تجھے فتنہ دجال اور فتنہ قبر سے پناہ دے۔“ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں، آپ ﷺ کھڑے ہوگئے اور اپنے دونوں ہاتھ پھیلا لئے اور فتنہ دجال اور فتنہ قبر سے پناہ مانگنے لگے پھر فرمایا ”کوئی نبی ایسا نہیں گزرا جس نے اپنی امت کو فتنہ دجال سے نہ ڈرایا ہو لیکن میں تمہیں دجال کے بارے میں ایسی خبر دیتا ہوں جو اس سے پہلے کسی نبی نے اپنی امت کو نہیں دی، وہ یہ ہے کہ دجال کانا ہوگا۔ (یعنی اس کی ایک آنکھ ہوگی) اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان کافر لکھا ہوگا جسے ہر مومن پڑھ لے گا۔ جہاں تک فتنہ قبر کا تعلق ہے تم لوگ قبروں میں آزمائے جاؤ گے اور قبروں میں سوال کئے جاؤ گے اگر آدمی نیک ہو تو اسے اپنی قبر میں بغیر کسی گھبراہٹ اور پریشانی کے بٹھایا جاتا ہے اور اس سے پوچھا جاتا ہے تو اسلام کے بارے میں کیا کہتا تھا؟ نیک آدمی کہتا ہے ”میرا رب اللہ ہے۔“ پھر اس سے پوچھا جاتا ہے جو صاحب تمہارے درمیان آئے تھے وہ کون تھے؟ نیک آدمی کہتا ہے ”حضرت محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کی واضح نشانیاں لے کر آئے اور ہم نے ان کی تصدیق کی۔ چنانچہ جہنم کی طرف ایک سوراخ کیا جاتا ہے اور مومن آدمی مشاہدہ کرتا ہے کہ جہنم کی آگ (اس قدر شدید ہے کہ) اس کا ایک حصہ دوسرے کو تباہ کر رہا ہے فرشتے اسے بتاتے ہیں دیکھ، یہ ہے وہ آگ جس سے اللہ نے تجھے بچا لیا ہے۔ پھر جنت کی طرف اس کے لئے ایک سوراخ کیا جاتا ہے اور مومن آدمی جنت کی رونقیں اور بہاریں دیکھتا ہے۔ اسے بتایا جاتا ہے جنت میں یہ ہے تمہاری قیام گاہ۔ پھر فرشتے کہتے ہیں تو نے ایمان پر زندگی گزاری۔ ایمان پر مرا اور (قیامت کے روز) ان شاء اللہ اسی ایمان پر اٹھے گا۔“ اسے احمد نے

---

[1] الترغيب و الترهيب ، الجزء الرابع، رقم الحديث 5220

روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 83 مومن آدمی کو جہنم میں اس کا گھر دکھایا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تجھے اس گھر سے بچا لیا ہے پھر جنت میں اسے اس کا گھر دکھایا جاتا ہے اور بتایا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تجھے یہ گھر عطا فرمایا ہے۔

مَسئلہ 84 مومن آدمی اپنے نیک انجام کی خبر اپنے اہل وعیال کو دینا چاہتا ہے لیکن اسے اس کی اجازت نہیں دی جاتی۔

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((اِنَّ الْمُؤْمِنَ اِذَا وُضِعَ فِيْ قَبْرِهٖ اَتَاهُ مَلَكٌ فَيَقُوْلُ لَهٗ مَا كُنْتَ تَعْبُدُ؟ فَاِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى هَدَاهُ قَالَ : كُنْتُ اَعْبُدُاللّٰهَ ، فَيُقَالُ : مَا كُنْتَ تَقُوْلُ فِيْ هٰذَا الرَّجُلِ ؟ فَيَقُوْلُ : هُوَ عَبْدُاللّٰهِ وَ رَسُوْلُهٗ ، فَمَا يُسْأَلُ عَنْ شَيْءٍ غَيْرَهَا بَعْدَهَا ، فَيُنْطَلَقُ بِهٖ اِلٰى بَيْتٍ كَانَ لَهٗ فِي النَّارِ ، فَيُقَالُ لَهٗ : هٰذَا بَيْتُكَ كَانَ لَكَ فِي النَّارِ ، وَلٰكِنَّ اللّٰهَ عَصَمَكَ وَ رَحِمَكَ فَاَبْدَلَكَ بِهٖ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ فَيَرَاهُ فَيَقُوْلُ : دَعُوْنِيْ حَتّٰى اَذْهَبَ فَاُبَشِّرَ اَهْلِيْ ، فَيُقَالُ لَهٗ : اسْكُنْ)) . رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ [1] (صحیح)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ’’جب مومن آدمی کو قبر میں دفن کیا جاتا ہے تو اس کے پاس ایک فرشتہ آتا ہے جو اس سے پوچھتا ہے ’’تو کس کی عبادت کرتا تھا؟‘‘ اگر اللہ اسے ہدایت دے تو وہ کہتا ہے میں اللہ کی عبادت کرتا تھا۔ پھر فرشتہ اس سے پوچھتا ہے ’’اس آدمی (حضرت محمد ﷺ) کے بارے میں تو کیا کہتا تھا؟‘‘ مومن آدمی جواب دیتا ہے: ’’وہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔‘‘ اس کے بعد اس سے کوئی اور بات نہیں پوچھی جاتی۔ پھر اسے جہنم میں ایک گھر دکھایا جاتا ہے اور اسے بتایا جاتا ہے کہ یہ تمہارے لئے تھا لیکن اللہ نے تجھے اس سے بچا لیا ہے اور اس کے بدلے میں تجھے جنت میں ایک گھر عطا فرمایا ہے جسے مومن آدمی دیکھتا ہے اور کہتا ہے کہ ذرا مجھے چھوڑو میں اپنے

[1] كتاب السنة ، باب في المسالة في القبر و عذاب القبر (3977/3)

گھر والوں کو خوش خبری دے دوں (کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے جنت میں گھر عطا فرمایا ہے) لیکن اسے کہا جاتا ہے ''اب یہیں ٹھہرو۔'' اسے ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔

وضاحت : ① مذکورہ حدیث میں ایک فرشتہ کے قبر میں آنے کا ذکر ہے جبکہ دوسری احادیث میں دو فرشتوں کا ذکر ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ بعض لوگوں کے پاس دو فرشتے آتے ہیں بعض کے پاس ایک فرشتہ آتا ہے۔ ② آپ ﷺ کا ارشاد مبارک ہے۔ ''ہر آدمی کے دو مقام ہیں ایک جنت میں ایک جہنم میں، جب کوئی شخص مرنے کے بعد جہنم میں چلا جاتا ہے تو اہل جنت اس کی جگہ کے وارث بن جاتے ہیں۔(ابن ماجہ) ③ رسول اکرم ﷺ کے بارے میں کئے گئے سوال کے الفاظ مختلف احادیث میں مختلف ہیں۔ بعض الفاظ سے یہ گمان ہوتا ہے کہ شاید قبر میں آپ ﷺ کی شکل مبارک دکھا کر سوال کیا جاتا ہے حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ یہ بالکل ایسا ہی ہے جیسا کسی غائب آدمی کے بارے میں کوئی سوال کرے کہ ''فلاں آدمی کون ہے؟''

مَسئلہ 85 نمازی آدمی پر قبر میں معمولی سا خوف یا گھبراہٹ بھی طاری نہیں ہوتی۔

مَسئلہ 86 مومن آدمی کو سوال و جواب میں کامیابی کے بعد جنت کی دیگر نعمتوں کے علاوہ اس کی رہائش گاہ کا نظارہ بھی کروایا جاتا ہے۔

مَسئلہ 87 بعض اہل ایمان کی قبریں ستر ہاتھ (35 میٹر) فراخ کی جاتی ہیں۔

مَسئلہ 88 اہل ایمان کی قبریں روشن کر دی جاتی ہیں۔

مَسئلہ 89 اہل ایمان کو ساری نعمتیں اور بشارتیں دینے کے بعد آرام و سکون کی نیند سلا دیا جاتا ہے۔

مَسئلہ 90 بعض اہل ایمان کی روحیں پرندوں کی شکل میں جنت کے درختوں پر چہچہاتی پھرتی ہیں۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ؓ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ ((اِنَّ الْمَیِّتَ اِذَا وُضِعَ فِیْ قَبْرِهٖ اِنَّهٗ یَسْمَعُ خَفْقَ نِعَالِهِمْ حِیْنَ یُوَلُّوْنَ مُدْبِرِیْنَ فَاِنْ کَانَ مُؤْمِنًا یُقَالُ لَهٗ اِجْلِسْ فَیَجْلِسُ قَدْ مُثِّلَتْ لَهُ الشَّمْسُ ، وَقَدْ اُدْنِیَتْ لِلْغُرُوْبِ ، فَیُقَالُ لَهٗ اَرَاَیْتَکَ هٰذَا الَّذِیْ کَانَ قَبْلَکُمْ مَا تَقُوْلُ فِیْهِ؟ وَ مَا ذَا تَشْهَدُ عَلَیْهِ؟ فَیَقُوْلُ : دَعُوْنِیْ حَتّٰی اُصَلِّیَ ، فَیَقُوْلُوْنَ : اِنَّکَ سَتَفْعَلُ ، اَخْبِرْنَا عَمَّا

نَسۡأَلُکَ عَنۡہُ : اَرَأَیۡتَکَ ھٰذَا الرَّجُلُ الَّذِیۡ کَانَ قَبۡلَکُمۡ مَا ذَا تَقُوۡلُ فِیۡہِ ؟ وَ مَا ذَا تَشۡھَدُ عَلَیۡہِ ؟ قَالَ : فَیَقُوۡلُ: مُحَمَّدٌ ، اَشۡھَدُ اَنَّہٗ رَسُوۡلُ اللّٰہِ ﷺ، وَ اَنَّہٗ جَاءَ بِالۡحَقِّ مِنۡ عِنۡدِ اللّٰہِ ، فَیُقَالُ لَہٗ عَلٰی ذٰلِکَ حُیِیۡتَ ، وَ عَلٰی ذٰلِکَ مِتَّ، وَ عَلٰی ذٰلِکَ تُبۡعَثُ اِنۡ شَاءَ اللّٰہُ ، ثُمَّ یُفۡتَحُ لَہٗ بَابٌ مِنۡ اَبۡوَابِ الۡجَنَّۃِ فَیُقَالُ لَہٗ : ھٰذَا مَقۡعَدُکَ مِنۡھَا ، وَ مَا اَعَدَّ اللّٰہُ لَکَ فِیۡھَا فَیَزۡدَادُ غِبۡطَۃً وَ سُرُوۡرًا ، ثُمَّ یُفۡتَحُ لَہٗ بَابٌ مِنۡ اَبۡوَابِ النَّارِ، فَیُقَالُ لَہٗ : ھٰذَا مَقۡعَدُکَ مِنۡھَا وَ مَا اَعَدَّ اللّٰہُ لَکَ فِیۡھَا لَوۡ عَصَیۡتَہٗ ، فَیَزۡدَادُ غِبۡطَۃً وَ سُرُوۡرًا ، ثُمَّ یُفۡسَحُ لَہٗ فِیۡ قَبۡرِہٖ سَبۡعُوۡنَ ذِرَاعًا، وَ یُنَوَّرُ لَہٗ فِیۡہِ ، وَ یُعَادُ الۡجَسَدُ لِمَا بُدِیَ مِنۡہُ ، فَتُجۡعَلُ نَسَمَتُہٗ فِی النَّسِیۡمِ الطَّیِّبِ ، وَھِیَ طَیۡرٌ تَعۡلُقُ فِیۡ شَجَرِ الۡجَنَّۃِ فَذٰلِکَ قَوۡلُہٗ سُبۡحَانَہٗ ﴿یُثَبِّتُ اللّٰہُ الَّذِیۡنَ آمَنُوۡا بِالۡقَوۡلِ الثَّابِتِ فِی الۡحَیٰوۃِ الدُّنۡیَا وَ فِی الۡاٰخِرَۃِ (الایۃ...... ابراھیم : 27) ﴾ رَوَاہُ الطَّبَرَانِیُّ وَ ابۡنُ حَبَّانَ وَ الۡحَاکِمُ ❶ **(حسن)**

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ''میت جب قبر میں دفن کی جاتی ہے تو وہ پسماندگان کے (واپس لوٹتے وقت) جوتوں کی آواز سنتی ہے اگر میت مومن ہوتو اسے (قبر میں) کہا جاتا ہے ''بیٹھ جاؤ۔'' وہ بیٹھ جاتا ہے اور اسے سورج غروب ہوتا دکھایا جاتا ہے اور پوچھا جاتا ہے کہ وہ شخص جو بہت پہلے تمہارے ہاں مبعوث ہوئے ان کے بارے میں تم کیا کہتے تھے اور تم ان کے بارے میں کیا گواہی دیتے ہو؟'' مومن آدمی کہتا ہے ''ذرا بیٹھو مجھے نماز عصر ادا کرنے دو۔ (سورج غروب ہونے والا ہے)'' فرشتے کہتے ہیں ''بے شک تو (دنیا میں) نماز پڑھتا رہا ہے ہم جو بات پوچھ رہے ہیں اس کا ہمیں جواب دو، بتاؤ وہ شخص جو بہت پہلے تمہارے درمیان مبعوث کئے گئے ان کے بارے میں تم کیا کہتے تھے اور کیا گواہی دیتے تھے؟'' مومن آدمی کہتا ہے ''وہ (حضرت) محمد (ﷺ) ہیں، میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ کے رسول ہیں اور اللہ کی طرف سے حق لے کر آئے ہیں۔'' تب اسے کہا جاتا ہے اسی عقیدے پر تو زندہ رہا، اسی پر مرا اور ان شاء اللہ اسی عقیدے پر اٹھے گا۔ پھر جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ اس کے لئے کھول دیا جاتا ہے اور اسے بتایا جاتا ہے ''جنت میں یہ تمہارا محل ہے اور جو کچھ اللہ نے جنت میں تمہارے لئے تیار کر رکھا ہے (وہ بھی دیکھ لو یہ سب کچھ دیکھ کر) اس کے شوق اور لذت میں اضافہ ہوجاتا

❶ الترغیب والترھیب لمحی الدین دیب ، الجزء الرابع ، رقم الحدیث 5225

ہے۔ پھر اس کی قبر ستر ہاتھ (یعنی 105 فٹ یا 35 میٹر) کھلی کردی جاتی ہے اور اسے منور کردیا جاتا ہے۔ اس کے جسم کو پہلے والی حالت میں لوٹا دیا جاتا ہے (یعنی اسے سلا دیا جاتا ہے) اور اس کی روح کو پاکیزہ اور خوشبودار بنا دیا جاتا ہے اور یہ پرندے کی شکل میں جنت کے درختوں پر اڑتی پھرتی ہے۔ (قبر میں مومن کا نیک انجام) اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی تفسیر ہے ''اللہ تعالیٰ اہل ایمان کو کلمہ طیبہ کی برکت سے دنیا اور آخرت کی زندگی (یعنی قبر) میں ثابت قدمی عطا فرماتے ہیں۔'' اسے طبرانی، ابن حبان اور حاکم نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 91 سوال وجواب میں کامیابی کے بعد مومن آدمی کے لئے قبر میں جنت سے بستر لاکر بچھایا جاتا ہے اور جنت کا لباس پہنایا جاتا ہے۔

مَسئلہ 92 جنت کی نعمتوں سے مستفید ہونے کے لئے مومن آدمی کی قبر میں جنت کی طرف ایک دروازہ کھول دیا جاتا ہے۔

مَسئلہ 93 بعض اہل ایمان کی قبریں حدنگاہ تک فراخ کردی جاتی ہیں۔

مَسئلہ 94 مومن آدمی کی قبر میں اس کے نیک اعمال انتہائی خوب صورت آدمی کی شکل میں آتے ہیں جسے دیکھ کر مومن آدمی کی مسرت اور خوشی میں بہت زیادہ اضافہ ہوجاتا ہے۔

مَسئلہ 95 مومن آدمی اپنا نیک انجام دیکھ کر اس قدر خوش ہوتا ہے کہ قیامت کے جلد قائم ہونے کی دعا کرنے لگتا ہے۔

مَسئلہ 96 مومن آدمی اپنے نیک انجام کی خوشی میں جلد از جلد اپنے اہل وعیال سے ملنے کی آرزو کرتا ہے۔

عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ ﷛ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِنَّ الْعَبْدَ الْمُؤْمِنَ وَيَاْتِيْهِ مَلَكَانِ فَيُجْلِسَانِهِ فَيَقُوْلاَنِ لَهٗ: مَنْ رَبُّكَ ؟ فَيَقُوْلُ : رَبِّيَ اللّٰهُ ، فَيَقُوْلاَنِ لَهٗ: مَا دِيْنُكَ ؟

فَیَقُوْلُ : دِیْنِیَ الْاِسْلَامُ، فَیَقُوْلاَنِ لَهُ مَا هٰذَا الرَّجُلُ الَّذِیْ بُعِثَ فِیْكُمْ ؟ فَیَقُوْلُ هُوَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَیَقُوْلاَنِ : وَمَا یُدْرِیْكَ ؟ فَیَقُوْلُ : قَرَأْتُ كِتَابَ اللّٰهِ فَآمَنْتُ بِهٖ وَ صَدَّقْتُ ، فَیُنَادِیْ مُنَادٍ مِنَ السَّمَاءِ : اَنْ قَدْ صَدَقَ عَبْدِیْ فَأَفْرِشُوْهُ مِنَ الْجَنَّةِ وَاَلْبِسُوْهُ مِنَ الْجَنَّةِ وَافْتَحُوْا لَهٗ بَابًا اِلَی الْجَنَّةِ)) قَالَ : ((فَیَأْتِیْهِ مِنْ رَوْحِهَا وَ طِیْبِهَا ، وَ یُفْتَحُ لَهٗ فِیْهَا قَبْرِهٖ مَدَّ بَصَرِهٖ)) ، قَالَ :((وَ یَأْتِیْهِ رَجُلٌ حَسَنُ الْوَجْهِ، حَسَنُ الثِّیَابِ ، طَیِّبُ الرِّیْحِ، فَیَقُوْلُ : اَبْشِرْ بِالَّذِیْ یَسُرُّكَ، هٰذَا یَوْمُكَ الَّذِیْ كُنْتَ تُوْعَدُ ، فَیَقُوْلُ : مَنْ اَنْتَ ؟ فَوَجْهُكَ الْوَجْهُ الْحَسَنُ یَجِیْءُ بِالْخَیْرِ؟ فَیَقُوْلُ : اَنَا عَمَلُكَ الصَّالِحُ ، فَیَقُوْلُ : رَبِّ اَقِمِ السَّاعَةَ، رَبِّ اَقِمِ السَّاعَةَ ، حَتّٰی اَرْجِعَ اِلٰی اَهْلِیْ وَ مَالِیْ)). رَوَاهُ اَحْمَدُ وَ اَبُوْدَاؤدَ[1] (حسن)

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ''مومن بندے کی قبر میں دو فرشتے آتے ہیں جو اسے اٹھا کر بٹھا دیتے ہیں اور پوچھتے ہیں ''تیرا رب کون ہے؟'' مومن آدمی کہتا ہے ''میرا رب اللہ ہے۔'' فرشتے پوچھتے ہیں ''تیرا دین کون سا ہے؟'' مومن آدمی کہتا ہے ''میرا دین اسلام ہے۔'' پھر وہ پوچھتے ہیں ''وہ شخص جو تمہارے درمیان بھیجا گیا کون تھا؟'' مومن آدمی کہتا ہے وہ اللہ کے رسول تھے۔'' پھر فرشتے پوچھتے ہیں ''تجھے یہ باتیں کیسے معلوم ہوئیں؟'' مومن آدمی کہتا ہے ''میں نے اللہ کی کتاب پڑھی اس پر ایمان لایا اور اس کی تصدیق کی۔'' آسمان سے ایک منادی پکارتا ہے ''میرے بندے نے سچ کہا اس کے لئے جنت سے بستر لے آؤ، جنت سے لباس لے آؤ، جنت کی طرف ایک دروازہ کھول دو جہاں سے جنت کی ہوا اور خوشبو اسے آتی رہے اس کی قبر حد نگاہ تک فراخ کردی جاتی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ''پھر اس کے پاس ایک خوبصورت چہرے والا آدمی آتا ہے خوب صورت کپڑے پہنے ہوئے، بہترین خوشبو لگائے ہوئے اور کہتا ہے تجھے آرام اور راحت کی بشارت ہو یہی وہ دن ہے جس کا تجھ سے وعدہ کیا گیا تھا۔ مومن آدمی پوچھتا ہے ''تو کون ہے؟ تیرا چہرہ کتنا خوب صورت ہے تو خیر و برکت لے کر آیا ہے'' وہ کہتا ہے ''میں تیرا نیک عمل ہوں۔'' تب مومن آدمی دعا کرتا ہے ''یا رب! قیامت قائم فرما، اے میرے رب! قیامت جلد قائم فرما، حتی کہ میں اپنے اہل و عیال سے ملوں۔'' اسے احمد اور ابوداؤد نے

[1] الترغیب و الترهیب لمحی الدین دیب الجزء الرابع ، رقم الحدیث 5221

روایت کیا ہے۔

وضاحت : اس حدیث میں رسول اکرم ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ قبر حد نگاہ تک فراخ کر دی جاتی ہے جبکہ دوسری حدیث میں ستر در ستر ہاتھ (یعنی 35X35 میٹر) فراخ ہونے کی خبر دی ہے۔ایک حدیث میں صرف ستر ہاتھ لمبی اور دوسری جگہ چالیس در چالیس ہاتھ (یعنی 20X20 میٹر) فراخ کرنے کی خبر دی گئی ہے۔ یہ فرق اہل ایمان کے ایمان اور نیک اعمال کی کثرت اور قلت کی وجہ سے ہوگا۔ واللہ اعلم بالصواب!

مَسئلہ 97 بعض اہل ایمان کی قبریں ستر در ستر ہاتھ فراخ کر دی جاتی ہیں۔

مَسئلہ 98 اہل ایمان کی قبروں کو نور سے بھر دیا جاتا ہے۔

مَسئلہ 99 مومن آدمی اپنے نیک انجام سے اپنے اہل و عیال کو آگاہ کرنا چاہتا ہے لیکن اسے اجازت نہیں دی جاتی۔

مَسئلہ 100 مومن آدمی کو بڑے ادب و احترام سے قیامت تک آرام و سکون کی نیند سونے کی ہدایت کی جاتی ہے جس سے وہ قیامت کے روز اٹھے گا۔

مَسئلہ 101 سوال و جواب میں ناکامی کے بعد منافق آدمی کو قبر کی دیواریں شکنجے کی طرح جکڑ لیتی ہیں۔

مَسئلہ 102 منافق آدمی قیامت تک مسلسل اسی عذاب میں مبتلا رہتا ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِذَا قُبِرَ الْمَیِّتُ ...... اَوْ قَالَ اَحَدُكُمْ ...... اَتَاهُ مَلَكَانِ اَسْوَدَانِ اَزْرَقَانِ یُقَالُ لِاَحَدِهِمَا : اَلْمُنْكَرُ وَ الْآخَرُ النَّكِیْرُ، فَیَقُوْلَانِ : مَا كُنْتَ تَقُوْلُ فِیْ هٰذَا الرَّجُلِ ؟ فَیَقُوْلُ مَا كَانَ یَقُوْلُ: هُوَ عَبْدُ اللّٰهِ وَ رَسُوْلُهٗ، اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ، وَ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ ، فَیَقُوْلَانِ : قَدْ كُنَّا نَعْلَمُ اَنَّكَ تَقُوْلُ هٰذَا. ثُمَّ یُفْسَحُ لَهٗ فِیْ قَبْرِهٖ سَبْعُوْنَ ذِرَاعًا فِیْ سَبْعِیْنَ ، ثُمَّ یُنَوَّرُ لَهٗ فِیْهِ ، ثُمَّ یُقَالُ لَهٗ : نَمْ . فَیَقُوْلُ : اَرْجِعُ اِلٰی اَهْلِیْ فَاُخْبِرُهُمْ؟ فَیَقُوْلَانِ : نَمْ كَنَوْمَةِ الْعَرُوْسِ الَّذِیْ لَا یُوْقِظُهٗ اِلَّا اَحَبُّ اَهْلِهٖ اِلَیْهِ، حَتّٰی یَبْعَثَهُ اللّٰهُ مِنْ مَضْجَعِهٖ ذٰلِكَ وَ اِنْ كَانَ مُنَافِقًا قَالَ : سَمِعْتُ النَّاسَ یَقُوْلُوْنَ قَوْلًا فَقُلْتُ

مِثْلَهُ لاَ اَدْرِيْ . فَيَقُوْلاَنِ : قَدْ كُنَّا نَعْلَمُ اَنَّکَ تَقُوْلُ ذٰلِکَ . فَيُقَالُ لِلاَرْضِ : اِلْتَئِمِيْ عَلَيْهِ . فَتَلْتَئِمُ عَلَيْهِ ، فَتَخْتَلِفُ اَضْلاَعُهُ ، فَلاَ يَزَالُ فِيْهَا مُعَذَّبًا حَتّٰى يَبْعَثَهُ اللّٰهُ مِنْ مَضْجَعِهِ ذٰلِکَ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ ❶ (حسن)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''جب میت دفن کی جاتی ہے یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی ایک دفن کیا جاتا ہے تو اس کے پاس دو سیاہ رنگ کے کیری (نیلگوں) آنکھوں والے فرشتے آتے ہیں جن میں سے ایک کو ''منکر'' کہا جاتا ہے اور دوسرے کا نام ''نکیر'' ہے۔ وہ دونوں (میت سے) پوچھتے ہیں ''اُس شخص (یعنی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کے بارے میں تم کیا کہتے تھے (جو تمہارے ہاں بھیجا گیا)؟ مومن آدمی وہی جواب دیتا ہے جو کچھ وہ دنیا میں (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں) کہتا تھا یعنی وہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں (چنانچہ مومن کہتا ہے) میں گواہی دیتا ہوں اللہ کے سوا کوئی الہٰ نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔'' دونوں فرشتے کہتے ہیں ''ہمیں معلوم تھا تم یہی جواب دو گے۔'' پھر اس کی قبر ستر در ستر ہاتھ (35X35 میٹر) فراخ کر دی جاتی ہے۔ قبر کو روشن کر دیا جاتا ہے۔ پھر اسے کہا جاتا ہے ''سو جا'' آدمی کہتا ہے ''میں اپنے اہل و عیال کے پاس واپس جانا چاہتا ہوں تاکہ انہیں (اپنے نیک انجام کی) خبر دوں۔ جواب میں فرشتے کہتے ہیں ''(یہ ممکن نہیں اب) تم دلہن کی طرح سو جاؤ۔'' جسے اس کے گھر والوں میں سے سب سے زیادہ محبوب ہستی (یعنی خاوند) کے علاوہ اور کوئی نہیں جگاتا (مومن سو جاتا ہے) حتی کہ (قیامت کے روز) اللہ تعالیٰ اسے اس کی خواب گاہ سے جگائے گا۔ اگر مرنے والا منافق ہو تو (فرشتوں کے سوال کے جواب میں) کہتا ہے ''میں نے لوگوں کو (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں) کچھ کہتے سنا تھا پس میں بھی وہی کچھ کہتا تھا، اس سے زیادہ مجھے کچھ معلوم نہیں۔'' فرشتے کہتے ہیں ''ہمیں معلوم تھا کہ تو جواب میں یہی کچھ کہے گا۔'' پھر زمین کو (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) حکم دیا جاتا ہے ''اسے جکڑ لے۔'' قبر اسے جکڑ لیتی ہے۔ منافق کی ایک طرف کی پسلیاں دوسری طرف کی پسلیوں میں پیوست ہو جاتی ہیں اور وہ ہمیشہ ہمیشہ اسی عذاب میں مبتلا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اسے اس کی قبر سے اٹھا کھڑا کرے گا۔'' اسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔

❶ ابواب الجنائز ، باب عذاب القبر (856/1)

مَسئلہ 103 مومن آدمی کو قبر میں کسی قسم کی گھبراہٹ یا پریشانی لاحق نہیں ہوتی۔

مَسئلہ 104 مومن آدمی کو قبر میں جہنم سے بچنے اور جنت پانے کی بشارت دی جاتی ہے۔

مَسئلہ 105 اللہ اور اس کے رسول پر ایمان کے ساتھ زندگی بسر کرنے والوں کو قیامت کے روز اسی ایمان پر اٹھنے کی بشارت دی جاتی ہے۔

مَسئلہ 106 گنہگار آدمی کو قبر میں بہت زیادہ گھبراہٹ اور خوف لاحق ہوتا ہے۔

مَسئلہ 107 سوال و جواب میں ناکامی کے بعد گنہگار آدمی کو جہنم میں اس کا ٹھکانہ دکھایا جاتا ہے۔

مَسئلہ 108 گنہگار آدمی کو اسی شک کی حالت میں اٹھنے کی ''بشارت'' دی جاتی ہے جس پر اس نے زندگی بسر کی تھی۔

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ ((اِنَّ الْمَيِّتَ يَصِيْرُ اِلَى الْقَبْرِ فَيُجْلَسُ الرَّجُلُ الصَّالِحُ فِيْ قَبْرِهٖ غَيْرَ فَزِعٍ وَ لَا مَشْغُوْفٍ ثُمَّ يُقَالُ لَهٗ فِيْمَ كُنْتَ ؟ فَيَقُوْلُ : كُنْتُ فِى الْاِسْلَامِ. فَيُقَالُ لَهٗ : مَا هٰذَا الرَّجُلُ ؟ فَيَقُوْلُ : مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ، جَاءَ نَا بِالْبَيِّنَاتِ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ فَصَدَّقْنَاهُ . فَيُقَالُ لَهٗ : هَلْ رَأَيْتَ اللّٰهَ ؟ فَيَقُوْلُ : مَا يَنْبَغِىْ لِاَحَدٍ اَنْ يَرَى اللّٰهَ : فَيُفْرَجُ لَهٗ فُرْجَةٌ قِبَلَ النَّارِ فَيَنْظُرُ اِلَيْهَا يَحْطِمُ بَعْضُهَا بَعْضًا . فَيُقَالُ لَهٗ : اُنْظُرْ اِلٰى مَا وَقَاكَ اللّٰهُ ، ثُمَّ يُفْرَجُ لَهٗ فُرْجَةً قِبَلَ الْجَنَّةِ فَيَنْظُرُ اِلٰى زَهْرَتِهَا وَ مَا فِيْهَا . فَيُقَالُ لَهٗ: هٰذَا مَقْعَدُكَ ، وَ يُقَالُ لَهٗ : عَلَى الْيَقِيْنِ كُنْتَ وَ عَلَيْهِ مُتَّ وَ عَلَيْهِ تُبْعَثُ ، اِنْ شَاءَ اللّٰهُ وَ يُجْلَسُ الرَّجُلُ السُّوْءُ فِىْ قَبْرِهٖ فَزِعًا مَشْغُوْفًا. فَيُقَالُ لَهٗ : فِيْمَ كُنْتَ ؟ فَيَقُوْلُ : لَا اَدْرِىْ، فَيُقَالُ لَهٗ : مَا هٰذَا الرَّجُلُ؟ فَيَقُوْلُ : سَمِعْتُ النَّاسَ يَقُوْلُوْنَ قَوْلاً فَقُلْتُهٗ . فَيُفْرَجُ لَهٗ قِبَلَ الْجَنَّةِ .فَيَنْظُرُ اِلٰى زَهْرَتِهَا وَ مَا فِيْهَا فَيُقَالُ لَهٗ : اُنْظُرْ اِلٰى مَا صَرَفَ اللّٰهُ عَنْكَ ثُمَّ يُفْرَجُ لَهٗ فُرْجَةٌ قِبَلَ النَّارِ. فَيَنْظُرُ اِلَيْهَا يَحْطِمُ

❶ كتاب الزهد ، باب ذكر القبر والبلى (3443/2)

بَعْضُهَا بَعْضًا . فَيُقَالُ لَهُ : هٰذَا مَقْعَدُکَ . عَلَى الشَّکِّ کُنْتَ وَ عَلَيْهِ مُتَّ . وَعَلَيْهِ تُبْعَثُ ، اِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى)) .رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ [1] (صحیح)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ''جب میت قبر میں دفن کی جاتی ہے تو نیک آدمی قبر میں کسی خوف اور گھبراہٹ کے بغیر اٹھ کر بیٹھ جاتا ہے۔اس سے پوچھا جاتا ہے ''تو کون سے دین پر تھا؟'' نیک (مومن) آدمی کہتا ہے ''میں اسلام پر تھا۔'' پھر اس سے پوچھا جاتا ہے ''وہ آدمی کون تھا (جو تمہارے درمیان بھیجا گیا) ؟'' مومن آدمی کہتا ہے ''حضرت محمد ﷺ، اللہ کے رسول تھے وہ اللہ کی طرف سے ہمارے پاس معجزات لے کر آئے اور ہم نے ان کی تصدیق کی پھر اس سے پوچھا جاتا ہے ''کیا تو نے اللہ کو دیکھا ہے؟'' وہ کہتا ہے ''اللہ تعالیٰ کو (دنیا میں) دیکھنا کسی کے لئے ممکن نہیں۔'' چنانچہ اس کے لئے آگ کی طرف ایک سوراخ کھولا جاتا ہے اور وہ دیکھتا ہے کہ کس طرح آگ کا ایک حصہ دوسرے کو کھا رہا ہے اسے بتایا جاتا ہے کہ ''دیکھو یہ ہے وہ آگ جس سے اللہ تعالیٰ نے تمہیں بچالیا ہے۔'' پھر جنت کی طرف ایک دروازہ کھولا جاتا ہے اور مومن آدمی جنت کی بہاریں اور اس میں موجود نعمتیں دیکھتا ہے اسے بتایا جاتا ہے یہ ہے تمہارا ٹھکانا، تم نے (ایمان) پر زندگی بسر کی اور اسی ایمان کی حالت پر مرے اور اسی ایمان کی حالت پر ان شاء اللہ اٹھائے جاؤ گے۔ گنہگار آدمی کو قبر میں بٹھایا جاتا ہے تو وہ بہت گھبرایا ہوا اور خوفزدہ ہوتا ہے۔اسے پوچھا جاتا ہے ''تو کس مذہب پر تھا؟'' وہ کہتا ہے ''میں نہیں جانتا'' پھر پوچھا جاتا ہے ''وہ آدمی کون تھا؟'' (جو تمہارے درمیان بھیجا گیا) وہ کہتا ہے ''میں نے لوگوں کو جو کچھ کہتے سنا وہی میں بھی کہتا تھا۔'' جنت کی طرف ایک دروازہ کھولا جاتا ہے اور وہ جنت کی بہاروں اور اس میں موجود، دوسری نعمتوں کو دیکھتا ہے تو اسے بتایا جاتا ہے کہ یہ ہے وہ جنت جس سے اللہ تعالیٰ نے تمہیں محروم کر دیا ہے۔ پھر اس کے لئے ایک دروازہ جہنم کی طرف کھولا جاتا ہے اور وہ دیکھتا ہے کس طرح آگ کا ایک حصہ دوسرے کو کھا رہا ہے۔اسے بتایا جاتا ہے ''یہ ہے تمہارا ٹھکانہ۔'' تو (اللہ اور رسول ﷺ کے بارے میں) شک میں پڑا رہا اور شک کی حالت میں مرا اور ان شاء اللہ شک پر ہی اٹھے گا۔'' اسے ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 109 **مومن کی قبر سرسبز وشاداب باغ ہوتا ہے جس میں چودھویں رات کے چاند جیسی مسحور کن روشنی ہوتی ہے۔**

وضاحت : حدیث مسئلہ نمبر 53 کے تحت ملاحظہ فرمائیں۔

اَنْوَاعُ الْعَذَابِ فِی الْقَبْرِ

قبر میں عذابوں کی اقسام

مَسئلہ 110 کافر، منافق اور گنہگار آدمی کو قبر میں درج ذیل دس قسم کے عذاب یا ان میں سے بعض عذاب دیئے جائیں گے۔

❶ قبر میں شدید خوف اور گھبراہٹ کا عذاب۔
❷ جنت سے محرومیت کی حسرت کا عذاب۔
❸ جہنم کی زہریلی اور گرم ہوا کا عذاب۔
❹ جہنم میں اپنی رہائش کا خوفناک منظر دیکھنے کا عذاب۔
❺ آگ کے بستر کا عذاب۔
❻ آگ کے لباس کا عذاب۔
❼ قبر کے شکنجے میں جکڑے جانے کا عذاب۔
❽ لوہے کے گرزوں سے مارے جانے کا عذاب۔
❾ سانپوں اور بچھوؤں کے ڈسنے کا عذاب۔
❿ برے اعمال کا انتہائی مکروہ انسانی شکل میں آ کر ڈرانے کا عذاب۔

وضاحت : مذکورہ بالا تمام عذابوں کی اقسام کے بارے میں احادیث آئندہ مسائل میں ملاحظہ فرمائیں۔

مَسئلہ 111 گنہگار آدمی قبر میں انتہائی گھبراہٹ اور خوف کے عالم میں اٹھ کر بیٹھتا ہے۔

مَسئلہ 112 سوال و جواب میں ناکامی کے بعد گنہگار آدمی کو پہلے جنت کا نظارہ کروایا جاتا ہے اور اسے بتایا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تجھے اس نعمت سے محروم کر دیا ہے۔

مَسئلہ 113 جنت دکھانے کے بعد گنہگار آدمی کو جہنم میں اس کی قیام گاہ دکھائی جاتی ہے۔

مَسئلہ 114 اسلام کے بارے میں جس شک و شبہ میں رہتے ہوئے گنہگار آدمی نے زندگی گزاری تھی قیامت کے روز اسی شک و شبہ پر اسے اٹھنے کا ''مژدہ'' سنایا جاتا ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((وَ اِذَا کَانَ الرَّجُلُ السُّوْءُ اُجْلِسَ فِیْ قَبْرِهٖ فَزِعًا مَشْغُوْفًا ، فَیُقَالُ لَهٗ فَمَا کُنْتَ تَقُوْلُ ؟ فَیَقُوْلُ : سَمِعْتُ النَّاسَ یَقُوْلُوْنَ قَوْلاً فَقُلْتُ کَمَا قَالُوْا. فَیُفْرَجُ لَهٗ فُرْجَةٌ اِلَی الْجَنَّةِ ، فَیَنْظُرُ اِلٰی زَهْرَتِهَا وَ مَا فِیْهَا ، فَیُقَالُ لَهٗ : اُنْظُرْ اِلٰی مَا صَرَفَ اللّٰهُ عَنْکَ . ثُمَّ یُفْرَجُ لَهٗ فُرْجَةٌ قِبَلَ النَّارِ فَیَنْظُرُ اِلَیْهَا یُحَطِّمُ بَعْضُهَا بَعْضًا ، وَ یُقَالُ : هٰذَا مَقْعَدُکَ مِنْهَا ، عَلَی الشَّکِّ کُنْتَ وَ عَلَیْهِ مِتَّ، وَ عَلَیْهِ تُبْعَثُ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ . ثُمَّ یُعَذَّبُ)). رَوَاهُ اَحْمَد[1] **(صحیح)**

حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ''گنہگار آدمی جب اپنی قبر میں اٹھا کر بٹھایا جاتا ہے تو بہت گھبرایا ہوا اور خوف زدہ ہوتا ہے۔ اس سے پوچھا جاتا ہے ''تم (دنیا میں اللہ اور رسول کے بارے میں) کیا کہتے تھے؟'' وہ کہتا ہے ''میں نے لوگوں کو جو کچھ کہتے سنا وہی کچھ میں بھی کہتا رہا۔'' چنانچہ جنت کی طرف اس کے لئے ایک سوراخ کیا جاتا ہے وہ جنت کی رونقیں اور اس کی دوسری نعمتیں دیکھتا ہے تو اسے بتایا جاتا ہے۔ ''دیکھ یہ ہے وہ جنت، جس سے اللہ نے تجھے محروم کر دیا ہے۔'' پھر اس کے لئے جہنم کی طرف ایک سوراخ کیا جاتا ہے اور وہ اس کا نظارہ کرتا ہے جہنم کی آگ ایک دوسرے کو

---

[1] الترغیب والترهیب ، لمحی الدین دیب ، الجزء الرابع، رقم الحدیث 5220

کھار ہی ہوتی ہے اسے کہا جاتا ہے ''یہ ہے تمہاری قیام گاہ، تو نے شک میں زندگی گزاری، شک پر ہی مرا اور ان شاء اللہ شک پر ہی اٹھے گا۔ پھر اسے عذاب میں مبتلا کر دیا جاتا ہے۔'' اسے احمد نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 115 کافروں اور منافقوں سے منکر نکیر بڑے اکھڑ اور غضب ناک لہجے میں سوال کرتے ہیں۔

مَسئلہ 116 سوال و جواب میں ناکامی کے بعد فرشتے لوہے کا گرز کافر اور منافق کے دونوں کانوں کے درمیان مارتے ہیں جس سے وہ بری طرح چیخنے چلانے لگتا ہے جسے جن و انس کے علاوہ باقی ساری مخلوق سنتی ہے۔

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ﷺ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ دَخَلَ نَخْلاً لِبَنِي النَّجَّارِ فَسَمِعَ صَوْتًا فَفَزِعَ فَقَالَ ((مَنْ اَصْحَابُ هٰذِهِ الْقُبُوْرِ؟)) قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ! نَاسٌ مَاتُوْا فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَقَالَ ((تَعَوَّذُوْا بِاللّٰهِ مِنْ عَذَابِ النَّارِ وَ مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ)) قَالُوْا وَمِمَّ ذَاكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ؟ قَالَ ((وَ اِنَّ الْكَافِرَ اِذَا وُضِعَ فِيْ قَبْرِهِ اَتَاهُ مَلَكٌ فَيَنْتَهِرُهُ فَيَقُوْلُ لَهُ : مَا كُنْتَ تَعْبُدُ؟ فَيَقُوْلُ : لاَ اَدْرِيْ. فَيُقَالُ لَهُ لاَ دَرَيْتَ وَ لاَ تَلَيْتَ . فَيُقَالُ لَهُ : مَا كُنْتَ تَقُوْلُ فِيْ هٰذَا الرَّجُلِ ؟ فَيَقُوْلُ : كُنْتُ اَقُوْلُ مَا يَقُوْلُ النَّاسُ فَيَضْرِبُهُ بِمِطْرَاقٍ مِنْ حَدِيْدٍ بَيْنَ اُذُنَيْهِ ، فَيَصِيْحُ صَيْحَةً يَسْمَعُهَا الْخَلْقُ غَيْرُ الثَّقَلَيْنِ)) .رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ[1] (صحيح)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ بنی نجار کے باغ میں گئے وہاں آپ نے ایک آواز سنی جس سے گھبرا گئے اور دریافت فرمایا ''یہ قبریں کن لوگوں کی ہیں؟'' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا ''یہ ان لوگوں کی قبریں ہیں جو زمانہ جاہلیت میں فوت ہوئے۔'' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''آگ کے عذاب سے اور فتنہ دجال سے اللہ کی پناہ مانگو۔'' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا ''یا رسول اللہ ﷺ! وہ کس لئے؟'' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''دفن ہونے والی میت اگر کافر (منافق) ہو تو اس کے پاس ایک فرشتہ آتا ہے اور اسے خوب ڈانٹ کر پوچھتا ہے ''تو کس کی عبادت کرتا تھا۔'' کافر (یا منافق) کہتا ہے ''میں نہیں جانتا۔'' فرشتہ اسے جواب میں کہتا ہے ''تو نے نہ تو خود عقل سے کام لیا نہ (قرآن)

[1] كتاب السنة ، باب فى المسألة فى القبر و عذاب القبر (3977/3)

پڑھا۔'' پھر فرشتہ پوچھتا ہے''اس آدمی (یعنی حضرت محمد ﷺ) کے بارے میں تو کیا کہتا تھا؟'' کافر (یا منافق) کہتا ہے''میں وہی کہتا تھا جو دوسرے لوگ کہتے تھے۔'' (یہ جواب سن کر) فرشتہ اس کے دونوں کانوں کے درمیان (یعنی دماغ پر) لوہے کے گرزوں سے مارنا شروع کر دیتا ہے اور وہ بری طرح چیخنے چلانے لگتا ہے اس کی آواز جن وانس کے علاوہ ہر جاندار مخلوق سنتی ہے۔'' اسے ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔

عَنْ اَنَسٍ ﷺ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((اَلْعَبْدُ اِذَا وُضِعَ فِيْ قَبْرِهٖ وَ تُوُلِّيَ وَ ذَهَبَ اَصْحَابُهٗ حَتّٰى اِنَّهٗ لَيَسْمَعُ قَرْعَ نِعَالِهِمْ ، اَتَاهُ مَلَكَانِ فَاَقْعَدَاهُ فَيَقُوْلاَنِ لَهٗ : مَا كُنْتَ تَقُوْلُ فِيْ هٰذَا الرَّجُلِ مُحَمَّدٍ ﷺ ؟ فَيَقُوْلُ : اَشْهَدُ اَنَّهٗ عَبْدُاللّٰهِ وَ رَسُوْلُهٗ ، فَيُقَالُ : اُنْظُرْ اِلٰى مَقْعَدِكَ مِنَ النَّارِ اَبْدَلَكَ اللّٰهُ بِهٖ مَقْعَدًا مِنَ الْجَنَّةِ))، قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((فَيَرَاهُمَا جَمِيْعًا ، وَ اَمَّا الْكَافِرُ اَوِ الْمُنَافِقُ فَيَقُوْلُ : لاَ اَدْرِيْ كُنْتُ اَقُوْلُ مَا يَقُوْلُ النَّاسُ ، فَيُقَالُ : لاَ دَرَيْتَ وَ لاَ تَلَيْتَ ، ثُمَّ يُضْرَبُ بِمِطْرَقَةٍ مِنْ حَدِيْدٍ ضَرْبَةً بَيْنَ اُذُنَيْهِ فَيَصِيْحُ صَيْحَةً يَسْمَعُهَا مِنْ يَلِيْهِ اِلَّا الثَّقَلَيْنِ)) رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ❶

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا''جب بندہ قبر میں دفن کیا جاتا ہے اور اس کے ساتھی واپس پلٹتے ہیں تو وہ ان کے جوتوں کی آواز سنتا ہے۔اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں، اسے بٹھاتے ہیں اور پوچھتے ہیں''تو اس آدمی کے بارے میں کیا کہتا تھا؟'' (یعنی محمد ﷺ کے بارے میں) بندہ کہتا ہے''میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔'' پھر اسے کہا جاتا ہے ''دیکھ جہنم میں تیری جگہ یہ تھی جس کے بدلے میں اللہ تعالیٰ نے تجھے جنت میں جگہ عنایت فرما دی۔'' چنانچہ وہ اپنے دونوں ٹھکانے دیکھتا ہے اور کافر یا منافق (منکر نکیر کے جواب میں) کہتا ہے''مجھے معلوم نہیں (محمد ﷺ کون ہیں) میں یہ وہی کچھ کہتا تھا جو لوگ کہتے تھے۔'' چنانچہ اسے کہا جاتا ہے''تو نے سمجھا نہ پڑھا (قرآن وحدیث)'' پھر اس کے دونوں کانوں کے درمیان لوہے کے ہتھوڑے سے مارا جاتا ہے اور وہ بری طرح چیخ اٹھتا ہے۔اس کی آواز جن وانس کے علاوہ اس کے پاس والی ساری مخلوق سنتی ہے۔'' اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

❶ كتاب الجنائز ، باب الميت يسمع خفق النعال

مَسئلہ 117 کافر کے لئے قبر میں آگ کا بستر بچھایا جاتا ہے اور آگ کا لباس پہنایا جاتا ہے۔

مَسئلہ 118 کافر کی قبر میں جہنم کی طرف سوراخ کر کے اسے مسلسل جہنم کی آگ اور زہریلی ہواؤں کا عذاب دیا جاتا ہے۔

مَسئلہ 119 کافر کو قبر کی دیواریں شکنجے کی طرح بار بار اس شدت سے دباتی ہیں کہ دائیں طرف کی پسلیاں بائیں طرف کی پسلیوں میں پیوست ہو جاتی ہیں۔

مَسئلہ 120 کافر کو قبر میں لوہے کا گرز مارنے کے لئے اندھا اور بہرہ فرشتہ مسلط کیا جاتا ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ﷺ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ ((اِنَّ الْمَیِّتَ اِذَا وُضِعَ فِیْ قَبْرِهٖ اِنَّهٗ یَسْمَعُ خَفْقَ نِعَالِهِمْ حِیْنَ یُوَلُّوْنَ مُدْبِرِیْنَ وَ اِنَّ الْکَافِرَ اِذَا اُتِیَ مِنْ قِبَلِ رَأْسِهٖ فَلاَ یُوْجَدُ شَیْءٌ ، ثُمَّ اُتِیَ عَنْ یَمِیْنِهٖ فَلاَ یُوْجَدُ شَیْءٌ ، ثُمَّ اُتِیَ عَنْ شِمَالِهٖ فَلاَ یُوْجَدُ شَیْءٌ ، ثُمَّ اُتِیَ مِنْ قِبَلِ رِجْلَیْهِ فَلاَ یُوْجَدُ شَیْءٌ ، فَیُقَالُ لَهٗ : اِجْلِسْ فَیَجْلِسُ مَرْعُوْبًا خَائِفًا ، فَیُقَالُ : اَرَأَیْتَکَ هٰذَا الرَّجُلُ الَّذِیْ کَانَ فِیْکُمْ مَا ذَا تَقُوْلُ فِیْهِ؟ وَ مَا ذَا تَشْهَدُ عَلَیْهِ ؟ فَیَقُوْلُ : اَیُّ رَجُلٍ؟ وَ لاَ یَهْتَدِیْ لِاِسْمِهٖ، فَیُقَالُ لَهٗ : مُحَمَّدٌ ﷺ. فَیَقُوْلُ : لاَ اَدْرِیْ ، سَمِعْتُ النَّاسَ قَالُوْا قَوْلاً فَقُلْتُ کَمَا قَالَ النَّاسُ . فَیُقَالُ لَهٗ : عَلٰی ذٰلِکَ حَیِیْتَ ، وَ عَلَیْهِ مِتَّ وَ عَلَیْهِ تُبْعَثُ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ یُفْتَحُ لَهٗ بَابٌ مِنْ اَبْوَابِ النَّارِ فَیُقَالُ لَهٗ : هٰذَا مَقْعَدُکَ مِنَ النَّارِ وَ مَا اَعَدَّ اللّٰهُ لَکَ فِیْهَا فَیَزْدَادُ حَسْرَةً وَ ثُبُوْرًا ،ثُمَّ یُفْتَحُ لَهٗ بَابٌ مِنْ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ فَیُقَالُ لَهٗ : هٰذَا مَقْعَدُکَ مِنْهَا وَ مَا اَعَدَّ اللّٰهُ لَکَ فِیْهَا لَوْ اَطَعْتَهٗ فَیَزْدَادُ حَسْرَةً وَ ثُبُوْرًا ، ثُمَّ یُضَیَّقُ عَلَیْهِ قَبْرُهٗ حَتّٰی تَخْتَلِفَ فِیْهِ اَضْلاَعُهٗ ، فَتِلْکَ الْمَعِیْشَةُ الضَّنْکَةُ الَّتِیْ قَالَ اللّٰهُ ﴿فَاِنَّ لَهٗ مَعِیْشَةً ضَنْکًا وَ نَحْشُرُهٗ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اَعْمٰی ﴾(طٰه :124) . رَوَاهُ الطَّبَرَانِیُّ وَ ابْنُ حَبَّانَ وَ الْحَاکِمُ [1] (حسن)

[1] الترغیب والترهیب ، لمحی الدین دیب ، الجزء الرابع ، رقم الحدیث 5225

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ''میت جب قبر میں رکھی جاتی ہے تو پسماندگان کے واپس جاتے وقت میت جوتوں کی آوازیں سنتی ہے اگر مرنے والا کافر ہو تو عذاب کا فرشتہ اس کے سر کی طرف سے آتا ہے اور (ایمان اور نیک عمل) کی کوئی رکاوٹ نہیں پاتا۔ پھر (عذاب کے لئے) دائیں جانب سے آتا ہے تو ادھر بھی کوئی رکاوٹ نہیں پاتا پھر بائیں سمت سے آتا ہے تو ادھر بھی کوئی رکاوٹ نہیں پاتا پھر پاؤں کی طرف سے آتا ہے تو ادھر سے بھی کوئی رکاوٹ نہیں پاتا۔ فرشتہ اسے کہتا ہے ''اٹھ جا۔'' کافر خوف زدہ اور سہما ہوا اٹھ کے بیٹھ جاتا ہے۔ فرشتہ اس سے پوچھتا ہے ''جو شخص تمہارے درمیان (بھیجا گیا) تھا اس کے بارے میں تم کیا کہتے تھے اور اس کے بارے میں تمہاری کیا گواہی تھی؟'' کافر جواب دیتا ہے ''کون سا آدمی؟'' اور اسے آپ ﷺ کے بارے میں کچھ علم نہیں ہوتا۔'' فرشتہ کہتا ہے ''حضرت محمد ﷺ!'' کافر کہتا ہے ''میں نہیں جانتا۔'' میں نے لوگوں کو ان کے بارے میں کچھ کہتے سنا تھا بس وہی میں بھی کہتا ہوں۔'' فرشتہ کہتا ہے ''شک میں تو نے زندگی بسر کی اسی (شک کی حالت) مرا اور اسی (شک کے عبرت ناک انجام) پر ان شاء اللہ تو اٹھے گا پھر جہنم کے دروازوں میں سے ایک دروازہ اس کے لئے کھول دیا جاتا ہے اور اسے بتایا جاتا ہے کہ یہ ہے آگ میں تیری جائے قیام اور دوسرے عذاب جو اللہ تعالیٰ نے تیرے لئے تیار کر رکھے ہیں۔ اس نظارے کے بعد اس کی حسرت اور ندامت میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ پھر اس کے سامنے جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ کھولا جاتا ہے اور اسے بتایا جاتا ہے اگر تو نے (اللہ اور رسول ﷺ) کی اطاعت کی ہوتی تو تیری جگہ یہاں ہوتی۔ جنت کا یہ نظارہ اس کی ندامت اور ہلاکت میں اور اضافہ کر دیتا ہے۔ پھر اس کی قبر تنگ کر دی جاتی ہے حتی کہ اس کی ایک طرف کی پسلیاں دوسری طرف کی پسلیوں میں دھنس جاتی ہیں۔ یہ ہے وہ تکلیف دہ زندگی جس کا اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ان الفاظ میں ذکر فرمایا ہے ''پس کافر کے لئے تکلیف دہ زندگی ہوگی اور ہم اسے قیامت کے روز اندھا کر کے اٹھائیں گے (سورہ طٰہٰ، آیت 124)۔'' اسے طبرانی، ابن حبان اور حاکم نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 121 قبر میں کافر کے لئے آگ کا بستر بچھایا جاتا ہے اور آگ کا لباس پہنایا جاتا ہے۔

مَسئلہ 122 قبر میں کافر کو جہنم کی گرم اور زہریلی ہوا کا عذاب دینے کے لئے جہنم کی طرف ایک سوراخ کھولا جاتا ہے۔

مَسئلہ 123 کافر آدمی کو قبر شکنجے میں اس شدت سے جکڑ لیتی ہے کہ ایک طرف کی پسلیاں دوسری طرف کی پسلیوں میں پیوست ہو جاتی ہیں۔

مَسئلہ 124 قبر میں کافر کے پاس اس کے برے اعمال انتہائی مکروہ اور بدصورت انسانی شکل میں آتے ہیں جس سے کافر کے خوف اور گھبراہٹ میں مزید اضافہ ہو جاتا ہے۔

مَسئلہ 125 کافر آدمی کو لوہے کے گرزوں سے مارنے کے لئے اندھا اور بہرہ فرشتہ مسلط کیا جاتا ہے جس کی مار سے کافر کا جسم ریزہ ریزہ ہو جاتا ہے جسے دوبارہ صحیح سالم بنا دیا جاتا ہے فرشتہ پھر اسے مار مار کر ریزہ ریزہ کر دیتا ہے۔ قیامت تک کافر اسی عذاب میں مبتلا رہتا ہے۔

عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ ﷺ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((وَ اِنَّ الْعَبْدَ الْكَافِرَ فَتُعَادُ رُوْحُهُ فِيْ جَسَدِهٖ ، وَ يَأْتِيْهِ مَلَكَانِ فَيُجْلِسَانِهٖ فَيَقُوْلَانِ لَهٗ : مَنْ رَبُّكَ؟ فَيَقُوْلُ : هَاهْ هَاهْ لَا اَدْرِىْ. قَالَ فَيَقُوْلَانِ لَهٗ : مَا دِيْنُكَ ؟ فَيَقُوْلُ : هَاهْ هَاهْ لَا اَدْرِىْ. قَالَ فَيَقُوْلَانِ لَهٗ : مَا هٰذَا الرَّجُلُ الَّذِىْ بُعِثَ فِيْكُمْ ؟ فَيَقُوْلُ : هَاهْ هَاهْ لَا اَدْرِىْ . فَيُنَادِىْ مُنَادٍ مِنَ السَّمَآءِ : اَنْ كَذَبَ فَافْرِشُوْا لَهٗ مِنَ النَّارِ (وَ الْبِسُوْهُ مِنَ النَّارِ) وَافْتَحُوْا لَهٗ بَابًا اِلَى النَّارِ فَيَأْتِيْهِ مِنْ حَرِّهَا وَ سَمُوْمِهَا ، وَ يَضَيَّقُ عَلَيْهِ قَبْرُهٗ حَتّٰى تَخْتَلِفَ فِيْهِ اَضْلَاعُهٗ ، وَ يَأْتِيْهِ رَجُلٌ قَبِيْحُ الْوَجْهِ ، قَبِيْحُ الثِّيَابِ مُنْتِنُ الرِّيْحِ . فَيَقُوْلُ : اَبْشِرْ بِالَّذِىْ يَسُوْءُكَ، هٰذَا يَوْمُكَ الَّذِىْ كُنْتَ تُوْعَدُ . فَيَقُوْلُ : مَنْ اَنْتَ فَوَجْهُكَ الْوَجْهُ الْقَبِيْحُ يَجِيْءُ بِالشَّرِّ ! فَيَقُوْلُ : اَنَا عَمَلُكَ الْخَبِيْثُ . فَيَقُوْلُ : رَبِّ لَا تُقِمِ السَّاعَةَ .)) وَ فِىْ رِوَايَةٍ لَهٗ بِمَعْنَاهُ وَ زَادَ ((فَيَأْتِيْهِ آتٍ قَبِيْحُ

الْوَجْهِ ، قَبِيْحُ الثِّيَابِ ، مُنْتِنُ الرِّيْحِ . فَيَقُوْلُ : اَبْشِرْ بِهَوَانٍ مِنَ اللّٰهِ وَ عَذَابٍ مُقِيْمٍ . فَيَقُوْلُ : بَشَّرَكَ اللّٰهُ بِالشَّرِّ ، مَنْ اَنْتَ ؟ فَيَقُوْلُ : وَ اَنْتَ اَنَا عَمَلُكَ الْخَبِيْثُ كُنْتَ بَطِيْئًا عَنْ طَاعَةِ اللّٰهِ سَرِيْعًا فِيْ مَعْصِيَتِهٖ فَجَزَاكَ اللّٰهُ شَرًّا ، ثُمَّ يُقَيَّضُ لَهٗ اَعْمٰى اَصَمُّ اَبْكَمُ فِيْ يَدِهٖ مِرْزَبَةٌ لَوْ ضُرِبَ بِهَا جَبَلٌ كَانَ تُرَابًا ، فَيَضْرِبُهٗ ضَرْبَةً حَتّٰى يَصِيْرُ تُرَابًا ، ثُمَّ يُعِيْدُهُ اللّٰهُ كَمَا كَانَ ، فَيَضْرِبُهٗ ضَرْبَةً اُخْرٰى فَيَصِيْحُ صَيْحَةً يَسْمَعُهٗ كُلُّ شَيْءٍ اِلَّا الثَّقَلَيْنِ . قَالَ الْبَرَاءُ ثُمَّ يُفْتَحُ لَهٗ بَابٌ مِنَ النَّارِ وَ يُمَهَّدُ لَهٗ مِنْ فُرُشِ النَّارِ)). رَوَاهُ اَحْمَدُ [1] (حسن)

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”(قبر میں) کافر آدمی کی روح جب اس کے جسم میں لوٹائی جاتی ہے تو اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں جو اسے اٹھا کر بٹھا دیتے ہیں اور پوچھتے ہیں ”تیرا رب کون ہے؟“ کافر کہتا ہے ”ہائے افسوس میں نہیں جانتا۔“ فرشتے پوچھتے ہیں ”تیرا دین کون سا ہے؟“ کافر کہتا ہے ”ہائے افسوس میں نہیں جانتا۔“ فرشتے پوچھتے ہیں ”وہ شخص جو تمہارے درمیان مبعوث کئے گئے تھے وہ کون تھے؟“ کافر کہتا ہے ”ہائے افسوس میں نہیں جانتا۔“ آسمان سے منادی کی آواز آتی ہے اس نے جھوٹ کہا ہے۔ اس کے لئے آگ کا بستر بچھا دو، اسے آگ کا لباس پہنا دو، اس کے لئے جہنم کی طرف ایک دروازہ کھول دو۔ چنانچہ جہنم کی گرم اور زہریلی ہوا اسے آنے لگتی ہے۔ اس کی قبر اس پر تنگ کر دی جاتی ہے حتی کہ اس کی ایک طرف کی پسلیاں دوسری طرف کی پسلیوں میں پیوست ہو جاتی ہیں۔ پھر اس کے پاس ایک بدصورت، غلیظ کپڑوں والا، بدترین بدبو والا شخص آتا ہے اور کہتا ہے ”تجھے برے انجام کی بشارت ہو یہ ہے وہ دن جس کا تجھ سے وعدہ کیا گیا تھا۔ کافر کہتا ہے تو کون ہے؟ تیرا چہرہ بڑا ہی بھدا ہے۔ تو (میرے لئے) برائی لے کر آیا ہے، وہ جواب میں کہتا ہے ”میں تیرے اعمال ہوں۔“ تب کافر کہتا ہے ”اے میرے رب! قیامت قائم نہ کرنا۔“ ایک روایت یہ ہے کہ اس کے پاس ایک بدشکل، غلیظ کپڑوں والا بدبودار شخص آتا ہے اور کہتا ہے۔ ”تجھے رسوا کن اور ہمیشہ رہنے والے عذاب کی بشارت ہو۔“ کافر کہتا ہے کہ ”اللہ تجھے شر سے نوازے تو کون ہے؟“ وہ کہتا ہے ”میں تیرے گندے اعمال ہوں۔ (دنیا میں) تو اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں ٹال مٹول کرنے والا اور اس کی نافرمانی میں

---

[1] الترغيب و الترهيب لمحی الدين ديب الجزء الرابع ، رقم الحديث 5221

ہر وقت تیار رہتا تھا، اللہ تجھے بدترین بدلہ عطا فرمائے۔'' پھر اس پر ایک اندھا اور بہرہ فرشتہ مسلط کر دیا جاتا ہے جس کے ہاتھ میں لوہے کا گرز ہوتا ہے، اگر پہاڑ پر مارا جائے تو پہاڑ ریزہ ریزہ ہوجائے، فرشتہ اسے بری طرح مارتا ہے۔ کافر ایک ہی ضرب میں ریزہ ریزہ ہوجاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے پھر پہلی والی حالت میں لوٹا دیتا ہے (یعنی اس کا جسم صحیح سالم کر دیا جاتا ہے) پھر فرشتہ اسے دوسری دفعہ مارتا ہے تو کافر بری طرح چیخنے چلانے لگتا ہے جسے جن و انس کے علاوہ ہر جاندار مخلوق سنتی ہے۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں پھر اس کے لئے آگ کی طرف دروازہ کھول دیا جاتا ہے اور اس کے لئے آگ کا بستر بچھا دیا جاتا ہے۔'' اسے احمد نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 126 قبر میں کافر کو ڈسنے کے لئے ایسے سانپ اور بچھو مسلط کئے جاتے ہیں کہ اگر ان میں سے ایک بھی زمین پر پھونک مار دے تو زمین پر کبھی کوئی چیز پیدا نہ ہو۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ شَهِدْنَا جَنَازَةً مَعَ نَبِیِّ اللّٰهِ ﷺ فَلَمَّا فُرِغَ مِنْ دَفْنِهَا، وَ انْصَرَفَ النَّاسُ ، قَالَ نَبِیُّ اللّٰه ﷺ ((اِنَّهُ اَلْآنَ یَسْمَعُ خَفْقَ نِعَالِکُمْ ، اَتَاهُ مُنْکَرٌ وَ نَکِیْرٌ اَعْیُنُهُمَا مِثْلُ قُدُوْرِ النُّحَاس، وَاَنْیَابُهُمَا مِثْلُ صَیَاصِی الْبَقَرِ، وَ اَصْوَاتُهُمَا مِثْلُ الرَّعْد، فَیُجْلِسَانِهِ فَیَسْأَلاَنِهِ مَا کَانَ یَعْبُدُ وَ مَنْ کَانَ نَبِیُّه، فَاِنْ کَانَ مِمَّنْ یَعْبُدُ اللّٰهَ قَالَ: اَعْبُدُاللّٰهَ ، وَ نَبِیِّیْ مُحَمَّدٌ ﷺ، جَاءَ نَا بِالْبَیِّنَاتِ وَ الْهُدٰی فَآمَنَّا بِهٖ وَاتَّبَعْنَاهُ ، فَذٰلِکَ قَوْلُ اللّٰهِ ﴿یُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِیْنَ آمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَ فِی الْاٰخِرَةِ ......﴾(ابراهیم: 27) فَیُقَالُ لَهُ :عَلَی الْیَقِیْنِ حُیِیْت، وَ عَلَیْه مِتَّ، وَ عَلَیْهِ تُبْعَثُ ثُمَّ یُفْتَحُ لَهُ بَابٌ اِلَی الْجَنَّةِ ،وَ یُوَسَّعُ لَهُ فِیْ حُفْرَتِهٖ وَ اِنْ کَانَ مِنْ اَهْلِ الشَّکِّ، قَالَ: لاَ اَدْرِیْ، سَمِعْتُ النَّاسَ یَقُوْلُوْنَ شَیْئًا فَقُلْتُهُ، فَیُقَالُ لَهُ:عَلَی الشَّکِّ حُیِیْت ، وَ عَلَیْهِ مِتَّ ، وَ عَلَیْهِ تُبْعَثُ. ثُمَّ یُفْتَحُ لَهُ بَابٌ اِلَی النَّارِ، وَ تُسَلَّطُ عَلَیْهِ عَقَارِبُ وَ تَنَانِیْنُ لَوْ نَفَخَ اَحَدُهُمْ عَلَی الدُّنْیَا مَا اَنْبَتَتْ شَیْئًا تَنْهَشُه ، وَ تُؤْمَرُ الْاَرْضُ فَتَنْضَمُّ عَلَیْهِ حَتّٰی تَخْتَلِفَ اَضْلاَعُهُ)). رَوَاهُ الطَّبَرَانِیُّ فِی الْاَوْسَطِ [1] **(حسن)**

[1] الترغیب والترهیب لمحی الدین دیب ، الجزء الرابع، رقم الحدیث 5223

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم ایک جنازے میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ تھے جب آپ ﷺ تدفین سے فارغ ہوئے تو لوگ واپس پلٹنے لگے اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا "اب وہ تمہارے جوتوں کی آواز سنے گا اس کے پاس منکر نکیر آئیں گے جن کی آنکھیں تانبے کے دیگچے جیسی (بڑی بڑی) ہیں۔دانت گائے کی سینگ کی طرح ہیں اور آواز بجلی کی گرج جیسی ہے وہ دونوں اس کو بٹھائیں گے اور سوال کریں گے وہ کس کی عبادت کرتا تھا اس کا نبی کون تھا؟ اگر وہ اللہ کی عبادت کرنے والوں میں سے تھا تو کہے گا میں اللہ کی عبادت کرتا ہوں اور میرے نبی حضرت محمد ﷺ ہیں جو ہمارے پاس (نبوت کے) واضح دلائل اور ہدایت لے کر آئے ہم آپ ﷺ پر ایمان لائے اور آپ ﷺ کی پیروی کی یہی مطلب ہے اللہ تعالیٰ کے ارشاد مبارک کا "يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ آمَنُوْا......یعنی اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو ایک قول ثابت کے ذریعے دنیا اور آخرت کی زندگی میں ثابت قدم رکھتا ہے۔" (سورہ ابراہیم: آیت نمبر 27) پھر اسے کہا جاتا ہے یقین پر تو زندہ رہا۔یقین پر تیری موت ہوئی اور یقین پر ہی تو اٹھے گا۔اس کے لئے جنت کی طرف ایک دروازہ کھول دیا جاتا ہے اس کی قبر فراخ کردی جاتی ہے اگر مرنے والا (اللہ اور رسول کے بارے میں) شک کرنے والوں میں سے ہو تو وہ (منکر نکیر کے سوالوں کے جواب میں) کہتا ہے میں نہیں جانتا میں نے لوگوں کو کچھ کہتے سنا اور میں نے بھی وہی بات کہی۔اسے کہا جاتا ہے شک پر تو زندہ رہا۔شک پر تیری موت ہوئی اور شک پر ہی تو دوبارہ زندہ ہوگا پھر اس کے لئے جہنم کی طرف ایک دروازہ کھول دیا جاتا ہے اور اس پر اس قدر زہریلے بچھو اور اژدھے مسلط کردیئے جاتے ہیں کہ اگر ان میں سے کوئی ایک (بچھو یا اژدھا) زمین پر پھونک ماردے تو کوئی چیز پیدا نہ ہو، وہ بچھو اور اژدھے اسے ڈستے رہتے ہیں اور زمین کو حکم دیا جاتا ہے کہ اس کافر پر تنگ ہو جا، چنانچہ (زمین اس پر اس قدر تنگ ہوتی ہے کہ) اس کی ایک طرف کی پسلیاں دوسری طرف کی پسلیوں میں دھنس جاتی ہیں۔" اسے طبرانی نے اوسط میں روایت کیا ہے۔

وضاحت : یاد رہے کہ جہنم میں بھی کافروں کو سانپوں اور بچھوؤں کے ڈسنے کا عذاب دیا جائے گا۔جہنم کے سانپوں کے بارے میں رسول اکرم ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ وہ اونٹوں کے برابر ہوں گے اور ان کے ایک مرتبہ ڈسنے سے جہنمی چالیس سال تک زہر کا اثر محسوس کرتا رہے گا اور بچھو کے بارے میں فرمایا کہ وہ خچر کے برابر ہوگا اور اس کے ایک مرتبہ ڈسنے سے جہنمی چالیس سال تک اس کے زہر کا اثر محسوس کرتا رہے گا۔(احمد)

مسئلہ 127 قبر میں کافر پر ننانوے اژدھا مسلط کئے جاتے ہیں۔ہر اژدھا کے ستر

منہ ہوتے ہیں اور ہر منہ پر سات سر ہوتے ہیں۔ یہ اژدھا قیامت تک کافر کو ڈستے رہتے ہیں۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((اِنَّ الْمُوْمِنَ فِیْ قَبْرِهٖ لَفِیْ رَوْضَةٍ خَضْرَاءَ فَیُرَحَّبُ لَهٗ قَبْرُهٗ سَبْعُوْنَ ذِرَاعًا ، وَ یُنَوَّرُ لَهٗ كَالْقَمَرِ لَیْلَةَ الْبَدْرِ أَ تَدْرُوْنَ فِیْمَا اُنْزِلَتْ هٰذِهِ الْاٰیَةُ ﴿ فَاِنَّ لَهٗ مَعِیْشَةً ضَنْكًا وَ نَحْشُرُهٗ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اَعْمٰی ﴾ (طه : 124) قَالَ : أَ تَدْرُوْنَ مَا الْمَعِیْشَةُ الضَّنْكُ؟)) قَالُوْا : اَللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ . قَالَ : ((عَذَابُ الْكَافِرِ فِیْ قَبْرِهٖ ، وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ یُسَلَّطُ عَلَیْهِ تِسْعَةٌ وَ تِسْعُوْن تِنِّیْنًا، أَ تَدْرُوْنَ مَا التِّنِّیْنُ؟ سَبْعُوْنَ حَیَّةً لِكُلِّ حَیَّةٍ سَبْعَةُ رُؤُوْسٍ یَلْسَعُوْنَهٗ وَ یَخْدِشُوْنَهٗ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ)) رَوَاهُ اَبُوْ یَعْلٰی وَ ابْنُ حَبَّانَ[1] (حسن)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ''مومن اپنی قبر میں ایک سرسبز و شاداب باغ میں ہوتا ہے اس کی قبر ستر ہاتھ (35 میٹر) تک فراخ کردی جاتی ہے اور چودھویں کے چاند کی طرح روشن کردی جاتی ہے (پھر آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے دریافت فرمایا) کیا تمہیں معلوم ہے کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے کیا بات ارشاد فرمائی ﴿فَاِنَّ لَهٗ مَعِیْشَةً ضَنْكًا وَ نَحْشُرُهٗ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اَعْمٰی ...... ﴾ یعنی اس کے لئے تکلیف دہ زندگی ہوگی اور ہم اسے قیامت کے روز اندھا کرکے اٹھائیں گے (سورہ طہٰ: آیت نمبر 124)﴾ آپ ﷺ نے فرمایا جانتے ہو تکلیف دہ زندگی کیا ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول ﷺ بہتر جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''اس سے مراد قبر میں کافر کو دیا گیا عذاب ہے قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے بے شک کافر پر (قبر میں) ننانوے اژدھا مسلط کئے جاتے ہیں۔ ہر اژدھا کے ستر منہ ہوتے ہیں اور ہر منہ کے سات سر ہوتے ہیں یہ اژدھا کافر کو قیامت تک ڈستے اور زخمی کرتے رہتے ہیں۔'' اسے ابویعلیٰ اور ابن حبان نے روایت کیا ہے۔

❁❁❁

[1] الترغیب والترهیب لمحی الدین دیب ، الجزء الرابع ، رقم الحدیث 5216

عَذَابُ الْقَبْرِ وَ السَّلَفُ
عذاب قبر اور سلف صالحین

مَسئلہ 128 رسول ﷺ اکرم ہر نماز میں عذاب قبر سے پناہ مانگا کرتے تھے۔

وضاحت: حدیث مسئلہ نمبر 57 کے تحت ملاحظہ فرمائیں۔

مَسئلہ 129 حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا عذاب قبر سے خوف!

وضاحت: حدیث مسئلہ نمبر 130 کے تحت ملاحظہ فرمائیں۔

مَسئلہ 130 حضرت عثمان رضی اللہ عنہ عذاب قبر کے خوف سے اس قدر روتے کہ ریش مبارک تر ہو جاتی۔

عَنْ هَانِئٍ مَوْلٰى عُثْمَانَ رضی اللہ عنہ قَالَ : كَانَ عُثْمَانُ اِذَا وَقَفَ عَلٰى قَبْرٍ بَكٰى حَتّٰى يَبُلَّ لِحْيَتَهُ ' فَقِيْلَ لَهُ : تُذْكَرُ الْجَنَّةُ وَالنَّارُ ' فَلاَ تَبْكِيْ وَتَبْكِيْ مِنْ هٰذَا ؟ فَقَالَ : اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : ((اِنَّ الْقَبْرَ أَوَّلُ مَنْزِلٍ مِنْ مَنَازِلِ الْآخِرَةِ، فَاِنْ نَجَا مِنْهُ فَمَا بَعْدَهُ أَيْسَرُ مِنْهُ وَاِنْ لَمْ يَنْجُ مِنْهُ فَمَا بَعْدَهُ أَشَدُّ مِنْهُ)) قَالَ : وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَارَأَيْتُ مَنْظَرًا قَطُّ اِلاَّ وَ الْقَبْرُ اَفْظَعُ مِنْهُ)). رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ [1] (حسن)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام حضرت ہانی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جب کسی قبر پر کھڑے ہوتے تو اس قدر روتے کہ داڑھی مبارک تر ہو جاتی۔ آپ سے عرض کیا گیا ''آپ جنت اور دوزخ کا ذکر فرماتے ہیں تو نہیں روتے لیکن قبر کے ذکر پر اس قدر روتے ہیں؟'' حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ ''قبر آخرت کی منازل میں سے سب سے پہلی منزل ہے

[1] ابواب الزهد، باب ما جاء فی فظاعة القبر و انه ......

اگر کسی نے اس سے نجات پالی تو اگلی منزلیں اس کے لئے آسان ہوں گی اور اگر اس سے نجات نہ ملی تو بعد کی منازل اس سے کہیں زیادہ سخت ہوں گی نیز اللہ کے رسول ﷺ فرمایا کرتے تھے ''میں نے قبر سے زیادہ گھبراہٹ اور سختی والی کوئی اور جگہ نہیں دیکھی۔'' اسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 131 رسول اکرم ﷺ نے عذابِ قبر کا ذکر فرمایا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم چیخنے اور چلانے لگے۔

عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِیْ بَکْرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا قَالَتْ : قَامَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ فَذَکَرَ الْفِتْنَۃَ الَّتِیْ یُفْتَنُ بِہَا الْمَرْءُ فِیْ قَبْرِہٖ فَلَمَّا ذَکَرَ ذٰلِکَ ، ضَجَّ الْمُسْلِمُوْنَ ضَجَّۃً ، حَالَتْ بَیْنِیْ وَبَیْنَ اَنْ أَفْہَمَ کَلاَمَ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ فَلَمَّا سَکَنَتْ ضَجَّتُہُمْ ، قُلْتُ لِرَجُلٍ قَرِیْبٍ مِنِّیْ : أَیْ بَارَکَ اللّٰہُ لَکَ ، مَاذَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ فِیْ آخِرِ قَوْلِہٖ ؟ قَالَ : ((قَدْ أُوْحِیَ اِلَیَّ اَنَّکُمْ تُفْتَنُوْنَ فِی الْقُبُوْرِ ، قَرِیْبًا مِنْ فِتْنَۃِ الدَّجَّالِ)). رَوَاہُ النَّسَائِیُّ [1] (صحیح)

حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ (خطبہ کے لئے) کھڑے ہوئے اور اس فتنہ کا ذکر کیا جس میں آدمی قبر میں مبتلا ہوتا ہے۔ جب آپ ﷺ نے فتنہ قبر بیان کرنا شروع کیا تو مسلمان بری طرح چیخنے اور چلانے لگے جس کی وجہ سے میں رسول اکرم ﷺ کی بات نہ سمجھ سکی۔ جب چیخنے کا شور ختم ہوا تو میں نے اپنے قریبی آدمی سے پوچھا ''اللہ تجھے برکت عطا فرمائے رسول اکرم ﷺ نے آخر میں کیا بات ارشاد فرمائی تھی؟'' اس نے بتایا آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا ''مجھ پر وحی کی گئی ہے کہ تم لوگ قبروں میں قریب قریب دجال جیسے فتنے سے آزمائے جاؤ گے۔'' اسے نسائی نے روایت کیا ہے۔

عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِیْ بَکْرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا تَقُوْلُ:قَامَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ خَطِیْبًا فَذَکَرَ فِتْنَۃَ الْقَبْرِ الَّتِیْ یَفْتَتِنُ فِیْہَا الْمَرْءُ فَلَمَّا ذَکَرَ ذٰلِکَ ضَجَّ الْمُسْلِمُوْنَ ضَجَّۃً. رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ [2]

حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا کہتی ہیں رسول اکرم ﷺ خطبہ ارشاد فرمانے کے لئے کھڑے

---

1. کتاب الجنائز ، باب التعوذ من عذاب القبر (1949/2)
2. کتاب الجنائز ، باب ما جاء فی عذاب القبر (1249/2)

ہوئے تو آپ ﷺ نے فتنہ قبر کا ذکر فرمایا جس میں آدمی مبتلا ہوگا جب آپ ﷺ ذکر فرما رہے تھے تو مسلمانوں نے (خوف زدہ ہوکر) بری طرح چیخنا چلانا شروع کردیا۔اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 132 حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ موت کے وقت اپنے انجام کو یاد کرکے دیر تک روتے رہے۔

مَسئلہ 133 حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے قبر میں سوال و جواب کے ڈر سے اپنی اولاد کو وصیت فرمائی کہ تدفین کے بعد میری قبر پر دیر تک کھڑے ہوکر دعا کرتے رہنا۔

عَنِ ابْنِ شُمَاسَةَ الْمَهْرِيِّ قَالَ : حَضَرْنَا عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ ﷺ وَ هُوَ فِيْ سِيَاقَةِ الْمَوْتِ يَبْكِيْ طَوِيْلاً وَ حَوَّلَ وَجْهَهُ اِلَى الْجِدَارِ، فَجَعَلَ ابْنُهُ يَقُوْلُ : يَا اَبَتَاهُ ! اَمَا بَشَّرَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِكَذَا؟ اَمَا بَشَّرَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِكَذَا؟ قَالَ : فَاَقْبَلَ بِوَجْهِهٖ وَ قَالَ : اِنَّ اَفْضَلَ مَا نُعِدُّ شَهَادَةُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ اِنِّيْ قَدْ كُنْتُ عَلٰى اَطْبَاقٍ ثَلاَثٍ لَقَدْ رَأَيْتُنِيْ وَ مَا اَحَدٌ اَشَدَّ بُغْضًا لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِنِّيْ، وَ لَا اَحَبَّ اِلَيَّ اَنْ اَكُوْنَ قَدِ اسْتَمْكَنْتُ مِنْهُ فَقَتَلْتُهُ مِنْهُ ، فَلَوْ مُتُّ عَلٰى تِلْكَ الْحَالِ لَكُنْتُ مِنْ اَهْلِ النَّارِ، فَلَمَّا جَعَلَ اللّٰهُ الْاِسْلاَمَ فِيْ قَلْبِيْ اَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقُلْتُ : اُبْسُطْ يَمِيْنَكَ فَلِاُبَايِعْكَ فَبَسَطَ يَمِيْنَهُ ، قَالَ : فَقَبَضْتُ يَدِيْ، قَالَ ((مَا لَكَ يَا عَمْرُو؟)) قَالَ قُلْتُ : اَرَدْتُ اَنْ اَشْتَرِطَ ، قَالَ ((تَشْتَرِطُ بِمَاذَا؟)) قُلْتُ : اَنْ يُغْفَرَلِيْ ، قَالَ ((اَمَا عَلِمْتَ يَا عَمْرُو ! اَنَّ الْاِسْلاَمَ يَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهُ ؟ وَ اَنَّ الْهِجْرَةَ تَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهَا ؟ وَ اَنَّ الْحَجَّ يَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهُ؟)) وَ مَا كَانَ اَحَدٌ اَحَبَّ اِلَيَّ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَ لَا اَجَلَّ فِيْ عَيْنَيَّ مِنْهُ ، وَ مَا كُنْتُ اُطِيْقُ اَنْ اَمْلَأَ عَيْنَيَّ مِنْهُ اِجْلاَلاً لَهُ ، وَ لَوْ سُئِلْتُ اَنْ اَصِفَهُ مَا اَطَقْتُ ،لِاَنِّيْ لَمْ اَكُنْ اَمْلَأُعَيْنَيَّ مِنْهُ ، وَ لَوْ مُتُّ عَلٰى تِلْكَ الْحَالِ لَرَجَوْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ ، ثُمَّ وَلِيْنَا اَشْيَاءَ مَا اَدْرِيْ مَا حَالِيْ فِيْهَا ، فَاِذَا اَنَا مُتُّ فَلاَ تَصْحَبْنِيْ نَائِحَةٌ وَ لاَ نَارٌ فَاِذَا دَفَنْتُمُوْنِيْ فَسُنُّوْ عَلَيَّ التُّرَابَ سَنًّا . ثُمَّ اَقِيْمُوْا

حَوْلَ قَبْرِیْ قَدْرَ مَا تُنْحَرُ جَزُوْرٌ وَ یُقْسَمُ لَحْمُهَا حَتّٰی اَسْتَاْنِسَ بِكُمْ ، وَ اَنْظُرَ مَا ذَا اُرَاجِعُ بِهٖ رُسُلَ رَبِّیْ . رَوَاهُ مُسْلِمٌ ❶

حضرت ابن شُماسہ مہری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہم حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کی موت کے وقت ان کے پاس گئے وہ دیر تک روتے رہے پھر اپنا منہ دیوار کی طرف کر لیا ان کے بیٹوں نے کہا ''ابا جان! کیا رسول اکرم ﷺ نے آپ کو فلاں فلاں بشارتیں نہیں دیں۔'' تب حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے اپنا چہرہ سامنے کیا اور کہا ''ہم لوگ (یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) کلمہ شہادت...... **لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ**......کا اقرار سب سے افضل باتوں میں شمار کرتے تھے میرے اوپر تین حالتیں گزری ہیں۔ پہلی حالت وہ جب میں رسول اکرم ﷺ سے زیادہ کسی کو برا نہیں سمجھتا تھا اور میری خواہش تھی کہ میں آپ پر قابو پاؤں اور آپ ﷺ کو قتل کر دوں، اگر میں اسی حالت میں مر جاتا تو جہنمیوں میں سے ہوتا۔ اس کے بعد دوسری حالت وہ تھی جب اللہ نے میرے دل میں اسلام کی محبت ڈال دی اور میں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی اپنا ہاتھ بڑھایئے، آپ ﷺ نے اپنا دایاں ہاتھ آگے کیا تو میں نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''عمرو رضی اللہ عنہ! کیا بات ہے؟'' میں نے عرض کیا ''میں شرط کرنا چاہتا ہوں۔'' آپ ﷺ نے فرمایا ''کون سی شرط؟'' میں نے عرض کیا ''میرے گناہوں کی مغفرت کی شرط'' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''اے عمرو رضی اللہ عنہ! کیا تو نہیں جانتا کہ اسلام قبول کرنا گزشتہ سارے گناہوں کو معاف کر دیتا ہے، ہجرت کرنا گزشتہ سارے گناہوں کو معاف کر دیتی ہے اور حج کرنا گزشتہ سارے گناہوں کو معاف کر دیتا ہے۔ تب مجھے رسول اکرم ﷺ سے اتنی زیادہ محبت تھی کہ اتنی زیادہ کسی دوسرے سے نہیں تھی اور میری نگاہ میں آپ ﷺ کی اتنی زیادہ شان تھی جو اور کسی کی نہیں تھی۔ میں نے آپ ﷺ کے جلال اور رعب کی وجہ سے آپ ﷺ کی طرف آنکھ بھر کر نہیں دیکھا۔ اگر میں اسی حالت میں فوت ہو جاتا تو امید تھی کہ جنتی ہوتا لیکن اس کے بعد ہم بعض (دنیا داری کے) کاموں میں پھنس گئے اور اب میں نہیں جانتا کہ اس تیسری حالت میں میرا انجام کیا ہے؟ لہٰذا جب میں مر جاؤں تو میرے جنازے کے ساتھ کوئی رونے چلانے والی عورت نہ ہو، نہ ہی (کوئی) آگ لے کر چلے اور جب تم مجھے دفن کرو تو اچھی طرح قبر پر مٹی ڈال دینا اور میری قبر کے گرد اتنی

---

❶ کتاب الایمان ، باب کون الاسلام یهدم ما قبله و کذا لهجرة......

دیر تک (دعا کے لئے) کھڑے رہنا جتنی دیر میں اونٹ ذبح کر کے اس کا گوشت تقسیم کیا جاتا ہے تا کہ میرے دل کو تسلی رہے اور مجھے پتہ چل جائے کہ میں اپنے رب کے بھیجے ہوئے فرشتوں کو کیا جواب دیتا ہوں۔'' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

وضاحت: یاد رہے کہ رسول اکرم ﷺ نے حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کی بہت سے مواقع پر تعریف فرمائی۔ ایک دفعہ فرمایا ''عمرو سچے مومن ہیں۔'' ایک دفعہ فرمایا ''عمرو بن عاص قریش کے نیک لوگوں میں سے ہیں۔'' ایک دفعہ ان کے حق میں یوں دعا فرمائی ''یا اللہ! عمرو بن عاص کی مغفرت فرما۔'' ایک اور موقع پر دعا فرمائی ''اللہ عمرو پر رحم فرما۔'' واللہ اعلم بالصواب

مسئلہ 134 رسول اکرم ﷺ کا خچر عذاب قبر کی آواز سن کر خوف زدہ ہوا تو آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو عذاب قبر سے پناہ مانگنے کا حکم دیا۔

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ عَنْ زَیْدِ بْنِ ثَابِتٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ اَبُوْسَعِیْدٍ ﷺ وَ لَمْ اَشْهَدْهُ مِنَ النَّبِیِّ ا وَلٰكِنْ حَدَّثَنِیْهِ زَیْدُ بْنُ ثَابِتٍ ﷺ قَالَ بَیْنَمَا النَّبِیُّ ﷺ فِیْ حَائِطٍ لِبَنِی النَّجَّارِ عَلٰی بَغْلَةٍ لَهٗ وَنَحْنُ مَعَهٗ اِذْ حَادَتْ بِهٖ فَكَادَتْ تُلْقِیْهِ وَاِذَا اَقْبُرٌ سِتَّةٌ اَوْ خَمْسَةٌ اَوْ اَرْبَعَةٌ قَالَ كَذَا كَانَ یَقُوْلُ الْجُرَیْرِیُّ فَقَالَ :((مَنْ یَعْرِفُ اَصْحَابَ هٰذِهِ الْاَقْبُرِ؟)) فَقَالَ رَجُلٌ : اَنَا ، قَالَ:((فَمَتٰی مَاتَ هٰؤُلَآءِ ؟)) قَالَ: مَاتُوْا فِی الْاِشْرَاكِ فَقَالَ ((اِنَّ هٰذِهِ الْاُمَّةَ تُبْتَلٰی فِیْ قُبُوْرِهَا فَلَوْلَا اَنْ لَا تَدَافَنُوْا لَدَعَوْتُ اللّٰهَ اَنْ یُسْمِعَكُمْ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ الَّذِیْ اَسْمَعُ مِنْهُ))ثُمَّ اَقْبَلَ عَلَیْنَا بِوَجْهِهٖ فَقَالَ : ((تَعَوَّذُوْا بِاللّٰهِ مِنْ عَذَابِ النَّارِ)) فَقَالُوْا : نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ عَذَابِ النَّارِ فَقَالَ : ((تَعَوَّذُوْا بِاللّٰهِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ)) فَقَالُوْا نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ قَالَ : ((تَعَوَّذُوْا بِاللّٰهِ مِنَ الْفِتَنِ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَ مَا بَطَنَ)) قَالُوْا نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الْفِتَنِ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَ مَا بَطَنَ قَالَ : ((تَعَوَّذُوْا بِاللّٰهِ مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ)) قَالُوْا نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ . رَوَاهُ مُسْلِمٌ [1]

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے یہ حدیث (خود) رسول اکرم ﷺ سے نہیں سنی بلکہ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے سنی ہے۔ انہوں نے بتایا کہ رسول اکرم ﷺ بنی نجار کے باغ میں ایک خچر پر جا رہے تھے ہم بھی آپ ﷺ کے ساتھ تھے۔ اچانک آپ ﷺ کا خچر بدکا، قریب تھا کہ آپ ﷺ کو گرا

[1] كتاب الجنة و صفة نعيمها ، باب عرض مقعد الميت من الجنة النار عليه و ......

دیتا وہاں چھ، پانچ یا چار قبریں تھیں۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا ''ان قبر والوں کے بارے میں کوئی شخص جانتا ہے (یہ کون لوگ ہیں؟)'' ایک آدمی نے عرض کیا ''میں جانتا ہوں!'' آپ ﷺ نے پوچھا ''یہ لوگ کب مرے؟'' اس آدمی نے عرض کیا ''شرک کے زمانہ میں۔'' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''لوگ قبروں میں آزمائے جاتے ہیں اگر مجھے یہ خدشہ نہ ہوتا کہ تم لوگ اپنے مردے دفن کرنا چھوڑ دو گے تو میں اللہ کے حضور دعا کرتا کہ وہ تمہیں بھی عذاب قبر سنائے جس طرح میں سنتا ہوں۔'' پھر آپ ﷺ ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا ''پناہ مانگو اللہ تعالیٰ کی جہنم کے عذاب سے۔'' لوگوں نے کہا ''ہم اللہ کی پناہ طلب کرتے ہیں جہنم کی آگ سے۔'' پھر آپ ﷺ نے فرمایا ''پناہ مانگو اللہ تعالیٰ کی قبر کے عذاب سے۔'' لوگوں نے کہا ''ہم پناہ مانگتے ہیں اللہ کی قبر کے عذاب سے۔'' پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''پناہ مانگو ظاہری اور پوشیدہ فتنوں سے۔'' لوگوں نے کہا ''ہم پناہ مانگتے ہیں اللہ تعالیٰ کی ظاہری اور پوشیدہ فتنوں سے۔'' پھر آپ ﷺ نے فرمایا ''پناہ مانگو اللہ تعالیٰ کی فتنہ دجال سے۔'' لوگوں نے کہا ''ہم پناہ مانگتے ہیں اللہ تعالیٰ کی فتنہ دجال سے۔'' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 135 حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ نے قبر اور آخرت کے بارے میں رسول اکرم ﷺ کا خطبہ سنا تو تمنا کرنے لگے ''کاش میں ایک درخت ہوتا جسے کاٹ دیا جاتا۔

وضاحت : حدیث مسئلہ نمبر 70 کے تحت ملاحظہ فرمائیں۔

مَسئلہ 136 وحشت قبر سے نجات کے لئے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی نصیحت۔

اِنَّ اَبَا ذَرٍّ رضی اللہ عنہ كَانَ يَقُوْلُ يَا اَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ لَكُمْ نَاصِحٌ اِنِّي عَلَيْكُمْ شَفِيْقٌ ، صَلُّوْا فِيْ ظُلْمَةِ اللَّيْلِ لِوَحْشَةِ الْقُبُوْرِ . ذَكَرَهُ اَبُوْنُعَيْمٍ ❶

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے، لوگو! میں تمہارا خیر خواہ اور تم سے شفقت کرنے والا ہوں وحشت قبر سے بچنے کے لئے رات کی تاریکی میں نماز پڑھا کرو (یعنی تہجد کی نماز)۔ اسے ابونعیم نے ذکر کیا ہے۔

❶ حلية الاولياء ، الجزء الاول ، رقم الصفحه 165

مَسئلہ 137 حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ موت کے وقت طویل سفر اور قلت زادِ سفر کے خوف سے رونے لگے۔

اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ بَكٰى فِىْ مَرَضِهٖ فَقِيْلَ مَا يُبْكِيْكَ؟ فَقَالَ اَمَّا اِنِّىْ لاَ اَبْكِىْ عَلٰى دُنْيَاكُمْ هٰذِهٖ وَ لٰكِنْ اَبْكِىْ عَلٰى بُعْدِ سَفَرِىْ وَ قِلَّةِ زَادِىْ وَ اِنِّىْ اَمْسَيْتُ فِىْ صَعُوْدٍ مُهْبَطَةٍ عَلٰى جَنَّةٍ وَ نَارٍ لاَ اَدْرِىْ عَلٰى اَيَّتِهِمَا يُؤْخَذُنِىْ ❶

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اپنے مرض الموت میں رونے لگے آپ سے پوچھا گیا کہ ”کیوں رو رہے ہیں؟“ فرمانے لگے ”میں تمہاری اس دنیا (کو چھوڑنے کی) وجہ سے نہیں روتا بلکہ (آئندہ پیش آنے والے) طویل سفر اور قلت زادِ سفر کی وجہ سے رو رہا ہوں۔ میں نے ایسی بلندی پر شام کی ہے جس کے آگے جنت ہے یا جہنم اور میں نہیں جانتا ان دونوں میں سے میرا مقام کون سا ہوگا؟“

مَسئلہ 138 قبر کی یاد نے حضرت مالک بن دینار رحمہ اللہ کو اس قدر رلایا کہ بے ہوش ہو گئے۔

قَالَ مَالِكُ بْنُ دِيْنَارٍ عَجَبًا لِّمَنْ يَعْلَمُ اَنَّ الْمَوْتَ مَصِيْرُهٗ ، وَالْقَبْرُ مَوْرِدُهٗ ، كَيْفَ تَقَرُّ بِالدُّنْيَا عَيْنُهٗ وَ كَيْفَ يَطِيْبُ فِيْهَا عَيْشُهٗ ؟ قَالَ ثُمَّ يَبْكِىْ مَالِكٌ حَتّٰى يَسْقُطَ مَغْشِيًّا عَلَيْهِ ❷

حضرت مالک بن دینار رحمہ اللہ کہتے ہیں تعجب ہے اس شخص پر جو جانتا ہے کہ موت اس کا انجام ہے۔ قبر اس کا ٹھکانہ ہے (اس کے باوجود اسے اس دنیا میں قرار حاصل ہے اور وہ سکون کی زندگی بسر کر رہا ہے) راوی کہتا ہے کہ حضرت مالک بن دینار رحمہ اللہ نے یہ کہا اور زار و قطار رونے لگے حتی کہ بے ہوش ہو کر گر پڑے۔

◎◎◎

---

❶ كتاب الزهد لابن مبارك ، رقم الصفحة 38

❷ صفوة الصفوة، الجزء الثالث ، رقم الصفحة 198

ضَغْطُ الْقَبْرِ لِلْمَيِّتِ الْمُؤْمِنِ

قبر کا مومن میت کو دبانا

مسئلہ 139 حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو قبر نے دبایا اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دعا فرمانے پر چھوڑ دیا۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((هٰذَا الَّذِیْ تَحَرَّکَ لَهُ الْعَرْشُ ، وَفُتِحَتْ لَهُ اَبْوَابُ السَّمَآءِ ، وَشَهِدَهُ سَبْعُوْنَ اَلْفًا مِنَ الْمَلٰئِكَةِ لَقَدْ ضُمَّ ضَمَّةً ثُمَّ فُرِّجَ عَنْهُ)). رَوَاهُ النَّسَائِيُّ [1] (صحيح)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ وہ شخص ہے جس (کی وفات پر اللہ تعالیٰ کا) عرش ہل گیا، جس کے لئے آسمانوں کے (سارے) دروازے کھول دیئے گئے، جس (کے جنازے) میں ستر ہزار فرشتے شریک ہوئے اسے بھی قبر نے ایک مرتبہ دبایا پھر فراخ ہوگئی۔'' اسے نسائی نے روایت کیا ہے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ضُمَّ سَعْدٌ فِي الْقَبْرِ ضَمَّةً فَدَعَوْتُ اللّٰهَ اَنْ يَّكْشِفَ عَنْهُ)). رَوَاهُ الْحَاكِمُ [2] (حسن)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''حضرت سعد رضی اللہ عنہ قبر میں دبائے گئے میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ اس سے یہ تکلیف دور فرما دے (اور اللہ نے دور فرما دی)۔'' اسے حاکم نے روایت کیا ہے۔

وضاحت : کہا جاتا ہے کہ مومن میت، کو قبر اس طرح دباتی ہے جیسے ماں اپنے بچے کو گود میں لے کر پیار سے دباتی ہے جبکہ کافر میت، کو قبر

[1] کتاب الجنائز ، باب ضمة القبر و ضغطته (1942/2)

[2] کتاب معرفة الصحابة ، باب تحرک العرش لسعد (4977/4)

عذاب اور سزا دینے کے لئے اس طرح دباتی ہے کہ اس کی ایک طرف کی پسلیاں دوسری طرف کی پسلیوں میں داخل ہو جاتی ہیں اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ کسی موقع پر حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے پیشاب کے معاملے میں بے احتیاطی ہوئی تھی جس وجہ سے قبر نے انہیں دبایا واللہ اعلم بالصواب!

عَقِیْدَةُ التَّوْحِیْدِ وَسُؤَالُ الْمُنْکَرِ وَ النَّکِیْرِ

عقیدہ توحید اور منکر نکیر کے سوال

مَسئلہ 140 خالص عقیدہ توحید ہی فرشتوں کے سوال و جواب میں کامیابی کا باعث بنے گا۔

عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ ﷛ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ ((اِذَا اُقْعِدَ الْمُؤْمِنُ فِیْ قَبْرِهٖ اُتِیَ ثُمَّ شَهِدَ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ فَذٰلِکَ قَوْلُهٗ : ﴿یُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِیْنَ آمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ﴾. رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ ❶

حضرت براء بن عازب ﷛ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ”جب مومن اپنی قبر میں بٹھایا جاتا ہے تو اس کے پاس (فرشتے) آتے ہیں اور مومن آدمی گواہی دیتا ہے ”لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ“ اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿یُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِیْنَ ......﴾ (کہ اللہ تعالیٰ اہل ایمان کو کلمہ طیبہ کی برکت سے دنیا اور آخرت (یعنی قبر) میں ثابت قدم رکھتا ہے۔ سورہ ابراہیم، آیت نمبر 27) کا یہی مطلب ہے۔“ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 141 قبر میں منکر نکیر کے خوف اور دہشت سے کلمہ توحید ہی محفوظ رکھے گا۔

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ ﷛ قَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَا اَحَدٌ یَقُوْمُ عَلَیْهِ مَلَکٌ فِیْ یَدِهٖ مِطْرَاقٌ اِلَّا هُبِلَ (هَلَکَ) عِنْدَ ذٰلِکَ ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ﴿یُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِیْنَ آمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا﴾. رَوَاهُ اَحْمَدُ ❷ **(صحیح)**

حضرت ابوسعید خدری ﷛ سے روایت ہے کہ (عذاب قبر کے بارے میں سن کر) لوگوں نے عرض کیا

---

❶ کتاب الجنائز ، باب ما جاء فی عذاب القبر

❷ الترغیب و الترھیب ، الجزء الرابع ، رقم الحدیث 5219

''یارسول اللہ ﷺ! جس آدمی کے سر پر فرشتہ گرز لئے کھڑا ہوگا وہ تو خوف اور دہشت سے (ہوش وحواس کھو کر) مٹی کا بت بن جائے گا (وہ جواب کیسے دے گا؟)'' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''اہل ایمان کو اللہ تعالیٰ کلمہ طیبہ کی برکت سے دنیا اور آخرت (یعنی قبر) میں ثابت قدم رکھتا ہے۔'' اسے احمد نے روایت کیا ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، تُبْتَلٰی هٰذِهِ الْاُمَّةُ فِیْ قُبُوْرِهَا ، فَكَیْفَ بِیْ وَ اَنَا امْرَأَةٌ ضَعِیْفَةٌ ؟ قَالَ ﴿ یُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِیْنَ آمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَ فِی الْاٰخِرَةِ﴾. رَوَاهُ الْبَزَّارُ[1] (حسن)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں میں نے عرض کیا ''یارسول اللہ ﷺ! لوگ اپنی قبروں میں آزمائے جائیں گے اور میرا کیا حال ہوگا میں تو ایک کمزور سی خاتون ہوں؟'' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''اللہ تعالیٰ اہل ایمان کو کلمہ توحید کی برکت سے دنیا کی زندگی اور قبر میں ثابت قدم رکھتا ہے۔'' اسے بزار نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 142 کلمہ توحید کی برکت سے اہل ایمان بڑے اطمینان سے منکر نکیر کے سوالوں کا جواب دیں گے۔

عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رضی اللہ عنہ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((وَ یَاْتِیْهِ مَلَكَانِ فَیُجْلِسَانِهٖ ، فَیَقُوْلَانِ لَهٗ : مَنْ رَبُّكَ ؟ فَیَقُوْلُ رَبِّیَ اللّٰهُ ، فَیَقُوْلَانِ لَهٗ : مَا دِیْنُكَ ؟ فَیَقُوْلُ دِیْنِیَ الْاِسْلَامُ. فَیَقُوْلَانِ لَهٗ : مَا هٰذَا الرَّجُلُ الَّذِیْ بُعِثَ فِیْكُمْ ؟ قَالَ فَیَقُوْلُ : هُوَ رَسُوْلُ اللّٰهِ . فَیَقُوْلَانِ : وَ مَا یُدْرِیْكَ ؟ فَیَقُوْلُ : قَرَأْتُ كِتَابَ اللّٰهِ فَاٰمَنْتُ بِهٖ وَ صَدَّقْتُ)) زَادَ فِیْ حَدِیْثِ جَرِیْرٍ رضی اللہ عنہ ((فَذٰلِكَ قَوْلُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ ﴿یُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِیْنَ آمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَ فِی الْاٰخِرَةِ ﴾)) رَوَاهُ اَبُوْدَاؤُدَ (صحیح)

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''قبر میں (مومن آدمی کے پاس) دو فرشتے آتے ہیں۔ اسے بٹھا دیتے ہیں اور پوچھتے ہیں ''تیرا رب کون ہے؟'' وہ کہتا ہے ''میرا رب اللہ ہے۔'' پھر وہ پوچھتے ہیں ''تیرا دین کون سا ہے؟'' وہ کہتا ہے ''میرا دین اسلام ہے۔'' پھر وہ پوچھتے

---

[1] الترغیب والترهیب ، الجزء الرابع، رقم الحدیث 5218

[2] کتاب السنة ، باب فی المسألة فی القبر و عذاب القبر (3979/3)

ہیں ''تمہارے درمیان جو شخص (نبی بنا کر) بھیجا گیا اس کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟'' وہ جواب دیتا ہے ''وہ اللہ کے رسول ہیں۔'' فرشتے پوچھتے ہیں ''تمہیں یہ ساری باتیں کیسے معلوم ہوئیں؟'' وہ آدمی کہتا ہے ''میں نے اللہ کی کتاب پڑھی اس پر ایمان لایا اور اس کی تصدیق کی۔'' حضرت جریر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں یہ اضافہ ہے کہ یہ مطلب ہے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا کہ ''اللہ تعالی اہل ایمان کو کلمہ طیبہ کی برکت سے دنیا کی زندگی اور آخرت کی زندگی (یعنی قبر) میں ثابت قدم رکھتا ہے۔'' اسے ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 143 کلمہ طیبہ کی آیت خاص عذاب قبر کے بارے میں ہی نازل فرمائی گئی ہے۔

عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ﴿يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ آمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ ......﴾ قَالَ نَزَلَتْ فِيْ عَذَابِ الْقَبْرِ يُقَالُ لَهٗ مَنْ رَبُّكَ فَيَقُوْلُ رَبِّيَ اللّٰهُ وَ نَبِيِّيْ مُحَمَّدٌ ﷺ فَذٰلِكَ قَوْلُهٗ عَزَّوَجَلَّ ﴿يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ آمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ فِي الْاٰخِرَةِ﴾. رَوَاهُ مُسْلِمٌ [1]

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا'' کہ ﴿يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ آمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ ......الخ﴾ عذاب قبر کے بارے میں ہی نازل ہوئی ہے (قبر میں) میت سے پوچھا جاتا ہے ''تیرا رب کون ہے؟'' وہ کہتا ہے ''میرا رب اللہ ہے میرے نبی حضرت محمد ﷺ ہیں۔'' اور یہی مطلب ہے اللہ تعالیٰ کے فرمان کا کہ اللہ تعالیٰ اہل ایمان کو کلمہ کی برکت سے دنیا کی زندگی اور قبر کی زندگی میں ثابت قدمی عطا فرماتا ہے۔'' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

❁❁❁

[1] کتاب الجنة وصفته ، باب عرض مقعد على الميت من الجنة والنار عليه و ......

اَلاَعْمَالُ الصَّالِحَةُ جُنَّةٌ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ

نیک اعمال عذاب قبر سے ڈھال ہیں

مَسئلہ 144 نیک اعمال ......نماز، روزہ، زکاۃ، حج، صلہ رحمی، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر وغیرہ......قبر میں میت کو عذاب سے بچاتے ہیں۔

عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ ﷺ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ ((اِنَّ الْمَيِّتَ اِذَا وُضِعَ فِی قَبْرِهٖ اِنَّهٗ يَسْمَعُ خَفْقَ نِعَالِهِمْ حِيْنَ يُوَلُّوْنَ مُدْبِرِيْنَ ، فَاِنْ كَانَ مُؤْمِنًا كَانَتِ الصَّلٰوةُ عِنْدَ رَأْسِهٖ وَكَانَ الصِّيَامُ عَنْ يَمِيْنِهٖ ، وَكَانَتِ الزَّكَاةُ عَنْ شِمَالِهٖ ' وَكَانَ فِعْلُ الْخَيْرَاتِ مِنَ الصَّدَقَةِ وَالصِّلَةُ وَالْمَعْرُوْفُ وَالاِحْسَانُ اِلَی النَّاسِ عِنْدَ رِجْلَيْهِ ' فَيُؤْتٰی مِنْ قِبَلِ رَأْسِهٖ فَتَقُوْلُ الصَّلٰوةُ : مَاقِبَلِی مَدْخَلٌ ثُمَّ يُؤْتٰی عَنْ يَمِيْنِهٖ فَيَقُوْلُ الصِّيَامُ : مَاقِبَلِی مَدْخَلٌ ثُمَّ يُؤْتٰی مِنْ قِبَلَ رِجْلَيْهِ فَيَقُوْلُ فِعْلُ الْخَيْرَاتِ مِنَ الصَّدَقَةِ وَالصِّلَةِ وَالْمَعْرُوْفِ وَالاِحْسَانِ اِلَی النَّاسِ : مَاقِبَلِیْ مَدْخَلٌ)). رَوَاهُ ابْنُ حَبَّانَ ❶ (حسن)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا میت ''جب قبر میں رکھی جاتی ہے تو وہ (تدفین کے بعد) واپس پلٹنے والے لوگوں کے جوتوں کی آواز سنتی ہے اگر میت مومن ہوتو نماز اس کے سر کے پاس' روزہ دائیں طرف' زکوۃ بائیں طرف اور دوسرے نیک اعمال (مثلاً) صدقہ ،نوافل،لوگوں کے ساتھ بھلائیاں اور حسن سلوک پاؤں کی طرف سے اس کی حفاظت کرتے ہیں فرشتہ عذاب کے لئے سر کی طرف سے آتا ہے تو نماز کہتی ہے میری طرف سے راستہ نہیں (کسی دوسری طرف سے آؤ) پھر فرشتہ دائیں طرف سے آتا ہے تو زکاۃ کہتی ہے میری طرف سے راستہ نہیں ہے (کسی دوسری طرف سے آؤ) پھر فرشتہ پاؤں کی طرف سے آتا ہے تو دوسری نیکیاں' صدقہ خیرات' صلہ رحمی لوگوں کے ساتھ بھلائیاں اور احسان

❶ الترغیب و الترهیب لمحی الدین دیب ، الجزء الرابع، رقم الحدیث (5225)

وغیرہ کہتے ہیں میری طرف سے راستہ نہیں ہے (کسی دوسری طرف سے آؤ)۔'' اسے ابن حبان نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 145 تمام نیک اعمال حتی کہ نماز کے لئے مسجد کی طرف چل کر جانے والے قدم بھی میت کو عذاب سے بچاتے ہیں۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ﷺ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ ((یُؤْتَی الرَّجُلُ فِیْ قَبْرِهٖ فَاِذَا اُتِیَ مِنْ قِبَلِ رَأْسِهٖ دَفَعَتْهُ تِلَاوَةُ الْقُرْآنِ وَاِذَا اُتِیَ مِنْ قِبَلِ یَدَیْهِ دَفَعَتْهُ الصَّدَقَةُ وَاِذَا اُتِیَ مِنْ قِبَلِ رِجْلَیْهِ دَفَعَتْهُ مَشْیُهُ اِلَی الْمَسَاجِدِ)) . رَوَاهُ الطَّبَرَانِیُّ [1] (حسن)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ''آدمی جب قبر میں دفن کیا جاتا ہے تو فرشتہ سر کی طرف سے عذاب دینے کے لئے آتا ہے تو تلاوت قرآن اسے دور کر دیتی ہے جب فرشتہ سامنے سے آتا ہے تو صدقہ خیرات اسے دور کر دیتے ہیں اور جب پاؤں کی طرف سے فرشتہ آتا ہے تو مسجد کی طرف چل کر جانا اسے دور کر دیتا ہے۔'' اسے طبرانی نے روایت کیا ہے۔

[1] الترغیب والترهیب ، الجزء الرابع ، رقم الحدیث 5225

اَلْمَامُوْنُوْنَ مِنْ فِتْنَةِ الْقَبْرِ

فتنہ قبر سے محفوظ رہنے والے

مَسئلہ 146 لشکر اسلام کا پہرہ دیتے ہوئے فوت ہونے والا عذاب قبر سے محفوظ رہتا ہے۔

عَنْ فَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ ﷺ يُحَدِّثُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَنَّهُ قَالَ ((كُلُّ مَيِّتٍ يُخْتَمُ عَلٰى عَمَلِهِ اِلَّا الَّذِىْ مَاتَ مُرَابِطًا فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَاِنَّهُ يُنْمٰى لَهُ عَمَلُهُ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَ يَاْمَنُ فِتْنَةَ الْقَبْرِ)) .رَوَاهُ التِّرْمِذِىُّ ❶ (صحيح)

حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ رسول اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا ’’ہر مرنے والے کے عمل (کا ثواب اس کے مرنے کے ساتھ) ختم کر دیا جاتا ہے سوائے اس شخص کے جو اللہ کی راہ میں پہرہ دیتے ہوئے مرے اس کے عمل (کا ثواب) مسلسل قیامت تک اسے ملتا رہتا ہے نیز وہ فتنہ قبر سے بھی محفوظ رہتا ہے۔‘‘ اسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔

عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ ﷺ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((مَنْ مَاتَ مُرَابِطًا فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ أَجْرٰى عَلَيْهِ اَجْرَ عَمَلِهِ الصَّالِحِ الَّذِىْ كَانَ يَعْمَلُ وَ أَجْرٰى عَلَيْهِ رِزْقًا وَأَمِنَ مِنَ الْفَتَّانِ وَبَعَثَهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ آمِنًا مِنَ الْفَزَعِ)) . رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ ❷ (صحيح)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ’’جو شخص فی سبیل اللہ پہرہ دیتے ہوئے مرا اس کے نیک اعمال جو وہ کیا کرتا تھا (مثلاً نماز، روزہ، تلاوت، عبادت اور دیگر اوراد و وظائف وغیرہ) کا اجر اسے (مسلسل قیامت تک) ملتا رہتا ہے اسے رزق بھی دیا جاتا ہے اور وہ فتنہ قبر سے بھی محفوظ

❶ سلسلة احاديث الصحيحة للالبانى، الجزء الثالث ، رقم الحديث 1140

❷ صحيح سنن ابن ماجه للالبانى ، الجزء الثانى ، رقم الحديث 2234

رہتا ہے نیز قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اسے اس حال میں اٹھائے گا کہ وہ (اس دن کی) گھبراہٹ سے محفوظ ہوگا۔'' اسے ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 147 جمعہ کی رات یا جمعہ کے دن فوت ہونے والا فتنہ قبر سے محفوظ رہتا ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَامِنْ مُسْلِمٍ يَمُوْتُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ أَوْ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ اِلَّا وَقَاهُ اللّٰهُ فِتْنَةَ الْقَبْرِ)). رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ [1]
(حسن)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''جو مسلمان جمعہ کے دن یا جمعہ کی رات فوت ہوا اللہ اسے قبر کے فتنہ سے بچالے گا۔'' اسے احمد اور ترمذی نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 148 سورہ ملک کی باقاعدگی سے تلاوت کرنے والا عذاب قبر سے محفوظ رہتا ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ ﷺ قَالَ سُوْرَةُ تَبَارَکَ هِيَ الْمَانِعَةُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ. رَوَاهُ الْحَاكِمُ [2]
(حسن)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں سورۃ ملک ﴿ تَبَارَکَ الَّذِيْ بِيَدِهِ الْمُلْکُ ﴾ عذاب قبر سے رکاوٹ ہے۔ اسے حاکم نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 149 شہید فتنہ قبر سے محفوظ رہتا ہے۔

عَنْ رَاشِدِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّ رَجُلاً قَالَ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَابَالُ الْمُؤْمِنِيْنَ يُفْتَنُوْنَ فِيْ قُبُوْرِهِمْ ' اِلَّا الشَّهِيْدَ ؟ قَالَ : ((كَفٰى بِبَارِقَةِ السُّيُوْفِ عَلٰى رَأْسِهٖ فِتْنَةً)) رَوَاهُ النَّسَائِيُّ [3]
(صحیح)

حضرت راشد بن سعد نے رسول اکرم ﷺ کے ایک صحابی سے سنا کہ ایک آدمی نے پوچھا ''یا رسول اللہ ﷺ! کیا وجہ ہے کہ سارے مسلمانوں کو قبر میں آزمایا جاتا ہے، لیکن شہید کو نہیں آزمایا جاتا؟''

---
[1] جامع ترمذی، کتاب الجنائز ، باب ما جاء فیمن یموت یوم الجمعة
[2] سلسله احادیث الصحیحه للالبانی ، الجزء الثالث ، رقم الحدیث 1140
[3] کتاب الجنائز ، باب الشهید (1940/2)

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ”ان کے لئے (دنیا میں) سروں پر چمکتی تلواروں کی آزمائش ہی کافی ہے۔“ اسے نسائی نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 150 پیٹ کی تکلیف سے مرنے والا فتنہ قبر سے محفوظ رہتا ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَسَارٍ ﷺ قَالَ : كُنْتُ جَالِسًا وَسُلَيْمَانُ ابْنُ صُرَدٍ ﷺ، وَخَالِدُ بْنُ عُرْفُطَةَ ﷺ، فَذَكَرُوْا اَنَّ رَجُلاً تُوُفِّيَ، مَاتَ بِبَطْنِهِ، فَإِذَا هُمَا يَشْتَهِيَانِ اَنْ يَكُوْنَا شُهَدَآءَ جَنَازَتِهِ فَقَالَ أَحَدُهُمَا لِلْآخَرِ : أَلَمْ يَقُلْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((مَنْ يَقْتُلْهُ بَطْنُهُ ، لَمْ يُعَذَّبْ فِيْ قَبْرِهٖ)) فَقَالَ الْآخَرُ : بَلٰى ! رَوَاهُ النَّسَائِيُّ ❶ (صحيح)

حضرت عبداللہ بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں بیٹھا تھا سلیمان بن صرد رضی اللہ عنہ اور خالد بن عرفطہ رضی اللہ عنہ (آئے اور) لوگوں نے عرض کیا کہ فلاں شخص پیٹ کی تکلیف سے مر گیا ہے ان دونوں نے خواہش کی کہ کاش وہ اس آدمی کے جنازے میں شریک ہوتے پھر ایک آدمی نے دوسرے سے کہا ”کیا رسول اللہ ﷺ نے یہ بات ارشاد نہیں فرمائی کہ ”جس شخص کو پیٹ مار ڈالے اسے قبر میں عذاب نہیں دیا جائے گا۔“ دوسرے نے جواب دیا ”کیوں نہیں۔“ اسے نسائی نے روایت کیا ہے۔

وضاحت : میدان جنگ میں شہید ہونے کے علاوہ پیٹ کی بیماری سے مرنے والے شہید کے بارے میں بھی چونکہ رسول اکرم ﷺ نے عذاب قبر سے محفوظ رہنے کی خوشخبری دی ہے لہٰذا اہل علم نے شہادت کی باقی اقسام کے بارے میں بھی یہ امید ظاہر کی ہے کہ وہ شہداء بھی ان شاء اللہ عذاب قبر سے محفوظ رہیں گے۔ واللہ اعلم بالصواب۔ دیگر شہداء کی اقسام درج ذیل ہیں۔ ① طاعون کی بیماری سے مرنے والا ② پیٹ کی بیماری سے مرنے والا ③ پانی میں ڈوب کر مرنے والا ④ دیوار کے نیچے آ کر مرنے والا (بخاری) ⑤ زچگی کی حالت میں مرنے والی خاتون ⑥ آگ میں جل کر مرنے والا ⑦ پسلی کی بیماری (نمونیہ) سے مرنے والا (ابن ماجہ) ⑧ اپنے مال کی حفاظت میں مرنے والا ⑨ اپنے بال بچوں کی حفاظت میں مرنے والا ⑩ اپنی جان بچاتے ہوئے مرنے والا ⑪ اپنے دین کی حفاظت میں مرنے والا ⑫ ظلم کے خلاف جدوجہد میں مرنے والا (نسائی) ⑬ خلوص دل سے شہادت کی دعا مانگنے والا (مسلم) ⑭ صبح شام سورہ حشر کی تین آیات پڑھنے والا (ترمذی ودارمی)

---

❶ كتاب الجنائز ، باب من قتله بطنه (1939/2)

كَيْفِيَّةُ الْاَجْسَامِ فِی الْقُبُوْرِ

قبروں میں اجسام کی حالت

مَسئله 151 انبیاء کرام علیہم السلام کے اجسام قبروں میں قیامت تک محفوظ رہتے ہیں۔

عَنْ أَوْسِ بْنِ أَوْسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِنَّ مِنْ أَفْضَلِ اَیَّامِکُمْ یَوْمَ الْجُمُعَةِ فِیْهِ خُلِقَ آدَمُ ، وَفِیْهِ قُبِضَ ، وَفِیْهِ النَّفْخَةُ ، وَفِیْهِ الصَّعْقَةُ ، فَأَکْثِرُوْا عَلَیَّ مِنَ الصَّلاَةِ فِیْهِ فَاِنَّ صَلاَتَکُمْ مَعْرُوْضَةٌ عَلَیَّ)) قَالَ : قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ! وَکَیْفَ تُعْرَضُ صَلاَتُنَا عَلَیْکَ وَقَدْ أَرِمْتَ ؟ قَالَ یَقُوْلُوْنَ بَلِیْتَ فَقَالَ : ((اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ حَرَّمَ عَلَی الْأَرْضِ اَجْسَادَ الْأَنْبِیَآءِ)). رَوَاهُ اَبُوْ دَاؤُدَ[1] (صحیح)

حضرت اوس بن اوس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”سب دنوں میں جمعہ کا دن افضل ہے اسی روز آدم علیہ السلام پیدا کئے گئے، اسی روز ان کی روح قبض کی گئی، اسی روز صور پھونکا جائے گا، اسی روز اٹھنے کا حکم ہوگا، لہٰذا اس روز مجھ پر کثرت سے درود بھیجا کرو تمہارا درود میرے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔“ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا ”اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ کی ہڈیاں بوسیدہ ہو چکی ہوں گی یا یوں کہا کہ آپ ﷺ کا جسم مبارک مٹی میں مل چکا ہوگا تو پھر ہمارا درود آپ کے سامنے کیسے پیش کیا جائے گا؟“ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ”اللہ تعالیٰ نے انبیاء کے جسم زمین پر حرام کر دیئے ہیں۔“ اسے ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔

مَسئله 152 اولیاء، صلحاء اور شہداء میں سے جن جن کے اجسام کو جب تک اللہ تعالیٰ قبروں میں محفوظ رکھنا چاہیں وہ بھی مٹی کے اثر سے محفوظ رہتے ہیں۔

عَنْ هَشَّامِ بْنِ عُرْوَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ عَنْ اَبِیْهِ لَمَّا سَقَطَ عَلَیْهِمُ الْحَائِطُ فِیْ زَمَانِ الْوَلِیْدِ بْنِ عَبْدِالْمَلِکِ أَخَذُوْا فِیْ بِنَائِهٖ فَبَدَتْ لَهُمْ قَدَمٌ فَفَزِعُوْا وَظَنُّوْا أَنَّهَا قَدَمُ النَّبِیِّ ﷺ فَمَا

[1] صحیح سنن ابو داؤد ، للالبانی ، الجزء الاول ، رقم الحدیث 925

وَجَدُوْا أَحَدًا يَعْلَمُ ذٰلِكَ حَتّٰى قَالَ لَهُمْ عُرْوَةُ : لاَ وَاللّٰهِ ! مَاهِيَ قَدَمُ النَّبِيِّ ﷺ مَا هِيَ اِلَّا قَدَمُ عُمَرَ ﷜. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ❶

حضرت ہشام بن عروہ ﷫ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ ولید بن عبدالملک کے زمانہ میں جب حضرت عائشہ ؓ کے حجرہ مبارک کی دیوار گری تو اسے بناتے وقت ایک پاؤں نظر آیا لوگ گھبرا گئے اور سمجھے کہ یہ رسول اکرم ﷺ کا قدم مبارک ہے لیکن کوئی ایسا آدمی نہیں تھا جسے آپ ﷺ کا پاؤں مبارک پہچاننے میں یقینی علم ہوتا تا آنکہ حضرت عروہ بن زبیر ؓ (حضرت عائشہ ؓ کے بھانجے) نے لوگوں سے کہا ''واللہ! یہ قدم نبی اکرم ﷺ کا نہیں بلکہ حضرت عمر ؓ کا ہے۔'' اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 153 شہدائے احد کے اجسام چھیالیس برس بعد بھی پہلے کی طرح تروتازہ پائے گئے۔

عَنْ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ ابْنِ اَبِيْ صَعْصَعَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ اَنَّهُ بَلَغَهُ اَنَّ عَمْرَو بْنَ الْجَمُوْحِ ﷜ وَ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو ﷜ الْاَنْصَارِيَّيْنَ ثُمَّ السَّلَمِيَّيْنَ كَانَا قَدْ حَفَرَ السَّيْلُ مِنْ قَبْرَيْهِمَا وَكَانَ قَبْرَاهُمَا مِمَّا يَلِي السَّيْلَ وَكَانَ فِيْ قَبْرٍ وَّاحِدٍ وَّهُمَا مِمَّنِ اسْتُشْهِدَ يَوْمَ اُحُدٍ فَحُفِرَ عَنْهُمَا لِيُغَيَّرَا مِنْ مَكَانِهِمَا فَوُجِدَا لَمْ يَتَغَيَّرَا كَاَنَّهُمَا مَاتَا بِالْاَمْسِ وَكَانَ اَحَدُهُمَا قَدْ جُرِحَ فَوَضَعَ يَدَهُ عَلٰى جُرْحِهٖ فَدُفِنَ وَهُوَ كَذٰلِكَ فَاُمِيْطَتْ يَدُهُ عَنْ جُرْحِهٖ ثُمَّ اُرْسِلَتْ فَرَجَعَتْ كَمَا كَانَتْ وَكَانَ بَيْنَ اُحُدٍ وَبَيْنَ يَوْمِ حُفِرَ عَنْهُمَا سِتٌّ وَ اَرْبَعُوْنَ سَنَةً . رَوَاهُ مَالِكٌ ❷

حضرت عبدالرحمٰن بن ابوصعصعہ ﷫ سے روایت ہے کہ حضرت عمرو بن جموح اور حضرت عبداللہ بن عمرو انصاری سلمی ؓ دونوں جنگ احد میں شہید ہوئے تھے پانی کے بہاؤ نے ان کی قبر کو اکھیڑ دیا تھا اور قریب تھا کہ ان کی قبر بہہ جاتی دونوں حضرات ایک ہی قبر میں دفن کئے گئے تھے چنانچہ ان کی قبر کھودی گئی تاکہ ان کی میت نکال کر دوسری جگہ دفن کر دی جائے دونوں حضرات کی میتوں میں کوئی تغیر واقع نہیں ہوا تھا ایسے لگ رہا تھا جیسے ابھی کل ہی شہید ہوئے ہیں دونوں حضرات میں سے ایک کو جب زخم لگا تو اس نے

---

❶ كتاب الجنائز ، باب ما جاء في قبر النبي ﷺ

❷ كتاب الجهاد ، باب الدفن في قبر واحد من ضرورة

(تکلیف کی وجہ سے) اپنا ہاتھ زخم پر رکھ لیا تھا جب ان کو (دوسری جگہ) دفن کرنے لگے تو (لوگوں نے ان کا) ہاتھ ہٹانا چاہا لیکن وہ پھر وہیں (زخم کی جگہ) آ لگا قبر کھودنے کا واقعہ غزوہ احد کے چھیالیس سال بعد کا ہے۔ اسے مالک نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 154 **انبیاء کے علاوہ باقی لوگوں کے اجسام میں سے ریڑھ کی ہڈی کے علاوہ باقی سارا جسم مٹی کھا جاتی ہے۔**

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ﷺ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لَیْسَ شَیْءٌ مِنَ الْاِنْسَانِ اِلَّا یَبْلٰی اِلَّا عَظْمًا وَاحِدًا وَهُوَ عَجْبُ الذَّنْبِ وَمِنْهُ یُرَکَّبُ الْخَلْقُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ)). رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ [1]

(صحیح)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''سوائے ایک ہڈی کے انسان کا سارا جسم مٹی میں رُل مل جاتا ہے۔ وہ ریڑھ کی ہڈی ہے۔ قیامت کے روز اسی سے انسان کی تخلیق ہوگی۔'' اسے ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

---

[1] کتاب الزهد، باب ذکر القبر والبلیٰ (3441/2)

اَيْنَ يُقِيْمُ الرُّوْحُ بَعْدَ الْخُرُوْجِ مِنَ الْجَسَدِ؟
جسم سے نکلنے کے بعد روح کہاں قیام کرتی ہے؟

مَسئله 155 وفات کے بعد رسول اکرم ﷺ کی روح مبارک عرشِ الٰہی کے قریب جنت الفردوس کے بلندترین مقام پر موجود ہے۔

عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ ﷺ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ اِذَا صَلّٰى صَلاةً اَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهٖ فَقَالَ ((مَنْ رَّاٰى مِنْكُمُ اللَّيْلَةَ رُؤْيَا)) قَالَ : فَاِنْ رَّاٰى اَحَدٌ قَصَّهَا ، فَيَقُوْلُ ((مَا شَاءَ اللّٰهُ)) فَسَاَلَنَا يَوْمًا فَقَالَ ((هَلْ رَّاٰى مِنْكُم اَحَدٌ رُّؤْيَا؟)) قُلْنَا : لاَ، قَالَ لٰكِنِّىْ رَاَيْتُ اللَّيْلَةَ رَجُلَيْنِ اِتَيَانِىْ ....(قَالَ اَحَدُهُمَا) اَنَا جِبْرِيْلُ وَ هٰذَا مِيْكَائِيْلُ فَارْفَعْ رَاْسَكَ فَرَفَعْتُ رَاْسِىْ فَاِذَا فَوْقِىْ مِثْلُ السَّحَابِ قَالَا : ذٰلِكَ مَنْزِلُكَ، فَقُلْتُ : دَعَانِىْ اَدْخُلْ مَنْزِلِىْ ، قَالَا : اِنَّهُ بَقِىَ لَكَ عُمُرٌ لَمْ تَسْتَكْمِلْهُ فَلَوِ اسْتَكْمَلْتَ اَتَيْتَ مَنْزِلَكَ . رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ [1]

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں نبی اکرم ﷺ (نماز فجر کے بعد) ہماری طرف چہرہ مبارک کر کے پوچھتے ''آج رات تم میں سے کس نے خواب دیکھا ہے؟'' اگر کسی نے خواب دیکھا ہوتا تو وہ بیان کرتا اور پھر آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کی مشیت کے مطابق اس کی تعبیر بیان فرماتے۔ایک روز آپ ﷺ نے ہم سے پوچھا ''کیا تم میں سے آج رات کسی نے خواب دیکھا ہے؟'' ہم نے عرض کیا ''نہیں!'' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''اچھا! آج رات میں نے خواب دیکھا ہے، دو آدمی میرے پاس آئے (ان میں سے ایک نے کہا) میں جبریل ہوں اور یہ میکائیل ہے۔آپ اپنا سر اٹھائیں۔میں نے اپنا سر اٹھایا تو میں نے اپنے اوپر بادل جیسی کوئی چیز دیکھی دونوں نے مجھے بتایا کہ (جنت میں) یہ آپ ﷺ کا محل ہے۔'' میں نے کہا ''ذرا ہٹو میں اپنے محل میں داخل ہو کر دیکھوں (کیسا ہے؟)'' دونوں نے کہا ''آپ کی (دنیا میں) کچھ عمر

[1] کتاب الجنائز ، باب ما قيل في اولاد المشركين ، باب 2

ابھی باقی ہے جسے آپ نے پورا نہیں کیا، اگر آپ اپنی عمر پوری کر چکے ہوتے، تو آپ اپنے محل میں تشریف لے جاتے۔'' اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 156 بعض اہل ایمان کی روحیں جنت میں قیام کرتی ہیں۔

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ كَعْبِ الْاَنْصَارِيِّ ﷺ اَنَّهُ اَخْبَرَهُ اَنَّ اَبَاهُ كَانَ يُحَدِّثُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((اِنَّمَا نَسَمَةُ الْمُؤْمِنِ طَائِرٌ يَعْلُقُ فِيْ شَجَرِ الْجَنَّةِ حَتّٰى يَرْجِعَ اِلٰى جَسَدِهِ يَوْمَ يُبْعَثُ)). رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ [1] (صحیح)

حضرت عبدالرحمٰن بن کعب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کے باپ رسول اللہ ﷺ کی حدیث بیان کرتے تھے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے ''مومن کی روح (مرنے کے بعد) جنت کے درختوں پر اڑتی پھرتی ہے یہاں تک کہ جس روز مردے اٹھائے جائیں گے اس روز وہ روح اپنے جسم میں لوٹا دی جائے گی۔'' اسے ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 157 بعض اہل ایمان کی روحیں قیامت تک علیین میں قیام کرتی ہیں۔

وضاحت : حدیث مسئلہ نمبر 27 کے تحت ملاحظہ فرمائیں۔

مَسئلہ 158 شہداء کی روحیں پرندوں کی شکل میں جنت کے اندر ایسی قندیلوں میں رہتی ہیں جو عرشِ الٰہی سے لٹکی ہوئی ہیں۔

عَنْ مَسْرُوْقٍ ﷺ قَالَ سَأَلْنَا عَبْدَاللّٰهِ ﷺ عَنْ هٰذِهِ الْاٰيَةِ ﴿وَ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ﴾ قَالَ أَمَا اِنَّا قَدْ سَأَلْنَا عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ ((اَرْوَاحُهُمْ فِيْ جَوْفِ طَيْرٍ خُضْرٍ، لَهَا قَنَادِيْلُ مُعَلَّقَةٌ بِالْعَرْشِ تَسْرَحُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ شَاءَتْ ثُمَّ تَأْوِي اِلٰى تِلْكَ الْقَنَادِيْلِ فَاطَّلَعَ اِلَيْهِمْ رَبُّهُمْ اطِّلَاعَةً فَقَالَ : هَلْ تَشْتَهُوْنَ شَيْئًا ؟ قَالُوْا اَيَّ شَيْءٍ نَشْتَهِيْ ؟ وَ نَحْنُ نَسْرَحُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ شِئْنَا ، فَفَعَلَ ذٰلِكَ بِهِمْ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ، فَلَمَّا رَاَوْ اَنَّهُمْ لَنْ يُتْرَكُوْا مِنْ اَنْ يُسْأَلُوْا قَالُوْا : يَا رَبِّ ! نُرِيْدُ اَنْ تَرُدَّ اَرْوَاحَنَا فِيْ اَجْسَادِنَا حَتّٰى نُقْتَلَ فِيْ سَبِيْلِكَ مَرَّةً اُخْرٰى فَلَمَّا رَأَى اَنْ لَيْسَ لَهُمْ

[1] كتاب الزهد ، باب ذكر القبر والبلىٰ ، (3446/2)

حَاجَةٌ تُرِكُوْا)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ ❶

حضرت مسروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے اس آیت کا مطلب پوچھا ترجمہ ''جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے گئے انہیں مردہ نہ سمجھو بلکہ وہ زندہ ہیں اور اپنے رب کے ہاں رزق دیئے جاتے ہیں۔'' (سورہ آل عمران، آیت نمبر 169) تو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم نے اس آیت کا مطلب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''شہیدوں کی روحیں سبز پرندوں کی شکل میں ایسی قندیلوں میں رہتی ہیں جو عرش الٰہی سے لٹکی ہوئی ہیں جب چاہتی ہیں جنت میں سیر کے لئے چلی جاتی ہیں پھر ان قندیلوں میں واپس آ جاتی ہیں ایک بار ان کے رب نے ان کی طرف توجہ فرمائی اور پوچھا ''تمہاری کیا خواہش ہے؟'' شہداء کی ارواح نے جواب دیا ''ہم جہاں چاہیں جنت کی سیر کرتی ہیں ہمیں اور کیا چاہئے؟'' اللہ تعالی نے تین مرتبہ ان سے یہی سوال دریافت فرمایا پھر جب شہداء کی ارواح نے دیکھا کہ جواب دیئے بغیر چھٹکارا نہیں تب انہوں نے جواب دیا ''اے ہمارے رب! ہم چاہتی ہیں کہ ہماری ارواح کو ہمارے اجسام میں لوٹا دے یہاں تک کہ ہم تیری راہ میں دوبارہ قتل ہوں۔'' جب اللہ تعالی نے دیکھا کہ ان کی کوئی خواہش نہیں تو انہیں یوں ہی چھوڑ دیا۔'' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 159 بعض شہداء کی روحیں جنت کے دروازے پر نہر کے کنارے سبز گنبدوں میں قیام کرتی ہیں۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اَلشُّهَدَآءُ عَلٰى بَارِقِ نَهَرٍ بِبَابِ الْجَنَّةِ فِيْ قُبَّةٍ خَضْرَآءَ يَخْرُجُ عَلَيْهِمْ رِزْقُهُمْ بُكْرَةً وَّ عَشِيًّا)). رَوَاهُ اَحْمَدُ وَ الطَّبَرَانِيُّ وَ الْحَاكِمُ ❷ (حسن)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''(بعض) شہداء جنت کے دروازے پر بہنے والی خوب صورت نہر کے سبز گنبدوں میں ہیں جہاں انہیں صبح و شام ان کا رزق دیا جاتا ہے۔'' اسے احمد، طبرانی اور حاکم نے روایت کیا ہے۔

---

❶ كتاب الامارة ، باب بيان ان ارواح الشهداء فى الجنة

❷ صحيح الجامع الصغير للالبانى ، الجزء الثالث ، رقم الحديث 3636

هَلْ يُمْكِنُ رُجُوْعُ الْاَرْوَاحِ اِلَى الدُّنْيَا ؟

کیاارواح کا دنیامیں واپس آنا ممکن ہے؟

مَسئلہ 160 مرنے کے بعد کسی نبی' ولی یا شہید کی روح کا دنیا میں واپس آنا ممکن نہیں۔

﴿وَجَآءَ مِنْ اَقْصَا الْمَدِيْنَةِ رَجُلٌ يَّسْعٰى قَالَ يٰقَوْمِ اتَّبِعُوا الْمُرْسَلِيْنَ ○ اتَّبِعُوْا مَنْ لَّا يَسْئَلُكُمْ اَجْرًا وَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ○ وَمَالِيَ لَآ اَعْبُدُ الَّذِيْ فَطَرَنِيْ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ○ ءَ اَتَّخِذُ مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً اَنْ يُّرِدْنِ الرَّحْمٰنُ بِضُرٍّ لَّا تُغْنِ عَنِّيْ شَفَاعَتُهُمْ شَيْئًا وَّلَا يُنْقِذُوْنِ ○ اِنِّيْٓ اِذًا لَّفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ○ اِنِّيْ آمَنْتُ بِرَبِّكُمْ فَاسْمَعُوْنِ ○ قِيْلَ ادْخُلِ الْجَنَّةَ قَالَ يٰلَيْتَ قَوْمِيْ يَعْلَمُوْنَ ○ بِمَا غَفَرَلِيْ رَبِّيْ وَجَعَلَنِيْ مِنَ الْمُكْرَمِيْنَ ○﴾ (36:20-27)

''اور اتنے میں شہر کے دور دراز گوشے سے ایک شخص دوڑتا ہوا آیا اور بولا اے میری قوم کے لوگو! رسولوں کی پیروی اختیار کرو۔ان لوگوں کی پیروی اختیار کرو جو تم سے کوئی اجر نہیں چاہتے اور ہدایت یافتہ ہیں۔میں آخر اس ہستی کی عبادت کیوں نہ کروں جس نے مجھے پیدا کیا اور جس کی طرف تم سب کو پلٹ کر جانا ہے کیا میں اسے چھوڑ کر دوسرے معبود بنالوں؟ حالانکہ اگر رحمٰن مجھے کوئی نقصان پہنچانا چاہے تو نہ ان کی شفاعت میرے کام آسکتی ہے اور نہ ہی وہ مجھے (اللہ کی پکڑ سے) بچاسکتے ہیں۔اگر میں ایسا کروں تو صریح گمراہی میں مبتلا ہوجاؤں گا لہٰذا میں تمہارے رب پر ایمان لے آیا ہوں اور (تمہیں بھی کہتا ہوں) تم بھی میری بات غور سے سنو اور ایمان لے آؤ (آخر کار لوگوں نے اسے قتل کردیا) اسے کہہ دیا گیا ''داخل ہوجاؤ جنت میں''اس نے کہا کاش میری قوم کو معلوم ہوتا کہ میرے رب نے کس چیز کی بدولت میری مغفرت فرمادی اور مجھے باعزت لوگوں میں داخل فرمایا۔'' (سورۃ یٰسین، آیت نمبر 20 تا 27)

وضاحت : مرنے کے بعد اگر روح کا دنیا میں آنا اور کسی سے ہمکلام ہونا ممکن ہوتا تو مومن آدمی کبھی یہ حسرت بھرے الفاظ نہ کہتا

''کاش میری قوم کو معلوم ہوتا کہ میرے رب نے کس چیز کی بدولت میری مغفرت فرمادی۔''

مَسئلہ 161 **قبر میں سوال و جواب میں کامیابی اور جنت کی نعمتیں پانے کے بعد مومن آدمی واپس دنیا میں جا کر اپنے عزیز و اقارب کو نیک انجام کی خبر دینا چاہتا ہے لیکن اسے اجازت نہیں ملتی۔**

وضاحت : حدیث مسئلہ نمبر 84 اور 100 کے تحت ملاحظہ فرمائیں۔

مَسئلہ 162 **شہادت کے بعد شہید کی روح دنیا میں واپس آ کر دوبارہ شہید ہونا چاہتی ہے لیکن اسے اجازت نہیں دی جاتی۔**

وضاحت : حدیث مسئلہ نمبر 147 کے تحت ملاحظہ فرمائیں

اَلْاِسْتِعَاذَةُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ
عذاب قبر سے پناہ مانگنے کی دعائیں

مَسئلہ 163 رسول اکرم ﷺ درج ذیل الفاظ میں عذاب قبر سے پناہ مانگتے تھے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یَدْعُوْ ((اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَ مِنْ عَذَابِ النَّارِ وَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْیَا وَ الْمَمَاتِ وَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِیْحِ الدَّجَّالِ)). رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ ❶

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اکرم ﷺ یہ دعا مانگا کرتے تھے ''یا اللہ! میں تیری پناہ طلب کرتا ہوں عذاب قبر سے، عذاب جہنم سے، زندگی اور موت کے فتنوں سے اور مسیح دجال کے فتنے سے۔'' اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 164 عذاب قبر سے پناہ مانگنے کی ایک اور دعا۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّهَا قَالَت : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اَللّٰهُمَّ رَبَّ جِبْرَائِیْلَ وَ مِیْكَائِیْلَ وَ رَبَّ اِسْرَافِیْلَ اَعُوْذُبِکَ مِنْ حَرِّ النَّارِ وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ)). رَوَاهُ النَّسَائِیُّ ❷ (صحیح)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ دعا مانگی ہے ''اے اللہ! جبرائیل علیہ السلام، میکائیل علیہ السلام اور اسرافیل علیہ السلام کے رب! میں جہنم کی گرمی اور قبر کے عذاب سے آپ کی پناہ طلب کرتا ہوں۔'' اسے نسائی نے روایت کیا ہے۔

وضاحت : مشرکین مکہ فرشتوں کو اللہ کا شریک یا اللہ کی بیٹیاں سمجھتے تھے، دعا کے ابتدائی الفاظ میں ''اَللّٰهُمَّ رَبَّ جِبْرَائِیْلَ وَ مِیْكَائِیْلَ وَ اِسْرَافِیْلَ'' کہہ کر آپ ﷺ نے اس مشرکانہ عقیدے کی تردید فرمائی ہے کہ یہ فرشتے اللہ کی بیٹیاں یا اس کے شریک نہیں

❶ کتاب الجنائز ، باب التعوذ من عذاب القبر

❷ کتاب الاستعاذة باب الاستعاذه من حر النار (5092/2)

بلکہ اس کی عاجز مخلوق ہیں اور وہ ان کا خالق اور مالک ہے، لہٰذا ان الفاظ سے واسطہ یا وسیلہ کا مفہوم اخذ کرنا سراسر غلط ہے۔

مَسئلہ 165 فتنہ قبر سے پناہ مانگنے کی دعا یہ ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا الْقَاسِمِ ﷺ یَقُوْلُ فِیْ صَلاَتِہٖ ((اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ فِتْنَةِ الْقَبْرِ وَ مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ وَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْیَا وَ الْمَمَاتِ وَ مِنْ حَرِّ جَهَنَّمَ)). رَوَاهُ النَّسَائِیُّ [1] (صحیح)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے ابوالقاسم ﷺ کو نماز میں یہ دعا مانگتے سنا ہے ”یا اللہ! میں قبر کے فتنہ سے، دجال کے فتنہ سے، زندگی اور موت کے فتنہ سے نیز جہنم کی گرمی سے آپ کی پناہ طلب کرتا ہوں۔“ اسے نسائی نے روایت کیا ہے۔

***

[1] کتاب الاستعاذة باب الاستعاذه من حر النار (5093/2)

اَلْاِسْتِغْفَارُ لِاَهْلِ الْقُبُوْرِ

اہل قبور کے لئے استغفار

مَسئلہ 166 قبرستان جائیں یا قبرستان سے گزر ہو تو اہل قبور کے لئے درج ذیل دعا مانگنی چاہئے۔

عَنْ بُرَيْدَةَ ﷛ قَالَ : كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُعَلِّمُهُمْ اِذَا خَرَجُوْا اِلَى الْمَقَابِرِ فَكَانَ قَائِلُهُمْ ، يَقُوْلُ : ((اَلسَّلاَمُ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْمُسْلِمِيْنَ وَ اِنَّا اِنْ شَآءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَلاَحِقُوْنَ اَسْأَلُ اللّٰهَ لَنَا وَ لَكُمُ الْعَافِيَةَ)) .رَوَاهُ مُسْلِمٌ [1]

حضرت بریدہ ﷛ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ لوگوں کو یہ دعا سکھلایا کرتے تھے جب وہ قبرستان کی طرف جائیں تو یوں کہیں ''اے اس گھر کے مسلمان اور مومن باسیو، السلام علیکم ! ہم ان شاءاللہ تمہارے پاس آنے ہی والے ہیں، میں اللہ تعالی سے اپنے اور تمہارے لئے خیر و عافیت کے طلب گار ہوں۔'' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 167 اہل قبور کی مغفرت کے لئے دوسری دعا یہ ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّهَا قَالَتْ : كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ كُلَّمَا كَانَ لَيْلَتُهَا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَخْرُجُ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ اِلَى الْبَقِيْعِ فَيَقُوْلُ :((اَلسَّلاَمُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُؤْمِنِيْنَ وَ اَتَاكُمْ مَا تُوْعَدُوْنَ غَدًا مُؤَجَّلُوْنَ وَ اِنَّا اِنْ شَآءَ اللّٰهُ بِكُمْ لاَحِقُوْنَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِاَهْلِ بَقِيْعِ الْغَرْقَدِ)) . رَوَاهُ مُسْلِمٌ [2]

حضرت عائشہ ﷝ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جس رات میرے ہاں تشریف لاتے اس رات

---

[1] كتاب الجنائز ، باب ما يقال عند دخول القبور و الدعا لاهلها

[2] كتاب الجنائز ، باب ما يقال عند دخول القبور والدعاء لاهلها

کے آخری حصہ میں آپ ﷺ بقیع (مدینہ کا قبرستان) تشریف لے جاتے اور فرماتے ''اس گھر کے مومنو، السلام علیکم! تم کو وہ کچھ مل گیا جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا اور (اس کا باقی حصہ) کل (یعنی قیامت کے بعد) کے لئے موخر کر دیا گیا ہے۔ ہم بھی ان شاء اللہ تمہارے پاس آنے ہی والے ہیں۔ یا اللہ! بقیع غرقد والوں کے گناہ معاف فرما۔'' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مَسَائِلُ مُتَفَرِّقَةٌ

متفرق مسائل

مَسئله 168 کسی نیک مقصد کے لئے دوران سفر مرنے والے کے لئے جنت ہے۔

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو ﷺ قَالَ : مَاتَ رَجُلٌ بِالْمَدِيْنَةِ مِمَّنْ وُلِدَ بِهَا فَصَلّٰى عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ قَالَ : ((يَا لَيْتَهُ مَاتَ بِغَيْرِ مَوْلِدِهٖ)) قَالُوْا : وَلِمَ ذَاکَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ؟ قَالَ : ((اِنَّ الرَّجُلَ اِذَا مَاتَ بِغَيْرِ مَوْلِدِهٖ قِيْسَ لَهٗ مِنْ مَوْلِدِهٖ اِلٰى مُنْقَطَعِ اَثَرِهٖ ، فِي الْجَنَّةِ)). رَوَاهُ النَّسَائِيُّ❶ (حسن)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ایک آدمی جو مدینہ میں پیدا ہوا تھا مدینہ میں ہی فوت ہوا۔ رسول اکرم ﷺ نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی اور فرمایا ''کاش یہ آدمی (مدینہ کی بجائے) کسی اور جگہ مرتا، صحابہ کرام نے عرض کیا ''کیوں یا رسول اللہ ﷺ ؟'' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''جب آدمی اپنی پیدائش کے علاوہ کسی دوسری جگہ فوت ہوتا ہے تو اسے جائے پیدائش سے جائے وفات تک جنت میں جگہ دی جاتی ہے۔'' اسے نسائی نے روایت کیا ہے۔

مَسئله 169 مومن آدمی کی موت خود اس کے لئے باعث نجات ہوتی ہے جبکہ فاسق آدمی کی موت سے مخلوق خدا کے علاوہ جانور اور حجر و شجر تک نجات پاتے ہیں۔

عَنْ اَبِیْ قَتَادَةَ ﷺ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مُرَّ عَلَيْهِ بِجَنَازَةٍ قَالَ ((مُسْتَرِيْحٌ وَ مُسْتَرَاحٌ مِنْهُ)) قَالُوْا : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَا الْمُسْتَرِيْحُ وَ الْمُسْتَرَاحُ مِنْهُ ؟ قَالَ: ((اَلْعَبْدُ الْمُؤْمِنُ يَسْتَرِيْحُ مِنْ نَصَبِ الدُّنْيَا وَ اَذَاهَا اِلٰى رَحْمَةِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَالْعَبْدُ الْفَاجِرُ يَسْتَرِيْحُ مِنْهُ

❶ كتاب الجنائز ، باب الموت بغير مولده (1728/2)

الْعِبَادُ وَ الْبِلاَدُ وَ الشَّجَرُ وَالدَّوَابُّ)).رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ [1]

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سے ایک جنازہ گزرا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''آرام پانے والا ہے یا آرام دینے والا ہے۔'' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا ''آرام پانے والے اور آرام دینے والے سے کیا مراد ہے؟'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''مومن آدمی مرنے کے بعد دنیا کے مصائب و آلام سے نجات پا کر اللہ کی رحمت میں آرام پاتا ہے اور فاجر آدمی کے مرنے سے لوگ، شہر، درخت اور چوپائے سب آرام پاتے ہیں۔'' اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 170 جس آدمی کے پاس کوئی قابل وصیت چیز ہو اسے وصیت لکھ کر اپنے پاس رکھنی چاہئے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا : اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((مَا حَقُّ اِمْرِءٍ مُسْلِمٍ لَهُ شَيْءٌ يُوْصِيْ فِيْهِ يَبِيْتُ لَيْلَتَيْنِ اِلاَّ وَ وَصِيَّتُهُ مَكْتُوْبَةٌ عِنْدَهُ)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ [2]

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اگر کسی مسلمان کے پاس کوئی قابل وصیت چیز ہے تو اسے لکھے بغیر دو راتیں بھی نہیں گزارنی چاہئیں۔'' اسے بخاری اور مسلم نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 171 بڑھاپے میں عمر کی حرص بڑھ جاتی ہے۔

عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((يَهْرَمُ ابْنُ آدَمَ وَ يَشِبُّ مِنْهُ اِثْنَتَانِ : اَلْحِرْصُ عَلَى الْعُمْرِ وَ الْحِرْصُ عَلَى الْمَالِ)).رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ [3] **(صحيح)**

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''آدمی جیسے جیسے بوڑھا ہوتا ہے ویسے ویسے دو چیزیں اس میں جوان ہوتی جاتی ہیں ① زندگی کی خواہش اور ② مال کی خواہش۔'' اسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 172 موت سے قبل نیک اعمال کی توفیق اللہ کا فضل ہے۔

---

1. کتاب الرقاق ، باب سکرات الموت
2. مختصر صحیح بخاری ، للزبیدی، رقم الحدیث 1194
3. کتاب الزهد ، باب ما جاء فی قلب الشیخ شاب علی حب اثنتین

عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ ((اِذَا اَرَادَ اللّٰہُ بِعَبْدٍ خَیْراً اِسْتَعْمَلَہٗ)) قِیْلَ: کَیْفَ یَسْتَعْمِلُہٗ؟ قَالَ((یُوَفِّقُہٗ لِعَمَلٍ صَالِحٍ قَبْلَ الْمَوْتِ)).رَوَاہُ الْحَاکِمُ ❶ (حسن)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو اس سے کام لیتا ہے۔'' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا گیا ''اللہ کیسے کام لیتا ہے؟'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''اس بندے کو مرنے سے پہلے نیک عمل کی توفیق عطا فرماتا ہے۔'' اسے حاکم نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 173 مومن کے لئے موت فتنوں سے اچھی ہے۔

عَنْ مَحْمُوْدِ بْنِ لَبِیْدٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ ((اِثْنَتَانِ یَکْرَھُھُمَا ابْنُ آدَمَ یَکْرَہُ الْمَوْتَ وَ الْمَوْتُ خَیْرٌ لِلْمُؤْمِنِ مِنَ الْفِتْنَۃِ وَ یَکْرَہُ قِلَّۃَ الْمَالِ وَ قِلَّۃُ الْمَالِ اَقَلُّ لِلْحِسَابِ)). رَوَاہُ اَحْمَدُ ❷

حضرت محمود بن لبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''دو چیزوں سے ابن آدم نفرت کرتا ہے ① موت، حالانکہ موت مومن کے لئے فتنے سے بہتر ہے اور ② مال کی کمی سے نفرت کرتا ہے، حالانکہ مال کی کمی، حساب میں کمی کے لئے اچھی ہے۔'' اسے احمد نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 174 مرنے کے بعد صرف انسان کے اعمال ہی اس کا ساتھ دیتے ہیں۔

عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم ((یَتْبَعُ الْمَیِّتَ ثَلاَثَۃٌ فَیَرْجِعُ اثْنَانِ وَ یَبْقٰی وَاحِدٌ یَّتْبَعُہٗ اَھْلُہٗ وَ مَالُہٗ وَ عَمَلُہٗ فَیَرْجِعُ اَھْلُہٗ وَ مَالُہٗ وَ یَبْقٰی عَمَلُہٗ)). مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ ❸

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''تین چیزیں میت کے ساتھ جاتی ہیں دو واپس آجاتی ہیں اور میت کے ساتھ ایک ہی چیز رہ جاتی ہے ① میت کا اہل وعیال ② مال اور ③ اعمال اس کے ساتھ جاتے ہیں اس کا اہل وعیال اور مال واپس پلٹ آتے ہیں اور اس کے اعمال ساتھ رہ جاتے

❶ الترغیب والترھیب ، لمحی الدین دیب ، الجزء الرابع، رقم الحدیث 4919

❷ مشکوۃ المصابیح ، للالبانی ، الجزء الثالث ، رقم الحدیث 5251

❸ مختصر صحیح مسلم، للالبانی، رقم الحدیث 2086

ہیں۔‘‘ اسے بخاری اور مسلم نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 175 انسان کے مرنے پر فرشتوں کا سوال ’’اس نے آگے کیا بھیجا ہے؟‘‘

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ يَبْلُغُ بِهٖ قَالَ اِذَا مَاتَ الْمَيِّتُ قَالَتِ الْمَلٰئِكَةُ مَا قَدَّمَ؟ وَقَالَ بَنُوْ آدَمَ مَاخَلَّفَ ؟ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ ❶

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اس حدیث کو رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ ’’جب آدمی مرتا ہے تو فرشتے پوچھتے ہیں ’’اس نے آگے کیا بھیجا ہے؟‘‘ جبکہ لوگ پوچھتے ہیں ’’اس نے پیچھے کیا چھوڑا ہے۔‘‘ اسے بیہقی نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 176 موت کی تکلیف مومن کے گناہوں کا کفارہ بنتی ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لَا يُصِيْبُ الْمُؤْمِنَ شَوْكَةٌ فَمَا فَوْقَهَا اِلَّا رَفَعَهُ اللّٰهُ بِهَا دَرَجَةً وَحَطَّ عَنْهُ بِهَا خَطِيْئَةً)). رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ ❷ **(صحيح)**

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ’’مومن کو جب کانٹا چبھتا ہے یا اس سے بھی کوئی کم درجہ کی تکلیف پہنچتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کا ایک درجہ بلند کرتے ہیں اور ایک گناہ مٹا دیتے ہیں۔‘‘ اسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔

عَنْ اَبِیْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَا مِنْ شَیْءٍ يُصِيْبُ الْمُؤْمِنَ مِنْ نَصَبٍ وَ لَا حَزَنٍ وَلَا وَصَبٍ حَتّٰى الْهَمُّ يَهُمُّهُ اِلَّا يُكَفِّرُ اللّٰهُ بِهٖ عَنْهُ سَيِّاٰتِهٖ)). رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ ❸ **(حسن)**

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ’’مومن کو جب بھی کوئی مصیبت، غم یا دکھ پہنچتا ہے حتی کہ کوئی فکر جو اسے پریشان کرے اس کے سبب اللہ تعالیٰ مومن کے گناہ مٹا دیتے ہیں۔‘‘ اسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔

عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((مَا مِنْ عَبْدٍ يُصْرَعُ صُرْعَةً مِنْ مَرَضٍ

❶ كتاب الملاحم ، باب فی تداعی الامم علی الاسلام (3610/3)

❷ ابواب الجنائز ، باب ما جاء فی ثواب المرض (771/1)

❸ ابواب الجنائز ، باب ما جاء فی ثواب المرض (774/2)

اِلَّا بَعَثَهُ اللّٰهُ مِنهَا طَاهِرًا)). رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ فِي الْكَبِيرِ ❶ (حسن)

حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''جب کسی آدمی کو بیماری بری طرح پچھاڑ دیتی ہے تو اللہ تعالیٰ اسے اس بیماری کی وجہ سے گناہوں سے پاک کر کے (دنیا سے) اٹھاتے ہیں۔'' اسے طبرانی نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 177 موت مومن کے لئے تحفہ ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((تُحْفَةُ الْمُؤْمِنِ اَلْمَوْتُ)). رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ ❷

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''مومن آدمی کے لئے موت (اللہ کی طرف سے) تحفہ ہے۔'' اسے طبرانی نے روایت کیا ہے۔

وضاحت : مرنے کے بعد مومن آدمی دنیا کے مصائب و آلام سے نجات پاتا ہے اور آخرت کی ابدی نعمتوں کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے اس لئے موت کو مومن کے لئے تحفہ کہا گیا ہے۔

✪✪✪

❶ الترغيب و الترهيب ، لمحى الدين ديب، الجزء الرابع ، رقم الحديث 5038

❷ الترغيب و الترهيب ، لمحى الدين ديب ، الجزء الرابع ، رقم الحديث 5123

﴿رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ﴾

''اے میرے رب! معاف فرما اور رحم فرما''

یَا اِلٰـهُ الْعٰلَمِیْن !

زمین و آسمان اور اس کے درمیان ہر چیز کے خالق اور مالک آپ ہی ہیں۔زمین و آسمان اور اس کے درمیان ہر چیز کو تھامنے والے آپ ہی ہیں۔زمین و آسمان اور اس کے درمیان ہر کام کی تدبیر کرنے والے آپ ہی ہیں۔زمین و آسمان اور اس کے درمیان ہر چیز کے پالنے والے آپ ہی ہیں۔ہر طرح کی حمد وثناء صرف آپ ہی کے لائق ہے۔

یا ذوالجلال والاکرام !

آپ اپنی ذات اور صفات میں تنہا ہیں۔آپ کے لئے کوئی مثال نہیں آپ کا کوئی شریک اور ہمسر نہیں آپ ہر عیب سے پاک ہیں ہر طرح کی حمد وثناء صرف آپ ہی کے لائق ہے۔

یا اکرم الاکرمین!

آپ سب حاکموں کے حاکم ہیں،سب رحم کرنے والوں سے بڑھ کر رحم فرمانے والے ہیں سب کرم کرنے والوں سے بڑھ کر کرم فرمانے والے ہیں،

سب عزت والوں سے بڑھ کر عزت والے ہیں، سب غیرت والوں سے بڑھ کی غیرت والے ہیں۔ ہر طرح کی حمد وثناء صرف آپ ہی کے لائق ہے۔

یا ارحم الراحمین!

کتاب نازل فرمانے والے آپ ہی ہیں حضرت محمد بن عبداللہ ﷺ کو رسول بنا کر بھیجنے والے آپ ہی ہیں، حضرت محمد ﷺ کو بشیر اور نذیر بنا کر بھیجنے والے آپ ہی ہیں، حضرت محمد ﷺ کو رؤوف اور رحیم بنا کر بھیجنے والے آپ ہی ہیں، ہمیں خیر امت کے شرف سے نوازنے والے آپ ہی ہیں، ہمارے لئے دین اسلام پر چلنا آسان فرمانے والے آپ ہی ہیں۔ ہر طرح کی حمد وثناء صرف آپ ہی کے لائق ہے۔

یا اجود الاجودین!

ہماری طویل زندگی کا ایک ایک لمحہ خیر وبرکت سے، بھلائی اور عافیت سے بسر کروانے والے آپ ہی ہیں اور اب......زندگی کا سفر کٹنے کو ہے، سفینہ حیات کنارے لگنے کو ہے، منزل حیات سامنے نظر آ رہی ہے اور اس منزل کا ایک ایک لمحہ آپ کے عفو وکرم، آپ کے لطف واحسان اور آپ کی رحمت ومغفرت کا محتاج ہے۔ آپ کی بارگاہ صمدی میں آپ کے گناہ گار اور سیاہ کار دست بدستہ آپ کے رحم وکرم کی بھیگ مانگتے ہیں۔

اے ہمارے رحیم وکریم رب......! اپنے رحم وکرم سے ہمارے لئے سکرات موت کے لمحے آسان فرمانا۔

اے ہمارے رحیم وکریم رب......! اپنے رحم وکرم سے موت کے وقت رحمت کے

فرشتے بھیجنا۔

اے ہمارے رحیم وکریم رب......! اپنے رحم وکرم سے موت کے وقت لا الہ الا اللہ نصیب فرمانا۔

اے ہمارے رحیم وکریم رب......! اپنے رحم و کرم سے ہماری روح کے لئے آسمانوں کے دروازے کھول دینا۔

اے ہمارے رحیم وکریم رب......! اپنے رحم و کرم سے اپنے مقرب فرشتوں کو ہمارے حق میں خیر و برکت کا محتاج بنانا۔

اے ہمارے رحیم وکریم رب......! اپنے رحم وکرم سے ہمارا نام علیین میں لکھنے کا حکم صادر فرمانا۔

اے ہمارے رحیم وکریم رب......! اپنے رحم و کرم سے قبر کی گھبراہٹ، خوف اور وحشت سے محفوظ فرمانا۔

اے ہمارے رحیم وکریم رب......! اپنے رحم وکرم سے ہماری قبر کو چودھویں کے چاند جیسی روشنی سے منور فرمانا۔

اے ہمارے رحیم وکریم رب......! اپنے رحم و کرم سے ہماری قبر کو حد نگاہ تک فراخ فرمانا۔

اے ہمارے رحیم وکریم رب......! اپنے رحم و کرم سے ہماری قبر کو جنت کے باغوں میں سے ایک باغ بنا۔

اے ہمارے رحیم وکریم رب......! ہم گناہ گار سیاہ کار آپ کے رحم و کرم کے بھکاری ہیں۔آپ کے رحم وکرم کی بھیگ مانگتے ہیں۔

اے ہمارے رحیم وکریم رب......! ہماری جھولیاں اپنے بے حد وحساب رحم سے بھر دے۔

اے ہمارے رحیم وکریم رب......! رحم فرما۔

اے ہمارے رحیم وکریم رب......! رحم فرما۔

اے ہمارے رحیم وکریم رب......! رحم فرما۔

اے ہمارے رحیم وکریم رب......! رحم فرما۔

رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ
وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ

”اے ہمارے رب!

(ہمارے گناہ) معاف فرما اور

(ہم پر) رحم فرما تو سارے رحم کرنے والوں سے

بہتر رحم فرمانے والا ہے۔“

(سورۃ المؤمنون، آیت نمبر 118)

⊙⊙⊙

تفہیم السنۃ

کے مطبوعہ حصے

1. توحید کے مسائل
2. اتباع سنت کے مسائل
3. طہارت کے مسائل
4. نماز کے مسائل
5. جنازے کے مسائل
6. درود شریف کے مسائل
7. دعاء کے مسائل
8. زکوٰۃ کے مسائل
9. روزوں کے مسائل
10. حج اور عمرہ کے مسائل
11. جہاد کے مسائل
12. نکاح کے مسائل
13. طلاق کے مسائل
14. جنت کا بیان
15. جہنم کا بیان
16. شفاعت کا بیان
17. قبر کا بیان
18. علامات قیامت کا بیان
19. قیامت کا بیان
20. دوستی اور دشمنی
21. فضائل قرآن مجید
22. تعلیمات قرآن مجید
23. فضائل رحمۃ للعالمین ﷺ
24. حقوق رحمۃ للعالمین ﷺ
25. مساجد کا بیان
26. لباس کا بیان
27. امر بالمعروف نہی عن المنکر کا بیان (زیر طبع)